UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222873

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last m

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳ Accession No. ۲۱۲۳

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last ma

۱۴۲

شاہی خزانہ

باب - ۱

گولی

۱

ڈسنے لگی۔

ایک مدھا شور۔ ان مبہم آوازوں کے اشتراک سے علیحدہ جو رات کے سناٹے پر دوش نسیم پر کانوں تک پہنچتی ہیں۔ دھیمی مگر اتنا خفیف کہ یہ جاننا مشکل تھا مکان کے اندر ہے یا باہر۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے دو بار سنائی دیا۔

وہ اٹھی۔ خواب گاہ کی کھڑکی ذرا سی کھلی تھی۔ اس نے پوری کھول دی۔ باہر لان پر اد جھاڑیوں میں۔ نیز اس ٹوٹی ہوئی خانقاہ کے چاروں طرف جس کی محرابیں شکستہ استادے اور پریشان کھنڈر دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ چاند روپہلی کرنوں سے ضوفشانی کر رہا تھا۔ ٹھنڈی فرحت خیز ہوا درختوں کی ٹہنیوں سے بے آواز گذر کر ننھی پتیوں سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی جاتی تھی

دفعتاً وہی آواز پھر آئی۔ معلوم ہوا بائیں طرف پچھلی منزل کے

چند لیر تھی۔ مگر اس وقت [illegible]

جلدی سے ڈریسنگ گون پہنی اور دیاسلائی ہاتھ میں لی۔

"ریمنڈ... ریمنڈ..."

پاس والے کمرے سے کوئی بہت ہلکی آواز میں اس کو بلا رہا تھا۔ وہ رستہ ٹٹولتی اس طرف گئی۔ اور اس کی ماموں زاد بہن سوزین۔ اپنے کمرہ سے نکل کر جھٹ اس کے گلے لپٹ گئی۔

"بہن ریمنڈ۔ تم ہو کیا؟... یہ خوفناک آوازیں کیا سنی تھیں؟"

"ہاں۔ مگر تم کب سے جاگ رہی ہو؟"

"میں ذرا پہلے۔ کتا بھونکنے کی آواز سن کر اٹھی تھی۔ مگر اب اس کی بھی آواز نہیں آتی۔... اس وقت کیا بجا ہوگا؟"

"شاید چار"

"آہ۔ سنتی ہو!... نیچے بیٹھک میں کوئی چل رہا ہے!"

"پیاری سوزین۔ کیوں ڈرتی ہو؟ تمہارے ابا نیچے سو رہے ہیں"۔

"ہیں تو... پر خطرہ ان کے لئے بھی ہے۔ وہ زنانہ کے ساتھ والی خوابگاہ میں سوئے تھے۔"

"ایم۔ ڈیول ان کے پاس ہیں..."

"بہت دور... مکان کے دوسرے حصہ میں۔ وہ شاید ان آوازوں کو نہ سن سکیں گے؟"

دو نو حیران کھڑی سوچتی تھیں کہ کیا کریں۔ کس کو بلائیں جھٹ کسے آواز دیں؟... دونوں لڑکیاں اس وقت اندھیرے میں وہ خود اپنی آواز سے ڈری جاتی تھیں۔ دفعتاً سوزین نے جو کھڑکی کے پاس کھڑی تھی چیخ دبا کر۔ مضطربانہ کہا۔

"خدایا... وہ دیکھو... ایک آدمی فوارہ کے پاس جا رہا ہے!"

واقعی ایک آدمی کوئی بوجھل چیز اٹھائے باہر کی طرف جاتا تھا۔ اندھیرے میں ہر چند یہ پہچاننا مشکل ہوا کہ چیز کیا ہے۔ مگر اتنا معلوم ہو گیا کہ اس کے بار بار ٹانگوں میں لگنے سے چلنے والے کو دقت ہو رہی تھی۔ پرانے گرجا کے پاس ہو کر وہ اس چھوٹے دروازہ کی طرف ہو لیا۔ جو باہر کی دیوار میں بنا ہوا تھا۔

دروازہ یقیناً کھلا ہوگا۔ کیونکہ چور فوراً ہی نظروں سے غائب ہو گیا اور وہ آواز بھی سنائی نہیں دی۔ جو آہنی قبضوں کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔

"وہ میرے خیال میں بیٹھک سے نکلا تھا" سوزین نے دبی آواز میں کہا۔

"نہیں" ریمنڈ نے جواب دیا "زینہ اور زیادہ بائیں طرف ہے پرھیرو... شاید...

ایک ہی خیال دونو کے دل میں ایک ساتھ پیدا ہوا۔ اور وہ جھک کر دیکھنے لگیں سامنی طرف لکڑی کی مضبوط سیڑھی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ پتھر کی بالکونی پر انہوں نے دیکھا۔ ایک آدمی ویسی ہی بھاری چیز اٹھائے پہلے سیڑھی کی طرف گیا۔ پھر اتر کر تیز چلتا اسی طرف غائب ہو گیا۔ جادھر پہلا گیا تھا۔

سوزین کا مارے دہشت کے برا حال تھا۔ ٹانگیں لڑکھڑاتی اور ہاتھ زور زور سے کانپ رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا غش کیا چاہتی ہے۔ حالت اضطراب میں وہیں دراز ہو کر لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگی۔

"ہمین آواز دو... کسی کو مدد کے لئے آواز دو..."

"مگر کون آئے گا؟ ماموں یا وا آواز سن کر آئے بھی۔ تو نہ جانے یہ لوگ ان پر حملہ

... یہاں ہیں۔ ان کو بلانا چاہیئے... تمہارے ... گھنٹی کا بٹن ہوگا ... ہے۔ کاش ان میں سے کوئی آجائے"

... نے دیوار میں لگا ہوا بجلی کا بٹن دبایا۔ اور بالائی منزل

آواز سنائی دی۔ مگر وہ اتنی تیز تھی کہ غالباً نیچے بھی پہنچ گئی ہوگی۔

وہ انتظار کرنے لگیں۔ چاروں طرف سناٹا... ہوا بھی اس وقت پتوں کو سرسرانا چھوڑ چکی تھی۔

دفعتاً نچلی منزل کی تاریکی سے جدوجہد کی آواز سنائی دی۔ پھر ایسا معلوم ہوا۔ کوئی کرسی یا اور بوجھل چیز گر رہی ہے۔ غصہ اور جوش کے الفاظ بھی سنائی دیئے۔ مگر ان کا خاتمہ ایک مدھم کراہٹ پر ہوا۔ جو فوراً اس طرح کی گرگراہٹ میں بدل گئی۔ جو بوقت ذبح پیدا ہوتی ہے!

ریمنڈ بے تحاشہ دروازہ کی طرف دوڑی۔ مگر سوزین نے جھٹ بازو پکڑ لیا۔

"نہ بہن۔ نہ جاؤ۔ کیا مجھے سہما کے مارو گی؟"

مگر ریمنڈ اس کو پرے ہٹا کر دوڑ گئی۔ دروازہ کے باہر عالم گردش میں سوزین بھی جو تنہائی سے بہت ڈرتی تھی۔ لڑکھڑاتی ہوئی اس کے پاس جا پہنچی۔

زینہ سے اتر کر ریمنڈ جب بیٹھک کے دروازہ پر گئی تو صورت تصویر جم کر رہ گئی سوزین بھی گرتی پڑتی آگئی تھی۔ وہ بھی دروازہ کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

دیکھتی کیا ہیں سامنے قریباً تین قدم کے فاصلہ پر ایک دراز قامت آدمی جلتی ہوئی لالٹین ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ لالٹین کی روشنی ان لڑکیوں کی طرف پھیرنے سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چور تھوڑی دیر ان کے اترے ہوئے زرد چہروں کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر ٹوپی اٹھائی۔ ایک پرزہ کاغذ تہ کیا۔ دو چار تنکے جھاڑے۔ قالین پر ہوئے پاؤں کے نشانات کو مٹایا۔ پھر باہر کو چل دیا۔ بالکونی پر پہنچ کر وہ انہیں کو پھر ایک بار مڑا۔ اس کے بعد سلام کرکے رخصت ہوگیا

سب سے پہلے سوزین اس کمرہ کی طرف دوڑی۔ جو بیٹھک کے [illegible] لگا ہوا تھا۔ دروازہ میں ایک [illegible] دیکھ کر ٹھہر گئی۔ چاند کی ٹیڑھی کر[illegible]

بےجان جسموں پر پڑ رہی تھیں۔ دو لاشیں جن کا نار نفس ٹوٹا ہوا نظر آتا تھا پاس ہی پائیں فرش پر پڑے تھے۔ ان میں سے ایک پر جھک کر اس نے بے تابانہ کہا۔

"ابا جی۔ تم ہو! ہائے ... یہ کیا ہو گیا!"

آواز سن کر کونٹ ڈی جسورس نے حرکت کی۔ پھر شکستہ آواز میں کہا۔

"سوزین۔ بیٹا ڈرو نہیں۔ میں فقط زخمی ہوا ہوں ... مگر ڈیول ... وہ کیا زندہ ہے؟ ... اور چاقو ... ذرا دیکھو تو چاقو کہاں ہے؟"

اتنے میں دو نوکر جلتی ہوئی شمعیں لئے آ پہنچے تھے۔ ریمنڈ پاس والے جسم کو دیکھنے لگی۔ یہ کونٹ کا پرائیویٹ سکرٹری جین ڈیول تھا۔ اس نے دیکھا خون کی پتلی دھار اس کی گردن سے رستی ہوئی بہ رہی تھی۔ چہرہ بھی مردنی کے آثار لئے ہوئے تھا۔

بیٹھک میں دیوار کے ساتھ کچھ ہتھیار پڑے تھے۔ ریمنڈ نے ان میں سے ایک بندوق اٹھائی۔ اور بالکونی پر نکلی۔ اس چور کو جس نے لالٹین دکھائی تھی۔ رخصت ہوئے۔ ایک یا ڈیڑھ منٹ سے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا۔ اس لئے خیال آیا کہ ابھی پاس ہی ہوگا۔ اور پھر شاید زینہ اٹھانے کو ٹھیر گیا ہو۔ تاکہ کہیں اس راہ سے پیچھا نہ کر سکیں خیر دیکھا تو واقعی ایک آدمی گرجے کے پاس چلا جاتا تھا۔ ریمنڈ نے بندوق چھتیا کر فائر کیا۔ اور وہ آدمی وہیں گر پڑا۔

"وہ مارا!" نوکروں میں سے ایک نے اُسے گرتے دیکھ کر جوش سے کہا "ٹھیرئیے میں دوڑ کر اس جگہ جاتا ہوں۔ جہاں وہ گرا ہے۔"

"ٹھیرو وکٹر ذرا دم لو" ریمنڈ نے اشارہ سے منع کیا۔ "کیا دیکھتے نہیں ہو وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سنو تم سیڑھیوں پر ہو کر ... دروازہ کی طرف جاؤ۔ وہ ادھر کھلتا ہے۔ چور غالباً اسی طرف ہو کر جائے گا۔"

وکٹر دوڑا ہوا گیا۔ مگر چور اس کے پہنچنے سے پہلے پھر گرا۔ ریمنڈ نے دو

کو آواز دی۔

"البرٹ۔ البرٹ۔ دیکھتے ہو کیا؟ وہ کھنڈروں کے پاس۔۔۔"

"جی سرکار۔ دیکھ رہا ہوں۔ کم بخت اب رینگتا ہوا چل رہا ہے میرے خیال میں ٹھیک نشانہ بیٹھی ہو گی۔"

"اچھا تو تم یہاں کھڑے ہو کر ذرا اس کو دیکھتے رہو۔۔۔"

"مگر سرکار اس کے بچاؤ کا کوئی رستہ نہیں۔ کھنڈروں کے داہنی طرف لالن ہے"

"تم ڈاکٹر" ریمنڈ نے بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے حکم دیا۔ "تم بائیں طرف کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ۔"

"مگر بانو۔۔۔ آپ کہاں جاتی ہیں؟ مہربانی سے چور کا پیچھا نہ کیجئے"

"ٹھیرو میں جاؤں گی" ریمنڈ نے استقلال سے جواب دیا۔ "ایک کارتوس باقی ہے اس کے علاوہ۔۔۔"

وہ سنع کرتے کرتے چلی گئی۔ اس کے ایک لمحہ بعد البرٹ نے اسے کھنڈروں کی طرف جاتے دیکھا۔ اور وہیں سے آواز دی۔

"ادھر سرکار۔ اس طرف۔۔۔ وہ نواب کہیں نظر نہیں آتا۔ پھر بھی ذرا ہوشیار رہیئے گا۔"

ریمنڈ چور کا رستہ روکنے کے لئے کھنڈروں کا طواف کرتی ہوئی آگے گئی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

گر جب اس کو گئے کئی منٹ ہو گئے تو البرٹ سخت بے چین ہونے لگا۔ پھر اس خیال سے کہ نگاہ برابر سامنے لگی رہے۔ پختہ سیڑھیوں کی بجائے اس چوبی زینہ پر ہو کر جدھر سے چور اترا تھا اس نے بھی اترنے کی کوشش کی۔ مگر زینہ ذرا نیچا تھا۔ آخر بڑی دقت سے اس نے ایک ڈنڈے پہ پاؤں رکھا۔ پھر تیزی سے اتر کر اس طرف دوڑا جدھر

چھپتے ہوئے دیکھا تھا۔

تیس قدم آگے ریمنڈ نظر آئی۔ جو بندوق لیے، وکلر کے ساتھ ساتھ چور کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔

"کچھ ملا؟"

"خدا جانے کہاں گیا۔ اس جگہ تو نظر نہیں آتا۔" وکلر نے جواب دیا۔

"تم دروازہ پر بھی گئے تھے؟"

"وہیں ہو کر آیا ہوں۔ دروازہ بند اور کنجی میرے پاس ہے"

"بس تو چور کہاں جا سکتا ہے؟"

"کہیں نہیں۔ یقیناً انہی کھنڈروں میں چھپا ہوا ہوگا۔ اور پانچ دس منٹ تک پکڑا جائے گا۔"

گولی کی آواز سن کر ایک کاشتکار اور اس کا بیٹا جو اسی چار دیواری میں تھوڑے فاصلہ پر رہتے تھے۔ آ گئے۔ ان سے بھی معلوم ہوا۔ کوئی آدمی اس طرف نہیں گیا۔

"اور جاتا بھی کیسے؟" البرٹ نے لہجہ اصرار میں کہا "وہ ضرور انہی کھنڈروں میں چھپا ہے۔ اور اب عنقریب پکڑا جائے گا۔"

سب نے میدان کے حصے بانٹ لیے اور ہر شخص بڑے غور سے اپنے اپنے تلاش کرنے لگا۔ جھاڑیوں کے اندر۔ کھنڈروں کے سایہ میں۔ شکستہ مرغ... ہوئے گنجان عشق پیچے میں بھی۔ سب نے چپہ چپہ کو ڈال ڈال۔ پات پا... نہ ملنا تھا۔ نہ ملا۔

فقط ایک نشان ایسا نظر آیا جس سے شاید پ...
... ریمنڈ کی گولی سے زخمی ہو کر گر رہا تھا...
... پہنا کرتے ہیں۔...

۲

سویرے چھ بجے اس کی اطلاع موضع اویل لاریو کی جنڈرمہ پولیس کو دی گئی۔ اور تھانیدار ڈیپ میں حکام بالا کے نام ایک تار روانہ کر کے جس میں جرم کے مختصر حالات مجرم خاص کی گرفتاری کی امید اور ایک ٹوپی اور خنجر کی دستیابی کا حال درج تھا موقع پر پہنچ گیا۔

دس بجے دو کرایہ کی گاڑیاں اس ڈھال پر اتر کر جو مکان کے سامنے واقع مخفی دروازہ پر کھڑی ہوئیں۔ ایک پرانی وضع کی بند گاڑی جس میں صاحب مجسٹریٹ معہ سررشتہ دار اور ان کے ساتھ نائب سرکاری وکیل تھا۔ دوسری معمولی۔ اس میں دو رپورٹر تھے۔ ایک اخبار جرنل قاروان کی طرف سے۔ دوسرا پریس کے کسی اخبار کا قائم مقام۔

عمارت جس میں یہ واردات ہوئی۔ پرانی مگر شاندار تھی۔ کسی زمانہ میں خانقاہ امبرومیسی کے مالدار مجاوروں کے قبضہ میں رہنے کے بعد عہد انقلاب میں فسادیوں نے جا بجا اس کو شکست و ریخت کر دیا تھا۔ مگر جب سے وہ اپنے موجودہ مالک کونٹ ڈی جیورس کے پاس آئی۔ اس کی وہی اگلی شوکت بحال کر دی گئی تھی۔ کونٹ کو اس میں رہتے قریباً سال ہو چکے تھے۔ اور اس کی نگرانی میں کئی طرح کی اصلاحیں عمل میں لائی گئی تھیں سے عمارت کے وسط میں گھنٹہ گھر کا گاؤدم کلس۔ اور دونوں سروں پر دو مضبوط پر چپٹے ہوئے کو سنگ خارا کی سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ باغ سے پرے اس ٹے ہو کر جو نار من کلف کہلاتا ہے۔ وہاں سے سینٹ مارگریٹ اور وزنگ ولی غلمبیر، پراسرار اور سہانا نظر آتا تھا۔

تب میں کونٹ ڈی جیورس اپنی اکلوتی بیٹی سوزین۔ اور اوگار رمینڈ ڈی سینٹ ویراں کے ساتھ ۔ا کہتا تھا
ہ کی مشابہت بس اتنے ہی پر ختم تھی۔ کیونکہ

ایک طرف سوزین کی رنگت اگر پیلی تھی۔ تو ریمنڈ کی چمپئی۔ اس سے [illegible] سے کٹے تھے۔ اس کے سیاہ ۔ حسین دو نوں تھیں مگر اختلاف کے سا[illegible] تھی۔ یہ ملیح۔ اس کا حسن شیریں تھا۔ اس کا سرو سا نگیز۔ اس کے انداز سحر آگین کی ادائیں نوریاش۔ اس کے باوجود ان میں بہناپا تھا۔ اور گہرا بہناپا۔ دو سال جب ریمنڈ اپنے والدین کے یکے بعد دیگرے انتقال کرنے سے یتیم رہ گئی۔ تو کونٹ نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ اور اب وہ ان دو لڑکیوں کے ساتھ اس پر فضا عمارت میں تمام اطمینان کی زندگی بسر کرتا تھا۔

شاٹو میں ... جو اس عالی شان عمارت کا نام تھا۔ اس مختصر قبیلہ کی زندگی بڑی باقاعدگی اور ہمواری کے ساتھ گذرتی تھی۔ چند ہمسائے کبھی کبھی ملنے کے لئے آ جاتے۔ اور موسم گرما میں کونٹ قریباً ہر روز دونوں لڑکیوں کو ڈیپ کی سیر کرانے لے جاتا تھا۔ ایم ۔ ڈی جیورس ایک دراز قد اور شکیل آدمی تھا۔ اور اس کے چہرہ پر متانت کے آثار پائے جاتے تھے۔ بالوں کی رنگت کانوں کے پاس سپیدی کی طرف مائل ہوتی جا رہی تھی۔ مگر اس کے باوجود طاقت بنی ہوئی اور مضبوط تھی۔ وہ مالدار تھا۔ اور اپنی جائیداد کا انتظام اپنے معتمد خاص جین ڈیول کی مدد سے خود ہی کیا کرتا تھا۔ وہی بدنصیب ڈیول جسے مہلک زخم آنے کا اس سے پہلے ذکر آ چکا ہے۔

صاحب مجسٹریٹ نے موقعہ پر پہنچکر سب سے پہلے جنڈرمہ پولیس کے سارجنٹ کو پولین کا بیان لکھا۔ اوروں کی طرح سارجنٹ کو بھی چور کی گرفتاری کی ہر گھڑی امید تھی۔ مگر کسی وجہ سے یہ گرفتاری اب تک عمل میں نہ آ سکی۔ بہرحال پولیس کے جوان پارک کی ناکہ بندی کئے ہوئے تھے۔ اس لئے مجرم کا فرار غیر ممکن تھا۔

سارجنٹ سے فارغ ہو کر صاحب مجسٹریٹ معہ عملہ عمارت کی پہلی منزل پر گئے بیٹھک میں ہر چیز قرینہ سے رکھی ہوئی تھی۔ کیا مجال کرسی تک ہلی ہوئی۔ یا زیبائش کی کوئی چیز

بے ترتیب ہو۔ کوئی جگہ ایسی نہ تھی جس کی نسبت گمان ہوتا۔ کہ چور وہاں سے کوئی چیز اٹھا کر لے گئے ہوں گے۔ دائیں بائیں دو دیواروں پر بیش بہا فلیمش پردے اور کھڑکیوں کے سامنے چار نایاب تصویریں قدیم علم الاصنام کے نظاروں کی نامی مصور ریونہز کی بنی ہوئی بدستور موجود تھیں۔ بیش قیمت تصویریں جنہیں کونٹ ڈی جیبورس نے فلیمش مشجر کے ساتھ اپنے ماموں مارکوئیس ڈی بوباڈیلاسے۔ جو ہسپانیہ کے ایک نامی رئیس تھے۔ ورثہ میں حاصل کیا تھا۔

صاحب مجسٹریٹ ایم فلیول نے فلسفیانہ انداز سے کمرے کے چاروں طرف دیکھا پھر گلا صاف کر کے فرمایا۔

"وہ لوگ اگر واقعی چوری کرتے آئے تھے۔ تو ثابت ہو گیا۔ بیٹھک سے کوئی سامان نہ لے جا سکے۔"

"خیر دیکھا چاہیئے۔ سر دست کوئی رائے قائم کرنا دشوار ہے۔" سرکاری وکیل نے منہ پھیر کر جواب دیا۔ ان کی عادت تھی۔ بہت کم بولتے۔ مگر پولیس تو ہمیشہ دوسرے کی تردید کیا کرتے تھے۔

"آہ۔ مگر آپ کیا دیکھتے نہیں کہ سب بیش قیمت چیزیں یعنی پردے اور تصویریں محفوظ ہیں؟"

"شاید ان کے لئے وقت نہ ملا ہو۔"

"خیر دیکھئے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

اس وقت کونٹ ڈی جیبورس ڈاکٹر کو ساتھ لئے داخل ہوئے۔ ان کی حالت سے پایا جاتا تھا۔ کہ حملہ کے اثر کو چنداں محسوس نہیں کرتے۔ دونو اہلکاروں کا پرتپاک خیر مقدم کرنے کے بعد انہوں نے اس کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ جس میں جین ڈیول کی لاش پڑی تھی۔

مگر اس کمرہ اور بیٹھک کی حالت میں زمین آسمان کا فرق نظر آیا۔ کیونکہ یہاں ہر طرف بے ترتیبی تھی۔ دو کرسیاں اُلٹی ہوئی، میز شکستہ اور کئی متفرقات مثلاً سفری گھڑی جزدان اور سٹیشنری کا بکس فرش پر گرے ہوئے تھے۔ منتشر کاغذات پر کہیں کہیں خون کے دھبے بھی نظر آئے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر جین ڈیول کی لاش سے چادر ہٹائی۔ مقتول نے عمدہ گملی سوٹ پہنا ہوا اور اس کے پاؤں میں بھاری پیچ دار بوٹ تھے۔ ایک بازو مڑ کر جسم کے نیچے دبا ہوا۔ کالر اور ٹائی اتارنے اور قمیص کا گریبان کھولنے سے معلوم ہوا اس کے سینہ میں گہرا زخم آیا ہے۔

"موت فوراً ہی واقع ہوئی ہوگی" ڈاکٹر صاحب نے سرسری معائنہ کے بعد کہا۔ "آیا ایک وار جان لینے کو کافی ہے"

"بجا ہے" کونٹ ڈی جیوریس نے تسلیم کیا۔ "اور یہ چاقو وہیں لاش کے پاس پڑا تھا۔ یہ اپنے اسلحہ کی یادگار ہے جسے قاتل نے بیٹھک میں رکھے ہوئے ان ہتھیاروں میں سے لیا ہوگا۔ جہاں سے میڈموازل ڈی سینٹ ویراں نے بندوق اٹھائی تھی۔ البتہ یہ چمڑے کی بنی ہوئی ٹوپی غالباً مجرم کی ہے"

صاحب مجسٹریٹ ایم۔ فلیول نے چاقو دیکھ کر رکھ دیا۔ پھر کمرہ کے سب حصوں کو بغور دیکھا۔ چند سوالات ڈاکٹر سے پوچھے اور اس کے بعد ایم۔ ڈی جیوریس سے شب گذشتہ کے واقعات بیان کرنے کے لئے کہا۔ دیدہ و شنیدہ دونو ملا کر کونٹ نے جو کچھ بیان کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

"میں اپنے کمرہ میں پڑا سوتا تھا کہ جین ڈیول نے آکر جگا دیا۔ یوں تو میری نیند پہلے ہی ان آوازوں کو سن کر جو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آرہی تھیں۔ اُچاٹ ہو گئی تھی۔ بہر حال میں آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ کہ ڈیول کی آواز سُن کر چونک گیا۔ وہ پائینتی

کے پاس یہی کپڑے پہنے جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ چونکہ اس کی عادت رات کو بہت دیر کام کرنے کی تھی۔ اس لئے میرا خیال ہے وہ ابھی سویا نہ ہوگا۔ اس نے دبی ہوئی مگر پرجوش آواز میں بیان کیا۔ کوئی آدمی بیٹھک میں پھر رہا ہے۔ اور میں اس کی آواز سن کر آپ کو جگانے آیا ہوں۔ میں جھٹ اٹھ کر اس کمرہ کی راہ سے بیٹھک کی طرف گیا۔ مگر اس میں قدم رکھا ہی تھا۔ کہ بیٹھک کا دروازہ کھلا۔ اور ایک آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر میری کنپٹی پر اس زور کا مکا دیا۔ کہ میں تیورا کر گر پڑا۔" صاحب مجسٹریٹ سے معاف کیجئے۔ میں صرف موٹے موٹے واقعات بیان کر سکتا ہوں۔ تفصیل اس لئے یاد نہیں کہ سب باتیں حیرت خیز تیزی رفتار سے پیش آئی تھیں۔"

"خیر کہئے۔ اس کے بعد کیا ہوا؟"

"میں تو گرتے ہی غش کر گیا تھا۔ اس لئے نہیں جانتا۔ اس کے بعد کیا کچھ ہوا۔ بہرحال پھر جو آنکھ کھلی۔ تو ڈیول میرے پاس جانکنی کی حالت میں پڑا تھا۔"

"آپ کا شک کس پر ہے؟"

"کسی پر نہیں"

"گویا کوئی آپ کا دشمن نہیں ہے؟"

"نہ"

"نہ ایم ڈیول کا؟"

"دشمن! ڈیول کا؟ ... ایسے نیک نہاد آدمی کا۔ جیسا بدنصیب ڈیول تھا۔ کون دشمن ہو سکتا ہے؟ وہ بیس سال میرا معتمد رہا۔ اور میں نے اسے جب دیکھا۔ دوستوں اور مداحوں سے گھرا ہوا۔"

"اس کے باوجود یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چوری اور قتل کی واردات میں ہوئی ہیں آخر وہ لوگ کس نیت سے آئے ہوں گے۔"

"نیت ظاہر ہے... چوری!"

"تو پھر ضرور کچھ چرایا ہوگا۔"

"بظاہر نہیں۔"

"بظاہر نہیں... اور واقعہ میں؟"

"واقعہ میں بے شک کچھ نہ کچھ لے گئے۔"

"کیسے؟"

"دونوں لڑکیاں بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دو آدمیوں کو کوئی بوجھل چیز اٹھائے باغ سے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"لڑکیوں نے؟..."

"آہ۔ آپ شاید سمجھتے ہیں یہ ان کا وہم تھا۔ میرا اپنا بھی خیال ہوتا۔ کیونکہ دیکھنے میں کوئی چیز گم نظر نہیں آتی۔ بہرحال آپ اگر چاہیں تو ان کو بلا کر دریافت کر سکتے ہیں۔"

اس پر سوزین اور ریمنڈ دونوں کو بیٹھک میں بلا لیا گیا۔

سوزین زرد رو۔ لرزہ براندام بمشکل جواب دے سکتی تھی۔ البتہ ریمنڈ جو مقابلتاً دلیر اور ذی حوصلہ تھی۔ اور جس کا استقلال اس کی سرمئی آنکھوں سے ظاہر تھا۔ اس نے نہ صرف شب گذشتہ کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے بلکہ جو کچھ خود اس موقعہ پر کیا تھا۔ اس کا بھی حال کہا۔

"اچھی طرح سوچ لیجیے آپ کو مغالطہ تو نہیں ہوا؟" صاحب مجسٹریٹ نے بیان کے آخر میں پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ میں نے اچھی طرح ان کو کوئی چیز لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"اور تیسرا آدمی... وہ جس کے ہاتھ میں لالٹین تھی؟"

"وہ ٹال گیا۔"

"آپ کو اس کا حلیہ یاد نہیں؟"

"چونکہ لالٹین اس نے آنکھوں کے سامنے کر رکھی تھی۔ اس لیے میں اچھی طرح نہیں دیکھ سکی۔ مگر میرا خیال ہے وہ لمبے قد کا گٹھیلا آدمی تھا۔"

"اور کیوں میاں موازن، آپ کیا کہتے ہیں؟" صاحب مجسٹریٹ نے سوزین کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"وہ... وہ میرے خیال میں اوسط قد اور چھریرے بدن کا آدمی تھا۔" اس نے جواب دیا۔

ہم قلیوں مسکرائے۔ وہ ایک ہی واقعہ کے متعلق گواہوں کے متضاد بیانات سننے کے عادی ہو چکے تھے۔

"جب اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک طرف بیٹھک میں ایک آدمی تھا۔ لمبا بھی متوسط بھی، گٹھیلا بھی اور چھریرا بھی۔ اور دوسری جانب باغ میں دو آدمی تھے۔ جو بیٹھک سے کوئی قیمتی چیزیں اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھے گئے... ایسی چیزیں جو واقعی گم نہیں ہوئیں۔"

ہم قلیوں کو طنز کرنے میں خاص لطف آتا تھا۔ یہ ان کی بڑی کمزوری تھی۔ وہ ہمیشہ کمرۂ عدالت کے سامنے تقریر کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ اب بھی حاضرین کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا۔ صاحب مجسٹریٹ کی خوش مزاجی بڑھتی جا رہی تھی۔ دونوں میاں بیوی پہلے سے کمرے میں موجود تھے۔ اب کاشتکار اور اس کا بیٹا علی اور اس کی بیوی کورٹ کے سامنے لوگ اور وہ گاڑیبان بھی جو ڈیپ سے سواریاں لاتے تھے۔ پیش کر دیے گئے۔

ہم قلیوں نے حاضرین کو پر اہمیت نظروں سے دیکھا پھر کہا۔

"اس کے علاوہ ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے۔ یعنی وہ تیسرا آدمی گم کیسے ہوا؟
ریمنڈ کی طرف دیکھ کر کیوں میڈموازل۔ کیا یہی وہ بندوق تھی جس سے آپ نے اس پر فائر کیا۔ اور فائر کیا اسی کھڑکی سے کیا گیا تھا؟"

"جی ہاں۔ چور اس مقبرہ کے پاس چلا جاتا تھا۔ جو گرجا کے بائیں طرف جھاڑیوں میں واقع ہے۔ میں نے دیکھتے ہی اس پر فائر کر دیا۔"

"اور وہ زخمی ہو کر پھر اٹھا؟"

"تھوڑا سا۔ وکٹر اسی وقت دوڑا ہوا گیا۔ اور دروازہ جو باہر کی دیوار میں کھلتا ہے۔ بند کر دیا۔ میں بھی دوسرے آدمی البرٹ کو اپنی جگہ کھڑا کر کے اس کے پیچھے گئی۔ مگر چور اتنے میں غائب ہو چکا تھا۔"

البرٹ کا بیان لینے کے بعد صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا۔

"اس سے پایا جاتا ہے کہ چور جو زخمی ہو چکا تھا بائیں طرف اس لئے نہیں گیا کہ ایک آدمی دروازہ کے پاس کھڑا تھا۔ اور دائیں طرف اس لئے نہیں کہ اگر جاتا تو ضرور نظر آتا۔ ماحصل یہ کہ وہ اب تک اسی تنگ قطعہ زمین میں جو ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ کہیں چھپا ہوا ہوگا۔"

"ہاں سرکار چور یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔" البرٹ نے لہجہ اصرار میں کہا۔

"کیوں میڈموازل۔ آپ کیا رائے رکھتی ہیں؟"

"میرا بھی یہی خیال ہے"

"اور میرا بھی" وکٹر نے کہا۔

صاحب سرکاری وکیل نے دانت نکال دیئے۔

"تفتیش کا میدان بہت تنگ ہوتا جا رہا ہے۔" انہوں نے اندازِ تمسخر سے کہا۔ "اب ضرورت محض اس تلاش کو جاری رکھنے کی ہے۔ جو چار گھنٹے پہلے شروع

کی گئی تھی۔"

"بے شک۔ بے شک" ایم فلیبل نے کہا۔ "ہمارا کامیاب ہونا یقینی ہے۔"

۳

صاحب مجسٹریٹ نے آتشدان کے پاس گری ہوئی چرمی ٹوپی جو موقعہ پر ملی تھی اُٹھائی۔ پھر چندرمہ پولیس کے سارجنٹ کو اشارہ سے بلا کر کہا۔

"تم ایک آدمی کو فوراً ڈیپ بھیجو۔ کہنا۔ ڈیلا بار میں ایم۔ میگرٹ ٹوپی والے کی دوکان پر جائے اور دریافت کرے۔ یہ ٹوپی اس نے کس کے ہاتھ فروخت کی تھی۔"

اب میدان تفتیش اس قطعہ زمین تک محدود تھا جس کے ایک طرف مکان دوسری جانب میدان تیسری طرف دیوار اور چوتھی سمت میں وہ مقام تھا جہاں گولی چلائی گئی تھی۔ قریباً سو گز رقبہ کا ایک مستطیل قطعہ جس پر قرون وسطے کی یادگار خانقاہ امبر ومیسی کے کھنڈر جا بجا پھیلے ہوئے تھے۔

موقعہ پر جا کر دیکھنے سے معلوم ہو گیا کہ مجرم واقعی اس مقام سے گذرا تھا کچلی ہوئی گھاس پر دو جگہ خون کے سیاہ داغ جو اب خشک ہو چکے تھے۔ اس کی بین شہادت تھے۔ مگر یہ علامات اس موڑ تک ہی نظر آئیں۔ جو گرجا کے سرے پر واقع تھا۔ اس سے آگے زمین چونکہ سخت تھی۔ اس لئے پاؤں کے نشانات کہیں نظر نہ آتے تھے۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہو گیا کہ مجرم اگر اس قطعہ تنگ سے باہر نہیں گیا۔ تو ریمنڈ وکٹر۔ البرٹ ان سب کی نظروں سے پوشیدہ کیسے ہوا؟ چند ایک پودے جو اس جگہ تھے۔ انہیں بار ہا جھاڑا جا چکا تھا۔ کچھ ٹوٹی ہوئی قبریں بھی موجود تھیں۔ مگر ان میں کوئی مقام ایسا نہ تھا جو زیر تلاش نہ آ چکا ہو۔

صاحب مجسٹریٹ نے مالی سے گرجا کا بند دروازہ کھلوایا۔ عمارت جو پتھر کی بنی ہوئی اور کندہ کاری کا بیش قیمت نمونہ تھی۔ زمانہ اور انقلاب دونو کے سخت گہرا تھوں

سے محفوظ رہ کر اب بھی صناعی اور سنگتراشی کے لحاظ سے قابل تعریف تھی۔ اندر طاقچوں میں چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہوئے اور مکمل و غولیں نارمن گاتھک صنعت کا بہترین نمونہ نظر آتی تھیں۔ اندر ایک مرمری معبد کے سوا کوئی آڑ ایسی نہ تھی۔ جہاں مجرم روپوش ہوتا۔ اور پھر اس کے علاوہ ایک سوال یہ بھی تھا کہ بند گرجے میں وہ داخل کیونکر ہوا ہوگا؟

گرجا کا ہر حصہ دیکھنے کے بعد یہ جماعت اس تنگ دروازہ کے پاس پہنچی۔ جو صرف ان لوگوں کے لئے کھولا جاتا تھا۔ جو اس جگہ کے تاریخی کھنڈر دیکھنے آتے تھے۔ آگے ایک سڑک تھی۔ باغ دیوار اور اس جنگل کے درمیان ہوتی ہوئی جس میں چند ایک پرانی قبریں تھیں۔ ایم۔ فلیول نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ گرد آلود سڑک پر ٹائروں کے نشان تھے۔ ان کو دیکھ کر ریمنڈ اور وکٹر کو بھی یاد آگیا۔ کہ گولی چلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک موٹر کی گڑگڑاہٹ واقعی سنائی دی تھی۔

"میرے خیال میں" صاحب مجسٹریٹ نے یکایک کہا "چور اسی رستہ اپنے ساتھیوں سے مل کر بھاگ گیا ہوگا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" وکٹر نے پر یقین ہو کر جواب دیا "تین شخص یہاں پاس ہی موجود تھے اور میڈموازل اور البرٹ تو ایسی جگہ تھے۔ کہ چور اگر جاتا تو ضرور نظر آجاتا۔"

"مگر وہ چھپا ہوا ہوتا۔ تو اندر یا باہر یہیں کہیں ہونا چاہئے تھا۔"

"یقین فرمائیے یہیں ہے۔" نوکروں نے لہجہ اصرار میں کہا۔

صاحب مجسٹریٹ نے بے اعتباری سے شانوں کو حرکت دی۔ مگر اس کے بعد مکان کو واپس ہوئے۔ تو بہت چپ چاپ اور افسردہ تھے۔ صاف نظر آتا تھا۔ تفتیش میں کچھ دم نہیں۔ چوری تو ایسی جس میں کوئی چیز گم نہیں ہوئی۔ اور چور تو ایسا کہ وہیں چھپا ہوا ہے۔ مگر نظر نہیں آتا۔ واردات کے اس سے بدتر آثار اور کیا ہو سکتے ہیں؟

دوپہر ہوگئی تھی۔ ایم۔ ڈی جیسورس نے اہلکاروں اور دو نو رپورٹروں کو وہیں

پنچ کھانے کی دعوت دی۔ دسترخوان پر بہت کم گفتگو ہوئی۔ بعدازاں ایم فلیبوں نے پھر بیٹھک میں جاکر نوکروں سے سوالات پوچھنے شروع کیے۔ اتنے میں گھوڑے کے سموں کی آواز سنائی دی۔ اور ایک لمحہ بعد وہ سپاہی جسے ٹوپی دے کر ڈیپ بھیجا گیا۔ کمرہ میں داخل ہوا۔

"کیوں کیا خبر لائے؟" صاحب مجسٹریٹ نے جو معلومات حاصل کرنے کو بے تاب تھے۔ جلدی سے پوچھا۔

"جناب میں خود ایم میگرٹ سے ملا۔ معلوم ہوا۔ اس نے۔ یہ ٹوپی ایک گاڑیبان کے ہاتھ بیچی تھی۔"

"گاڑیبان کے ہاتھ؟"

"جی ہاں۔ اس نے بیان کیا۔ وہ آدمی بازار میں گاڑی کھڑی کر کے اندر آیا۔ اور کہنے لگا۔ ایک سواری کو اس طرح کی ٹوپی درکار ہے۔ دوکان میں بس یہی ایک ٹوپی باقی تھی۔ نہ اس نے ناپ پوچھا۔ نہ قیمت پہ بحث کی۔ ٹوپی لی اور چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی جلدی میں تھا۔"

"اچھا اور گاڑی کس طرح کی تھی؟"

"بند۔"

"اور یہ واقعہ کس دن پیش آیا تھا؟"

"کس دن!" سپاہی نے حیرت سے کہا۔ "آج صبح آٹھ بجے کا ہی تو واقعہ ہے۔"

"آج صبح آٹھ بجے کا! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"جناب عالی میں فقط یہ عرض کرتا ہوں کہ ٹوپی ایم۔ میگرٹ کی دوکان سے آج صبح آٹھ بجے خریدی گئی تھی۔"

"مگر بیوقوف یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟" صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔ "ٹوپی تو رات

سے باغ میں پڑی ہے یعنی اس وقت سے کہ جب رزخمی ہو کر گرا۔"

"اور ایم۔ میگرٹ کہتا ہے۔ آج صبح خریدی گئی تھی۔"

حاضرین میں ہر شخص حیرت زدہ نظر آنے لگا۔ صاحب مجسٹریٹ نے اس معمہ کو سمجھنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکے۔ دفعتاً اس وقت کہ سر جھکائے ہوئے سوچ رہے تھے۔ روشنی کی ایک ہلکی شعاع ان کے دماغ میں پیدا ہوئی۔ چونک کر بولے۔

"تم ذرا اس گاڑیبان کو تو بلاؤ۔ جو ہمیں لے کر یہاں آیا تھا۔۔۔ وہ جس کی بندگاڑی میں ہم آئے تھے۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔"

سارجنٹ اور سپاہی دونو اصطبل کی طرف دوڑے۔ مگر اس کے چند منٹ بعد گیا سارجنٹ واپس آیا تو اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

"کیوں ملا؟" صاحب مجسٹریٹ نے جلدی سے پوچھا۔

"جی بس اتنا معلوم ہے۔ کچن میں کھانا کھانے گیا تھا۔ اس کے بعد۔۔۔"

"ہاں۔ اس کے بعد؟"

"چلا گیا"

"چلا گیا!... کیا گاڑی لیکر؟"

"جی نہیں۔ کہتا تھا مجھے اوولی میں ایک رشتہ دار سے ملنا ہے۔ اس بہانے سائیس کا بائیسکل لیا اور چل دیا۔ اس کی ٹوپی اور اوورکوٹ بھی یہیں ہیں۔"

"تو کیا ننگے سر گیا ہوگا؟"

"نہیں معلوم ہوا۔ اس نے جیب سے ایک اور ٹوپی نکال کر اوڑھ لی تھی۔"

"اور ٹوپی!... جیب سے نکال کر؟"

"جی ہاں۔ پیلے چمڑہ کی بنی ہوئی۔"

صاحب مجسٹریٹ کی جبہت اور بڑھی۔

"سارجنٹ۔ یہ تم کیا بیان کرتے ہو؟ پیلے چمڑہ کی ٹوپی تو ہمارے پاس ہے۔"

"ہاں جناب بے شک ہے۔ مگر وہ جو اس نے پہنی۔ اس سے ملتی تھی۔"

نائب سرکاری وکیل کو تضحیک کا موقعہ مل گیا۔

"واہ! خوب! یہ بھی اک تماشہ ہوا۔ دونو ٹوپیاں ایک جیسی!... پر سنئے تو۔" اس نے دفعتاً سنجیدگی اختیار کر کے کہا "معلوم ہوتا ہے اس میں بھی کوئی چال ہوگی۔ اصلی ٹوپی جو ذریعہ شہادت تھی۔ گاڑیبان لے گیا۔ دوسری۔ اس کی نقل آپ کے پاس ہے...

اوہ۔ دیکھئے تو کتنا عیار نکلا!"

ایم فلیول گھبرا کر کھڑے ہوگئے اور مجنونانہ اشارے کرنے لگے۔

"بھاگو۔ دوڑو۔" انہوں نے چیخ کر کہا "دو آدمی بگٹٹ گھوڑے ڈال کر اس کا پیچھا کرو اور جس طرح ممکن ہو پکڑ لاؤ۔"

"اگر پکڑا جائے۔ تو" وپٹی صاحب نے نشتر چبھونے کا موقعہ ہاتھ سے نہ دے کر کہا "مگر کہیں پکڑا نہ جائے گا۔ کوشش شرط ہے.. محنت درکار ہے..."

"خیر محنت اور کوشش تو ہوتی رہے گی۔ آپ اب مہربانی سے یہاں کے معاملوں پر توجہ دیں۔ دیکھئے یہ پرزہ کاغذ کوٹ کی جیب میں ملا ہے۔ ذرا اس کو ملاحظہ فرمائیے۔"

"کونسے کوٹ کی جیب میں؟"

"اسی گاڑیبان کے۔"

اور یہ کہتے ہوئے نائب صاحب نے ایک تہ کیا ہوا کاغذ مجسٹریٹ کے پیش کیا۔ انہوں نے اس کو کھول کر پڑھا۔ پنسلی حرفوں میں فقط چند الفاظ لکھے ہوئے تھے:۔

"اگر اس خاتون نے سردار کو ما دیا ہے تو جان لو اس کی بھی خیر نہیں۔"

۴

حاضرین میں تازہ سنسنی پیدا ہو گئی۔

"چلو اچھا ہوا" ڈپٹی صاحب نے فلسفیانہ انداز سے کہا۔ "وقت پر خبر ہو جانے سے خطرہ آدھا رہ جاتا ہے۔"

"موسیو کونٹ" صاحب مجسٹریٹ نے دقیق اشاروں کی مدد سے سمجھایا۔ "آپ بالکل فکر نہ کریں۔ اور نہ آپ میڈموازل ریمنڈ سے "دھمکی فضول ہے۔ کیونکہ پولیس کی موجودگی میں یہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ اب ہم چونکہ خبردار ہو گئے ہیں۔ اس لئے حفاظت کا اور زیادہ انتظام کر دیں گے۔ آپ کی سلامتی کا ذمہ دار میں ہوں۔ آپ لوگوں سے بھی" انہوں نے پریس رپورٹروں کی طرف مڑ کر کہا "میں تاکیداً کہنا چاہتا ہوں کہ اس راز کو اپنے تک محفوظ رکھئے۔ میں نے آپ سے انتہائی نرمی کا سلوک کیا ہے۔ اور یہ نہایت نامناسب ہوگا کہ اس کے بدلے . . ."

وہ رک گئے۔ معلوم ہوتا تھا کوئی خاص خیال دفعتاً دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ پھر دونو رپورٹروں کو باری باری دیکھ کر پہلے ایک کے پاس گئے اور کہا۔

"آپ کس اخبار کی طرف سے کام کرتے ہیں؟"

"جرنل ڈاروال کی طرف سے۔"

"کوئی معرفی تحریر؟"

"جی ہے۔"

رپورٹر نے کارڈ پیش کیا جو ہر لحاظ سے درست تھا۔ ایم فلیول دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اچھا۔ اور آپ؟"

"میں؟"

"ہاں ہاں آپ کس اخبار سے تعلق رکھتے ہیں؟"

"میں در اصل۔۔۔ار۔۔۔ کئی اخباروں کا نامہ نگار ہوں۔"

"کارڈ دکھائیے؟"

"کارڈ تو افسوس میرے پاس ہے نہیں۔"

"اوہ! یہ کیوں؟"

"بات یہ ہے ایسے کارڈ صرف ان رپورٹروں کے پاس ہوتے ہیں جو کسی اخبار کے تنخواہ دار عملہ میں شامل ہوں۔"

"پھر؟"

"اور میں ایک عام مضمون نگار ہوں۔ میرے مضمون مختلف اخباروں میں اُجرت پر شائع ہوتے ہیں۔"

صاحب مجسٹریٹ کی نگاہ سے شک کا اظہار ہونے لگا۔ کڑے تیور دکھا کر بولے۔

"آخر تمہارے پاس کسی طرح کے کاغذات ہیں یا نہیں۔ اور تمہارا نام کیا ہے؟"

"کاغذات میرے پاس نہیں ہیں۔ اور میرے نام سے آپ کو کچھ معلوم نہ ہوگا۔"

"کوئی پیشہ؟"

"کچھ نہیں"

ایم۔ فلیبول بھڑک گئے

"سنو جی" انہوں نے ڈانٹ کر کہا۔ "تم جو کچھ بھی ہو۔ اس کو ظاہر کرو۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا یوں دھوکے سے یہاں آنا اور پولیس کی خفیہ تحقیقات میں شامل ہونا۔۔۔ کیا جانتے نہیں ہو۔ جرم ہے۔"

"لیکن جناب۔ اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ میں جب آیا۔ تو کسی نے نہیں پوچھا تم کون ہو۔ آخر یہ فرض میرے ذمہ نہ تھا کہ ہر ایک سے اپنا تعارف کراتا پھرتا۔ اس کے علاوہ

مجھ کو معلوم نہ تھا۔ آپ خفیہ تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور وہ خفیہ ہوتی بھی کیسے۔ جب کہ ہر قماش کے آدمی۔ ایک مجرم تک اس میں شریک تھے۔"

اس کا لہجہ نرم۔ خوشگوار اور مہذب تھا۔ چھریرے بدن کا کمسن نوجوان جس نے بالسرانا فیشن جاکٹ اور پتلون پہنی ہوئی تھی اور یہ کپڑے اس کی دراز قامت پر چھوٹے نظر آتے تھے۔ صورت بھولی۔ عورتوں سے ملتی ہوئی۔ پیشانی کشادہ سر کے بال باریک کٹے ہوئے۔ مگر چہرہ پہ بے ڈھنگی داڑھی تھی۔ صاحب مجسٹریٹ کے غصہ سے مرعوب ہونے کی بجا وہ الٹا ان کی باتیں سن کر مسکرانے لگا۔ مگر اس کے انداز میں طنز و تضحیک کی آمیزش قطعاً نہ تھی۔

ایم فلیول نے پہلے اسکی طرف بے اعتباری سے دیکھا پھر چند رمہ سپاہیوں کی طرف۔ معاً آدمی آگے بڑھے۔

"صاحب۔ یقیناً آپ مجھے مجرم سمجھتے ہوں گے" نوجوان نے مجسٹریٹ کے عندیہ سے واقف ہو کر کہا۔ "خیال فرمائیے میں اگر واقعی ہوتا۔ تو اس دوسرے مجرم کی طرح وقت پر فرار نہ ہو جاتا؟"

"شاید تم اس بھرے سے پرے تھے..."

"قطعاً نہیں" نوجوان نے ہاتھ کے اشارہ سے سمجھایا۔ "آپ اگر تھوڑا بھی غور کریں تو معلوم ہو گا..."

ایم فلیول نے گھور کر دیکھا پھر کہا۔

"دیکھو جی ہم سے اڑو مت۔ جو پوچھیں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دو۔"

"فرمائیے۔ دیتا ہوں۔"

"پہلے نام؟"

"آیسدوُر باٹرلٹ۔"

"کیا کام کرتے ہو؟"

"لیسی جینین ڈاسیلی میں سکنڈ ایر کا طالب علم ہوں۔"

ایم۔فلیول کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

"سکنڈ ایر کا طالب علم!"

"جی۔لیسی جینین میں۔جو رو ڈیلا پوپ نمبر۔۔"

"بکھیڑ" صاحب مجسٹریٹ نے کڑک کر کہا "تم شاید ہم کو بنانا چاہتے ہو۔ مگر اس مذاق کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ۔۔۔"

"صاحب۔آپ کی حیرت سے خود مجھ کو تعجب ہوتا ہے۔" نوجوان نے متانت سے کہا "آخر میرے طالب علم ہونے میں مذاق کیسا؟ آہ۔آپ میری داڑھی پر شک کرتے ہیں۔مگر اطمینان فرمایئے یہ قدرتی نہیں ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے وہ بناوٹی داڑھی جو منہ پر لگا رکھی تھی کھینچ ڈالی۔ اور اب اس کا ریش و بروت سے صاف چہرہ اور بھی نازک اور سرخ نظر آنے لگا۔ ویسا ہی۔جو کسی طالب علم کا ہونا چاہیئے۔ ساتھ ہی وہ بچوں کے انداز معصومیت سے ہنسا جس سے اس کے ہموار سپید دانت نظر آنے لگے۔

"کہیئے اب اطمینان ہوا؟" اس نے صاحب مجسٹریٹ سے پوچھا "یا شاید نہیں۔۔۔ تو لیجیے ان خطوں کو پڑھ جائیے۔ جو والد نے مختلف وقتوں میں میرے نام لکھے تھے۔ ہر ایک پر یہی پتہ درج ہے:۔ صاحبزادہ آسید ٹور بائرلٹ طالب علم لیسی جینین ڈاسیلی"

خدا جانے ایم۔فلیول کا اس سے اطمینان ہوا یا نہیں ہوا۔ بہرحال ان کی خفگی اور بڑھ گئی۔جھلا کر کہنے لگے۔

"اور کیوں میاں صاحبزادے۔تم یہاں رہ کر کیا کر رہے تھے؟"

"جی میں۔۔۔میں ذرا اپنے دل و دماغ کی اصلاح کرتا تھا۔"

"اصلاح؟ خوب! اس کے لئے سکول اور کالج کیا کم ہیں؟"

"آہ۔ مگر آپ شائد بھول گئے کہ ان دنوں ایسٹر کی چھٹیاں ہیں۔ آج اپریل کی ۲۲ تاریخ ہے۔"

"اچھا پھر؟"

"پھر یہ کہ مجھ کو اختیار ہے ان چھٹیوں کو جس طرح چاہوں۔ بسر کروں۔"

"اور تمہارے والد... اگر ان کو خبر ہو تو کیا کہیں؟"

"کچھ نہیں۔ وہ اس جگہ سے دور سیولے رہتے ہیں۔ انہوں نے خود ہی اس بات کا مشورہ دیا تھا کہ تعطیلوں میں شمالی ساحل کی سیر کرنا۔"

"مصنوعی داڑھی لگا کر... کیوں؟"

"جی نہیں۔ یہ تو خیر میری ایجاد تھی۔ وہاں بورڈنگ ہوس میں ہم اکثر لڑکے جاسوسی ناول پڑھا کرتے اور بھیس بدل کر کئی کئی باتوں میں حصہ لیتے تھے۔ یہاں بھی میں تفریحاً داڑھی لگا کر چلا آیا۔ اور اس میں ایک خاص فائدہ یہ بھی ہوا کہ کسی کو میرے رپورٹر ہونے پر شک نہ ہوسکا اسی حیثیت میں میری دوستی جرنل ڈارواں کے رپورٹر سے ہوئی۔ اور سچ پوچھئے تو آج اس واردات کا حال سن کر مجھے ساتھ آنے کا مشورہ بھی اسی نے دیا تھا۔ کہتا تھا۔ اس میں کرایہ کی بھی بچت ہو جائے گی۔"

یہ سب باتیں آسیدڈر باٹرلٹ نے اس متانت اور سادگی سے کہیں کہ ہر شخص ہنس کر مسکرانے لگا۔ خود ایم فلیول کے دل میں گو ابھی شک کا عنصر باقی تھا۔ تاہم ان کو بھی گفتگو کا مزا آ گیا۔ اس کے باوجود انہوں نے طنز سے پوچھا۔

"پھر کیا تم اس تفریح سے مطمئن ہو گئے؟"

"جی پوری طرح۔ چونکہ پیشتر میں نے ایسے واقعات میں حصہ نہ لیا تھا۔ اس لئے آج کی کارروائی بہت دلچسپ ثابت ہوئی۔"

"دلچسپ اور پراسرار؟"

"جی ہاں دلچسپ اور پُراسرار۔ اور غور سے دیکھئے تو اسرار ہی میں دلچسپی ہے۔ آدمی جب ایسے واقعات کو جو پردہ راز میں چھپے ہوئے تھے۔ ایک ایک کرکے روشنی میں آتے دیکھتا ہے تو اس کے جی میں عجیب طرح کی اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ اسی کا نام تجربہ ہے۔ اور ان چھوٹے چھوٹے واقعات کے مجموعہ میں ہی صداقت نظر آجاتی ہے"

"صداقت؟" صاحب مجسٹریٹ نے بھویں چڑھا کر کہا "میاں لڑکے تم کچھ جلد باز بھی ہو۔ تمہارے بیان کا کیا یہ مطلب ہے کہ جو باتیں اب تک دریافت ہوئی ہیں ان کی بنا پر تم نے اس راز کا حل دریافت کرلیا؟"

"ہوں! ہوں! ہوں!" پارٹلٹ نے ہنس کر جواب دیا "خیر میں اتنا بڑا دعوےٰ تو نہیں کرتا بہرحال کچھ باتیں ضرور ایسی معلوم ہوئی ہیں جن کی بنا پر رائے قائم کرنا ممکن ہے۔ وہ جن کے سلسلہ میں شاید... اور آگے چل کر کوئی نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکے گا۔"

"اوہ۔ تب تو معاملہ واقعی دلچسپ ہوتا جارہا ہے۔ اور امید ہے تم میری رہبری کرسکوگے کیونکہ میں تمام حال سراسر تاریکی میں تھا۔"

"محض اس لئے کہ آپ کو غور کا موقعہ نہیں ملا۔ حالانکہ ایسے معاملوں میں فکر و خوض سے ہی نتائج جانے جاتے ہیں۔ سچ پوچھئے تو ہر راز کا حل خود اس کے اندر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اسکو تلاش کیا جائے۔"

"گویا اس راز کا حل اسی کے اندر موجود تھا۔ اور تم نے اس کو تلاش کرلیا؟"

"معاف کیجئے۔ میں دعوےٰ اعجاز نہیں کرتا۔ وہ باتیں جو آپ کی رپورٹ میں درج ہیں۔ انہی کو میں بھی جانتا ہوں۔"

"البتہ ان کی بنا پر تم نے ایک خاص نتیجہ حاصل کرلیا ہے۔ کیوں؟"

"خیر یوں کہیے۔"

"یعنی میں اگر پوچھوں۔ اس کمرہ سے کیا کیا چیزیں چرائی گئی ہیں ۔۔۔؟"

"تو جواب ہوگا میں جانتا ہوں۔"

"شاباش میرے نوجوان دوست۔ تب تم واقعی باکمال ہو۔ کیونکہ جو بات مالک مکان ایڈی جسوپس کو معلوم نہ تھی۔ وہ تم کو معلوم ہے۔ مگر کیا میں دریافت کر سکتا ہوں وہ چیزیں کیا ہیں؟ کوئی قد آدم مجسمہ؟ کوئی کتابوں کی الماری؟ ۔۔۔ یا ٹھہرو تمہیں شاید قاتل کا نام بھی تو معلوم ہوگا؟"

"ہاں ہے۔"

"اور وہ جگہ بھی جہاں وہ اب تک چھپا ہے؟"

"جی۔ وہ جگہ بھی۔"

ایم فلیول نے خوشی سے ہاتھ ملنے شروع کئے۔

"واہ۔ کیا خوش نصیبی ہے! آخر کس نیک فرشتے نے تم کو یہاں لا ڈالا۔ کہ اس بحر ظلمات میں خضر بن کر آگئے ۔۔۔ پر کیوں میاں صاحبزادے۔ یہ باتیں کیا اب ۔۔۔ اس وقت بیان کر سکتے ہو؟"

"جی ہاں۔ اب اسی وقت کر سکتا ہوں۔ گو بہتر یہ ہوگا۔ انہیں تفتیش کے خاتمہ تک ملتوی رکھا جائے۔"

"نہ۔ نہ مہربانی سے تعویق رہنے دو ۔۔۔"

مگر عین اس وقت کہ آسیڈور باٹرلٹ صاحب مجسٹریٹ کے سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہو رہا تھا ریمنڈ ڈی سینٹ ویراں نے جو بہت دیر سے اس کی طرف بغور دیکھتی تھی۔ ایم فلیول کے پاس جا کر کہا۔

"دیکھئے۔ میں ایک بات آپ سے کہتی ہوں۔"

صاحب مجسٹریٹ چونک سے گئے۔

"کہو میڈموازل - کہو"

اس نے دو تین ثانئے تامل کیا - مگر اس اثنا میں برابر آسپیڈور کی طرف دیکھتی رہی اس کے بعد کہنے لگی -

"آپ مہربانی سے ایم ہارٹلٹ طالب علم لیبی جنین ڈا سیلی سے یہ پوچھیں کہ آج تو خیر وہ دل و دماغ کی اصلاح کرنے یہاں تشریف لے آئے مگر کل اس کچی سڑک پر جو گرجا کے پچھواڑے ہے - کیا کرتے پھر رہے تھے؟"

۵

ریمنڈ کے اس غیر متوقع سوال نے سب کو چونکا دیا - حتےٰ کہ آسپیڈور ہارٹلٹ بھی پریشان نظر آنے لگا -

"کون - میں! میڈموازل آپ کو اچھی طرح یاد ہے - میں تھا؟"

ریمنڈ اس کی طرف دیکھتی تھوڑی دیر چپ رہی - بظاہر شک و یقین کی الجھن میں پھنسی ہوئی تھی - پھر دفعتاً لہجہ استقلال میں بولی -

"ہاں آپ ہی تو تھے - جو کل سہ پہر چار بجے اس بھیس میں کچی سڑک پر پھر رہے تھے ... اور مجھکو دیکھ کر چھپ گئے"

"میں ... کچی سڑک پر پھر رہا تھا ... کیا پورا یقین ہے؟"

"خیر میں قسم تو نہیں کھاتی - کیونکہ یاد کچھ دھندلی سی ہے - تاہم ... میرا خیال ہے - آپ ہی تھے - یا اگر آپ نہ ہوں تو پھر آپ ہی کی قامت کا کوئی آدمی بالکل ایسا لباس پہنے ہوئے پھر رہا تھا -"

ایم فلیول زیادہ پریشان ہوگئے - اس گتھی کی پہلی الجھنیں کیا کم تھیں کہ ان میں اور اضافہ ہونے لگا -

ساتھ ہی انہیں اپنی ناعاقبت اندیشی پر افسوس ہوا - خیال آیا ایک مجرم گاڑی والے

کے بھیس میں جھکپہ دے ہی چکا تھا۔ اب یہ دوسرا طالب علم کا سوانگ بھر رہا ہے۔ دل سے کہا "دیکھ بیٹے تیری طالب علمی کا امتحان میں ابھی لئے لیتا ہوں۔"

بارٹلٹ کی طرف دوبارہ کڑی نظروں سے دیکھ کر انہوں نے کہا۔

"بولو۔ اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟"

"میرا جواب شافی ہے۔ ضرور مسٹر مواڑل کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ سہ پہر کے ۴ بجے میں کل یہاں نہیں تھا بلکہ لندن میں تھا۔"

"مگر تمہیں اس کا ثبوت دینا ہوگا۔ اور جب تک ثبوت حاصل نہ ہو۔ تم شکی ہو۔ سارجنٹ ایک آدمی اس نوجوان کی حفاظت کے لئے مقرر کر دو۔"

آسبڈور بارٹلٹ کے نرم چہرہ پر اضطراب کے آثار پیدا ہو گئے۔

"تو کیا آپ مجھ کو حراست میں رکھیں گے؟"

"اس وقت تک کہ تمہارے بیان کا ثبوت حاصل ہو جائے۔"

"دیکھئے میں التجا کرتا ہوں۔ اس غلط فہمی کو طول نہ دیجئے۔ اور اگر مسٹر مواڑل کی طرح آپ کو بھی دہوکا ہوا ہے تو خدا کے لئے جتنا جلد ممکن ہو اسے رفع کرنے کا انتظام کیجئے۔"

صاحب مجسٹریٹ چڑ گئے۔ بگڑ کر بولے۔

"کیوں؟"

"والد سن رسیدہ ہیں۔ ان کو میری حراست کا علم ہوا تو سخت پریشان ہوں گے۔"

مگر بارٹلٹ کی اس التجا کا صاحب مجسٹریٹ پر الٹا اثر ہوا۔ انہیں ایسی باتوں میں ناٹک کی بو آتی تھی۔ کہنے لگے۔

"خیر آج رات ... ورنہ کل تک آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔"

سہ پہر ہو چکی تھی۔ اور صاحب مجسٹریٹ رات سے پہلے کھنڈروں کو ایک بار پھر کھونڈ ڈالنا
چاہتے تھے۔ چند سپاہیوں کو یہ حکم دے کر کہ بلا اجازت کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ انہوں نے
شاہ کے قلعہ زمین کو چند حصوں پر تقسیم کیا۔ اور ہر ایک کی انتہائی سختی سے تلاشی کرائی مگر
نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات نکلا۔ یعنی وہ آدمی جو رینڈ کی گولی سے زخمی ہو کر گرا تھا۔ کہیں
نہ مل سکا۔

اس اثنا میں کئی اور رپورٹر آ پہنچے تھے۔ کہ اب ان کی اچھی خاصی پلٹن جمع ہو گئی
تھی۔ شام کو ان سب کے مجمع میں کھڑے ہو کر صاحب مجسٹریٹ نے دوران تقریر میں فرمایا۔

"صاحبو میں تحقیقات کا خلاصہ چند لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔ حالات کہتے ہیں مجرم
اسی تنگ قطعہ زمین میں پوشیدہ ہے۔ مگر واقعات تردید کرتے ہیں۔ دید و شنید کے اس مجموعہ
کو فہم و ادراک سے تقسیم کرتے ہیں جس کا حاصل قسمت پر پہنچا ہوں۔ یہ ہے کہ مجرم بے شک
پہلے آس پاس چھپا ہوا تھا۔ مگر اب موقع سے فائدہ اٹھا کر فرار ہو گیا ہے۔ آئندہ ہمیں اس کو
دوسری جگہ تلاش کرنا پڑے گا۔ بس"

پھر بھی احتیاطاً حکم دے دیا گیا کہ متعدد سپاہی رات بھر شاتو کے گرد پہرہ دیں۔ جس
کے بعد مکان اور سب کمروں کا آخری معائنہ کر کے صاحب مجسٹریٹ نے کاغذات سنبھالے
اور نائب کو ساتھ لے کر ڈیپ روانہ ہوئے۔

۶

رات ہو گئی۔

چونکہ اس کمرہ کو جہاں ڈیول کی لاش پڑی تھی بند رکھنا منظور تھا۔ اس لئے لاش
دوسری جگہ اٹھوا دی گئی۔ اور ہمسایہ کی دو عورتیں سوزین اور ریمنڈ کے پاس ہو بیٹھیں۔ نچلی
منزل میں آئسیڈور بوٹرلٹ ایک ہوشیار دہاتی سپاہی کی نگرانی میں کھڑکی بنچ پہ بیٹھا رہا۔ اور
باہر چند مدد کے سپاہی اور بارہ کسانوں کے ساتھ مل کر جو نواحات سے آ گئے تھے۔ کھنڈروں

کے گرد اور مکان کے چاروں طرف پہرہ دینے لگے۔

گیارہ بجے تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مگر سوا گیارہ ہونے سے پانچ منٹ پہلے مکان کے ایک طرف گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔

آواز سنتے ہی سارجنٹ گھبرا کر اٹھا۔

"اٹینشن!" اور سارے آدمی ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"دو سپاہی یہاں ٹھہرو۔ تم فاسٹر۔۔ اور تم ریکانو۔ باقی سب گولی کی سیدھ پر چلو۔"

یہ لوگ مکان کے بائیں طرف جدھر سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی تھی دوڑے۔ اندھیرے میں ایک آدمی بھاگتا ہوا نظر آیا۔ اور انہوں نے اور بھی سرگرمی سے پیچھا کیا۔ دفعتاً گولی پھر چلی۔ اتنے میں یہ جماعت باہر کی چاردیواری تک پہنچ چکی تھی۔

یکایک مکان کے پاس پھوس کے جھونپڑے میں جہاں مالی رہا کرتا تھا۔ شعلہ کی لپک نظر آئی۔ جس نے بہت جلد تیز آگ کی صورت اختیار کر لی۔

"یہ ضرور انہی بدمعاشوں کی شرارت ہے۔" سارجنٹ نے چلا کر کہا۔ "پکڑو۔ پکڑو۔ جانے نہ دو۔"

"گو آگ کا رخ شاتو کی طرف ہو رہا تھا۔ اندیشہ ہوا۔ مکان بھی اس کی لپیٹ میں آیا چاہتا تھا۔ سب کا خیال چھوڑ کر پہلے اس طرف متوجہ ہوئے۔ ملازم بھی جو بچ رہے تھے آ پہنچے تھے۔ انہوں نے انعام کے وعدوں سے سب کی حوصلہ افزائی کی۔ بالآخر ... آگ فرو ہوئی۔ مگر اس وقت تک وہ بدمعاش خدا جانے کہاں پہنچ چکے تھے۔ ... کہا

"خیر صبح ہم ان کو تلاش کریں گے۔" سارجنٹ نے کہا۔ "کچھ نہ کچھ نشان ضرور باقی رہ گئے ہوں گے۔"

"مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس آتش زنی سے کیا مطلب تھا۔" کونٹ نے پریشانی سے کہا۔ "غریب مالی سے ان بدذاتوں کو واسطے کا بیر کیسا؟"

"میرے ساتھ اس طرف تشریف لائیے" سارجنٹ نے جواب دیا۔ "امید ہے میں کوئی وجہ بیان کر سکوں گا۔"

وہ دونوں کھنڈروں کے پاس پہنچے۔ جہاں دو سپاہی متعین کئے گئے تھے۔

"لیکا لو!... فاسیر... !"

سارجنٹ نے باری باری دونوں کو آوازیں دیں مگر صدائے برنخاست۔ کچھ اور سپاہی آگ بجھا کر اسی طرف آ گئے تھے۔ وہ بھی تلاش میں شامل ہو گئے۔

سعی عظیم کے بعد وہ انہیں پانے میں کامیاب تو ہو گئے۔ مگر کس حالت میں... ! مشکیں کسی ہوئی، منہ بند، آنکھوں پر پٹیاں، بے بسی کے عالم میں دروازے کے پاس پڑے تھے۔

"مونسیو کونٹ" سارجنٹ نے اس وقت جب اور سپاہی رسیاں کھولنے میں مصروف تھے ایم ڈی جسورس کو پرے لے جا کر کہا "بخدا ہم سے بڑی نادانی ہوئی۔ وہ لوگ بچوں کی طرح ٹھگ گئے۔"

"کیوں۔ کیسے ؟"

"گرنیوں کا فائر، جھونپڑے کی آتش زدگی، ایک آدمی کا بھاگتے ہوئے نظر آنا۔ یہ سب بہانہ تھا۔ کھنڈروں سے ہماری توجہ ہٹانے کا۔ ہم ادھر گئے۔ انہوں نے ادھر آ کر دونو سپاہیوں کو مغلوب کیا۔ اور کام کر کے چلتے بنے۔"

"کام کر گئے! میں نہیں سمجھا۔"

"وہ اپنے زخمی ساتھی کو لے کر بھاگ گئے۔"

"کیا۔ سچ !"

"جی وہ تو کم بخت اس کا خیال ہی بعد میں آیا۔ ورنہ اس ایک کے بدلے سب کو پکڑا ہوتا تو بات تھی... افسوس! افسوس!" اور کوبیلین نے جوش غضب سے زمین کو ٹھوکر ماری۔

حیرت اس بات کی ہے وہ ملا کیسے ؟ دن بھر ہم اسی زمین میں سرگرداں پھرتے رہے۔ کوئی جھاڑی کوئی کھنڈر، کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جو ہم نے نہ دیکھی ہو۔ اور پھر آدمی بھی زخمی . . . جادو ہے صاحب . . . نرا جادو ہے۔"

مگر ایک اچنبھا سارجنٹ کو بولین کے لئے اور باقی تھا۔

جب دن نکلا اور وہ اس کمرہ میں داخل ہوا جہاں رات آسیڈور باٹرلٹ کو زیر حراست رکھا گیا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ مجرم غائب!

اس کا محافظ سپاہی ایک کرسی پر آگے کو جھکا ہوا بے خبر سوتا تھا۔ اور پاس ہی زمین پر ایک خالی بوتل اور دو گلاس تھے۔ سارجنٹ نے دیکھا۔ ایک گلاس کے پیندے میں کسی بے رنگ سفوف کے چند دانے نظر آئے۔

معلوم ہوا کوئی نشہ آور دوا تھی جو آسیڈور باٹرلٹ نے غریب دہاتی کو پلا دی۔ اور خود اس کھڑکی سے جو سات آٹھ فٹ کی اونچائی پر تھی۔ کود کر فرار ہو گیا۔ مزیداری یہ ہے کہ بے خبر سپاہی کی کبڑی پیٹھ پر پاؤں رکھنے کے سوا کھڑکی تک پہنچنے کا کوئی رستہ بھی نہ تھا!

باب ۔ ۲

آسیڈور باٹرلٹ طالب علم

۱

مضمون اسی دن کے اخبار گرینڈ جرنل سے اخذ کیا جاتا ہے :-

تازہ ترین خبریں

نامی طبیب ڈاکٹر ڈیلارڈے کا اغوا

مجرموں کی حیرت خیز دیدہ دلیری

"اخبار تقریباً مکمل ہو چکا تھا۔ کہ ایک عجیب و حیرت خیز اطلاع موصول ہوئی جس کے غیر مطلب واقعات اس کی درستی پر شک پیدا کرتے ہیں۔ اس لئے بڑے تامل کے بعد اس کو اخبار میں درج کیا جاتا ہے:۔

"سنا ہے کل رات یہاں کے نامی سرجن اور طبیب ڈاکٹر ڈیلارڈے اپنی بیگم اور ساتھ کامیڈی فرنکائے میں سرتانی کا کھیل دیکھ رہے تھے۔ دس بجے کے بعد کا تیسرا باب شروع ہو چکا تھا۔ یکایک ان کے بکس کا دروازہ کھلا۔ اور تین آدمی داخل ہوئے جن میں سے ایک نے جھک کر دھیمی آواز میں جو بہر حال میڈم ڈیلارڈے کے کانوں تک پہنچ گئی۔ کہا۔

"ڈاکٹر صاحب میں ایک ناگوار فرض ادا کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ اس میں سہولت پیدا کر سکیں تو داخل عنایت ہوگا۔"

"اس پر ڈاکٹر ڈیلارڈے نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "آخر آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

"میں ایم بھتیسرڈ اس علاقہ کا کوتوال ہوں۔" اجنبی نے جواب دیا۔ "اور آپ کو صاحب کمشنر پولیس ایم ڈوڈولی کے پاس لے جانے کو حاضر ہوا ہوں۔"

"مگر ایم ڈوڈولی۔۔۔"

"نہ کہیئے کچھ نہ کہیئے۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ مناسب یہی ہے۔ آپ نہ حرکت کریں۔ ایک افسوسناک غلطی سرزد ہو گی جس کی تلافی آپ کے ...

ہوگی۔ بہتر ہوکہ سب کام ایسے طریق پر کیا جائے جس سے کسی کے دل میں شبہ پیدا نہ ہو۔ اس کا میں اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ کھیل ختم ہونے سے پہلے ہی آپ یہاں واپس آجائیں گے۔"

"ڈاکٹر ڈیلا رٹے مجبور ہو گئے! اور اٹھ کر ایم۔ بھیمبر ڈ کے ساتھ چل دیئے۔ خیال تھا جلد واپس آجائیں گے۔ مگر جب تماشہ ختم ہونے تک نہ لوٹے۔ تو میڈم ڈی لا رٹے کو فکر لاحق ہوئی۔ وہ سیدھی کوترائی گئیں۔ ایم۔ بھیمبر ڈ وہاں موجود تھے۔ مگر انہوں نے ڈیلا رٹے کے معاملہ میں کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اور اس وقت پراؤں پر حقیقت ظاہر ہوئی۔ کہ کوئی آدمی دھوکے سے اپنے آپ کو ایم۔ بھیمبر ڈ ظاہر کر کے ڈاکٹر صاحب کو بھگا لے گیا۔

"اب تک جو تحقیقات ہوئی ہے اس سے اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ تھیٹر سے نکل کر ڈاکٹر ڈیلا رٹے ایک بند موٹر پہ سوار ہوئے۔ اور موٹر وہیلا کی کارڈ کی طرف روانہ ہوئی۔

"امید ہے اس پراسرار واقعہ کے مزید حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ اشاعت ثانی میں پیش کئے جا سکیں گے۔"

خبر ہر چند عجیب اور بعید از یقین تھی۔ مگر صحیح ثابت ہوئی۔ اخبار گرینڈ جرنل کا دوسرا ایڈیشن بھی جلد ہی شائع ہو گیا۔ اس میں نہ صرف پہلی خبر کی تصدیق۔ بلکہ اس واقعہ کا عجیب تر انجام بھی درج تھا۔

ڈاکٹر ڈیلا رٹے کی واپسی

سارے حالات پردہ راز میں پوشیدہ ہیں

"نو بجے دن کے ڈاکٹر ڈیلا رٹے کو ایک موٹر پر سوار کر کے نمبر ۲۷ رو ڈ ورٹ میں لایا گیا۔ ان کے اترتے ہی موٹر تیزی رفتار سے ایک طرف کو چلی گئی۔

"نمبر ۲۷ روڈ ورٹ میں ڈاکٹر صاحب کا مطب ہے۔ اور وہ مریضوں کو دیکھتے ہیں۔

"ہمارا قائمقام وہاں پہنچا۔ تو ڈاکٹر ڈیلاڑے محکمہ سراغرسانی کے افسرِ اعلیٰ سے علیحدگی میں باتیں کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے کارڈ پاتے ہی ازراہ عنائت اس سے ملنا منظور کر لیا۔

"قائمقام کے سوالات پر انہوں نے فرمایا۔ "میں اتنا ہی بیان کر سکتا ہوں کہ ان لوگوں نے مجھ سے نہائت اچھا سلوک کیا۔ میرے تینوں ساتھی مہذب۔ صاحب اخلاق اور شستہ کلام آدمی تھے۔ سفر بے شک طویل تھا۔ مگر ان کی خوش گفتاری میں کٹتا معلوم نہ ہوا"

"آپ اندازاً بتا سکتے ہیں۔ موٹر کتنی دیر چلتی رہی؟

"غالباً چار گھنٹے وہاں جانے میں لگے۔ اور اتنے ہی آنے میں صرف ہوئے ہوں گے"

"مگر آپ کو لے جانے کا مدعا کیا تھا؟"

"ایک مریض کو دکھانا۔ جس پر فوراً عمل جراحی کرنے کی ضرورت تھی"

"پھر کیا اپریشن ہر لحاظ سے کامیاب ہوا؟"

"اپریشن بے شک اچھا رہا... مگر حالات کو دیکھتے ہوئے میں نہیں کہہ سکتا۔ مریض صحتیاب ہو جائے گا۔ یا نہیں"

"کیا اس کی حالت خراب تھی؟"

"اس سے زیادہ اس جگہ کی۔ جہاں اس کو رکھا گیا ہے۔ کسی ہرے کا تنگ کمرہ جہاں مکمل نگہداشت کا انتظام نہیں"

"تو آپ کی رائے میں بیمار جانبر نہ ہو سکے گا؟"

"میرے نزدیک کوئی معجزہ ہی اس کو بچا سکتا ہے... یا شاید اس کی طاقت کیونکہ عام جسمانی صحت اس کی ہر طرح اچھی تھی"

"آخر اس عجیب مریض کے کچھ نہ کچھ حالات آپ کو معلوم ہوئے ہوں گے؟"

نہ حرکت کریں۔ تو ہوئے نہیں۔ اور جو کچھ ہوئے۔ ان کو میں ظاہر نہیں کر سکتا"

"وجہ؟"

"وجہ اس کی دو ہیں۔ ایک میرا حلف رازداری۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں نے دس ہزار فرانک میری فیس کے اس شرط پر ادا کئے تھے۔ کہ اگر میں نے کسی پر ان کا حال ظاہر کیا۔ تو یہ روپیہ مجھ سے واپس لے لیا جائے گا۔"

"واپس!... شاید آپ مذاق کرتے ہیں۔"

"بالکل نہیں۔ ان لوگوں کے ارادے اتنے مضبوط ہیں کہ جو کہیں کر کے دکھا سکتے ہیں۔"

"بس یہ حالات تھے۔ جو ڈاکٹر ڈیلا رٹے کی زبانی معلوم ہوئے۔ اور اس سے زیادہ خفیہ پولیس والے بھی انتہائی کوشش کے باوجود حاصل نہ کر سکے۔ نہ انہوں نے عمل جراحی کی نوعیت بیان کی۔ نہ مریض کا حلیہ بتایا۔ نہ ان نواحات کا حال کہا۔ جہاں سے موٹر گذری تھی۔ اس تاریکی میں صحیح نتیجہ اخذ کرنا جیسا دشوار ہو سکتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔"

۲

لیکن جو بات اخبار گرینڈ جرنل کے رپورٹر کو عقدہ لاینحل معلوم ہوئی تھی۔ اسے اور لوگوں نے اس ضرب المثل آسانی کے ساتھ تحقیق کر لیا جس سے دو اور دو کا مجموعہ چار دریافت کیا جاتا ہے۔ صاف نظر آ گیا۔ کہ ڈاکٹر ڈیلا رٹے کو بھگا لے جانے کا معاملہ ان غیر معمولی واقعات کی زنجیر میں ایک کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو کونٹ ڈی جیورس کے مکان پر ظہور میں آئے تھے۔ یعنی ایک طرف تو مجرم پہلے اپنے زخمی ساتھی کو لے اڑے۔ اور دوسری جانب اس کے علاج کی غرض سے ڈاکٹر ڈیلا رٹے کو جو فن جراحی میں ید طولےٰ رکھتے تھے بہانے سے بھگا لے گئے۔

کوئی شک وشبہ اگر اس بارہ میں باقی تھا۔ تو وہ پولیس کے ہاتھوں رفع ہو گیا۔ جس نے مفرور رگارڈمان کے سراغ پر چل کر معلوم کیا۔ کہ

دشت آرکس تک گیا۔ پھر وہاں بائیسکل کو خندق میں ڈال کر موضع سینٹ نکولاس میں داخل ہوا جہاں سے یہ تار روانہ کیا گیا۔

"لے ایل۔ این ڈاکخانہ ۴۵ پیرس۔

"حالت خطرناک ہے عمل جراحی فوراً ہونا چاہیئے۔ مشہور ڈاکٹر کو چودہ نمبر ٹرک کے رستہ بھیجدو۔"

اس تار نے ثابت کر دیا۔ کہ ڈاکٹر ڈیلا ٹرے کو بھگا لے جانے کا واقعہ کس لئے پیش آیا تھا معلوم ہوتا ہے مجرم کے وہ ساتھی جو پیرس میں تھے۔ اس تار کے پہنچتے ہی تعمیل پر آمادہ ہوگئے۔ اسی رات دس بجے وہ ڈاکٹر ڈیلا ٹرے کو جن کا ثانی فن جراحی میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ دھوکے سے اپنے ساتھ لائے اور چودہ نمبر کی سڑک پر جو دشت آرکس کے گرد جاتی ہوئی ڈیپ جاتی ہے۔ روانہ کر دیا۔ ادھر کچھ اور لوگ بندوق کے فائروں اور آتش زدگی کی مدد سے اپنے زخم خوردہ ساتھی کو جو یقیناً کھنڈروں میں ہی کسی جگہ چھپا ہوا تھا۔ نکال کر لے گئے۔ انہوں نے اس کو ایک غیر آباد سرائے میں رکھا۔ اور وہیں رات کے دو بجے ڈاکٹر ڈیلا ٹرے نے اس پر اپریشن کیا۔

معاملات کی یہ صورت تھی کہ پیرس کی خفیہ پولیس نے چیف انسپکٹر گینیارڈ[1] کو تفتیش کرنے کے لئے بھیجا۔ اور وہ اسی روز اپنے معتمد انسپکٹر فولن فانٹ کے ساتھ کونٹ ڈی جیبورس کے مکان پر جا پہنچا۔ جیسا امید کی جا سکتی تھی۔ اس نے وہاں آتے ہی تحقیقات چاروں طرف پھیلانا شروع کیا۔ اور بہت جلد پونتائے گورسے زور فورجز میں سے معلوم کر لیا کہ ایک موٹر واقعی شب گذشتہ کو اس راہ سے گذری تھی۔ شان کونٹ کے مکان سے ڈیڑھ میل پیچھے ہی رہ گئے۔ تاہم پاؤں کے

---

[1] اس کا مستعد اور لائق افسر جس کا حال شریف بدمعاش (دیکھو، چلتا پرزہ خونی چراغ (۱۲ر) میں مفصل آچکا ہے۔

ان بے شمار نشانات سے جو باغ دیوار کے تنگ دروازہ اور کھنڈروں کے درمیان پائے ہوئے تھے۔ نیز بند دروازہ کے ٹوٹے ہوئے قفل سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ مجرم کے دوست موٹر کار کو ٹیڑھ میل پرے چھوڑ آئے تھے۔ وہ وہاں اپنے زخمی ساتھی کو اٹھا کر لے گئے۔

اس طرح یہ عقدہ تو حل ہوا، مگر اب دیکھنا یہ تھا۔ کہ وہ لوگ ڈاکٹر ڈیلا ڈے کو کس سرائے میں لے گئے۔ بہرحال یہ کام ایسا نہ تھا جسے گینارڈ ایسے کہنہ مشق جاسوس کے لئے بہت دشوار سمجھا جا سکتا۔ شاٹو کے گردونواح میں سراؤں کی تعداد بہرحال محدود تھی۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ زخم خوردہ شخص کی حالت نازک بیان کی جاتی تھی۔ یقیناً وہ سرائے جہاں وہ لوگ اس کو لے گئے۔ ایمبرڈیسی کے پاس ہی واقع ہوگی۔ چنانچہ سارجنٹ کویلین کو ساتھ لے کر گینارڈ فوراً اس تحقیقات پر روانہ ہوا۔ اور پہلے پانسو گز پھر ایک ہزار اور اس کے بعد ڈیڑھ ہزار گز کے نصف قطر میں کوئی سرائے ایسی نہ چھوڑی جس کی پورے طور سے تلاشی نہ لی جا چکی ہو۔ اس کے باوجود وہ شخص پراسرار جو کھنڈروں میں کسی کو نظر نہ آیا تھا۔ اب سراؤں میں بھی کسی ناقابل معلوم طریقہ پر روپوش رہا۔

مگر بہادر گینارڈ ایسی ہزیمتوں سے مایوس ہونے کی بجائے ان سے اور زیادہ قوت ارادی حاصل کرنے کا خوگر تھا۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ کے بعد وہ سنیچر کی رات کو شاٹو میں واپس آیا۔ تو اس بات کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ خواہ کچھ ہو کل اتوار تک اس تحقیقات کو ضرور مکمل کر دیا جائے گا۔ مگر اتوار کی صبح کو یہ نئی خبر سننے میں آئی۔ کہ رات چند مدبوں کے پہرہ داروں نے کسی شخص کو دیوار کے باہر کچی سڑک پر چھپ چھپ کر پھرتے ہوئے دیکھا تھا۔ سوال پیدا ہوا۔ یہ کیا ان کا کوئی اور ساتھی ہے۔ یا زخم خوردہ مجرم ہی اب تک کھنڈروں میں پڑا ہوا سسک رہا ہے؟ عین ممکن تھا کہ انتہائی کوشش کے باوجود وہ

لوگ سے اپنے سانقفے جلانے میں کامیاب نہ ہوئے ہوں۔ گو اس صورت میں ایک نیا سوال یہ پیدا ہو جاتا تھا۔ کہ پھر ڈاکٹر ڈیلا ٹرے نے کس پہ آپریشن کیا؟

دن بھر گینیارڈ ان سوالات پر غور کرتا رہا۔ اور جب رات ہوئی۔ تو اس راز کے انکشاف کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ دس بجے وہ اور فولن فانٹ مٹھی بھر سپاہیوں کو ساتھ لے کر باغ دیوار کے تنگ دروازہ پر نگہبان بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور واقعات کا انتظار کرنے لگے۔

آخر آدھی رات سے ذرا پہلے۔ ایک آدمی دبے پاؤں جنگل سے نکلا۔ اور دروازہ کی راہ سے چار دیواری کی حد میں داخل ہوا۔ بارہ تین گھنٹے گینیارڈ اور فولن فانٹ اس کو شکستہ کھنڈروں اور منہدم میناروں کے سایہ میں کسی بے قرار روح کی طرح پھرتے ہوئے دیکھتے رہے۔ کبھی چند منٹ کے لئے وہ کسی جگہ ٹھہر بھی جاتا۔ مگر زیادہ تر یہ وقفہ گشت ہی میں بسر ہوا۔ آخر تین گھنٹے کی مسلسل آوارہ گردی کے بعد وہ بے نیل ومرام دروازہ کی طرف واپس جا رہا تھا۔ کہ گینیارڈ نے جھٹ سایہ سے نکل کر گریبان سے پکڑ لیا!

فولن فانٹ اسی اشارہ کا منتظر تھا۔ وہ بھی آ کر لپٹ گیا۔ مگر واقعہ میں اس مستعدی کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ چور نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی۔ چپ چاپ کلائیاں بند ہوا لیں۔ اور بغیر کچھ کہے سنے اس کے ساتھ مکان کی طرف ہو لیا۔ گینیارڈ نے ایک دو بار سوالات پوچھنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ میں آپ کے کسی سوال کا جواب دینا نہیں چاہتا۔ مجھے جو کہنا ہے۔ صاحب مجسٹریٹ کے روبرو وہی بیان کروں گا۔ ناچار اس کو مکان کے ایک کمرہ میں پلنگ کے پایہ کے ساتھ باندھ کر سب دروازے مقفل کر دیئے گئے۔

دوشنبہ کی صبح کو ۹ بجے صاحب مجسٹریٹ ایم فلیول تشریف لائے۔ تو گینیارڈ نے گرفتاری کی خوشخبری سنائی۔ صاحب مجسٹریٹ سنتے ہی باغ باغ ہو گئے۔ ہاتھ ملتے

ہوئے حکم دیا۔ "قیدی کو فوراً حاضر کرو۔"

دو سپاہی مجرم کو لینے گئے۔ مگر واپس آئے۔ تو ایک متبسم نوجوان ان کے ساتھ تھا... کون؟

آسبڈور بارٹلٹ!

۳

صاحب مجسٹریٹ فرطِ مسرت سے باغ باغ ہو گئے۔

خوشی سے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"ایم آسبڈور بارٹلٹ... سبحان اللہ۔ آپ سے مل کر کتنی خوشی ہوئی! ضرورت بس آپ ہی کی امداد کی تھی۔ واہ۔ کیا خوش نصیبی ہے!... ایم گینیمارڈ آئے ہیں۔ آپ کا تعارف ایم۔ آسبڈور بارٹلٹ طالب علم لیسی جانسن ڈاسیلی۔ شعبہ سرغرساں سے کراتا ہوں۔"

ایم فلیول کی اس بے سروپا تقریر سے جو پریشانی بیچارے گینیمارڈ کو ہوئی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ یہ معلوم کرنے کے بعد کہ جسے اس نے مجرموں کا ساتھی سمجھ کر پکڑا تھا۔ ایک معمولی طالب علم ہے۔ اس کا سر بار ندامت سے جھکا جاتا تھا۔

آسبڈور نے مودبانہ سلام کیا۔ وہ گینیمارڈ کی شہرت سے پوری طرح واقف تھا اس کے بعد صاحب مجسٹریٹ کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ میری نسبت آپ کا اطمینان ہو گیا؟"

"ہو گیا۔ پوری طرح ہو گیا۔" صاحب مجسٹریٹ نے کہا "میں نے معلوم کیا ہے۔ اس وقت جب میڈموازل ڈی سینٹ ویران آپ کا چھوارے کی سڑک پر پھرنا بیان کرتی ہیں۔ واقعی آپ موضع دولرلا روزز میں موجود تھے۔ اس لئے وہ کوئی اور آدمی ہو گا جس کی نسبت میڈموازل کو دھوکا ہوا۔ خیر اس کے حالات عنقریب معلوم کر لئے جائیں گے۔ پھر یہ بھی تحقیق ہو گیا ہے۔ کہ آپ واقعی لیسی جانسن ڈاسیلی میں تعلیم

پڑھتے ہیں جس کے پروفیسروں نے ہر طرح آپ کی تعریف کی ہے۔ آپ کے والد کے گماشتہ ایم برناڈ نے بھی آپ کے حق میں بہت کچھ کہا ہے ...

"گویا ...؟"

"اب آپ آزاد ہیں"

"بالکل؟"

"ہاں۔ بالکل ... پر ٹھہریئے۔ ایک چھوٹی سی شرط اس میں اور ہے۔ ایک ایسے آدمی کو جو کارِ سرکار میں لگے ہوئے سپاہی کو نشہ آور دوا پلا کر خفیہ بھاگ جائے۔ اور ایک سچی مکان میں بے جا مداخلت کا مرتکب ہو۔ منصافاً کچھ نہ کچھ تاوان لئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔"

"فرمایئے۔ میں کیا جرمانہ ادا کروں؟"

"محض یہ کہ آپ نے اس معاملہ میں جو تحقیقات کی ہے۔ اس کا نام ہم سے بھی کہئیے۔ آپ کی ذہانت کا میں پیشتر ہی قائل ہوں۔ وہ گفتگو جو میڈموازل ڈی سینٹ ڈیہان کے قطع کلام پر ہم میں ہو رہی تھی۔ مکمل ہو جائے تو بس ہے۔ علاوہ بریں اس دو دن کے عرصہ میں آپ نے کچھ اور بھی تو معلوم کیا ہوگا۔" پھر یہ دیکھ کر کہ گینیمارڈ اپر رہ سکنے ایک طرف کو جا رہا ہے۔ انہوں نے چاہا ہی سے کہا "ٹھہریئے مسٹر انسپکٹر آپ کیوں تشریف لئے جاتے ہیں؟ ہمارے نوجوان دوست کی باتیں سننے لائق ہونگی۔ میں نے سنا ہے۔ اپنے کالج میں وہ ایک اچھے جاسوس مشہور ہیں۔ باقی لڑکوں کا بیان ہے کہ مشاہدہ میں بہت کم لوگ آپ کی ہمسری کر سکتے ہیں۔ کالج والوں نے تو آپ کو شرلاک ہومز ثانی کا خطاب دے رکھا ہے۔"

"خوب!" گینیمارڈ نے چبھتے ہوئے طنز سے کہا۔

"واقعی! ایک ان میں سے کہتا تھا کہ ایم باٹرلٹ نے اگر واقعی کچھ حالات معلوم

کہتے ہیں۔ تو یقین کیجئے ضرور صحیح ہوں گے۔ آئیے۔ ایم بارٹلٹ آپ کے لیے اس شہرت کو ترقی دینے کا بہت اچھا موقع ہے ثابت کیجئے۔ آپ کے ہم جلیسوں کا یہ اعتماد بے وجہ نہیں۔"

نوجوان کے پتلے ہونٹوں پر پھیکا تبسم پیدا ہوا کہنے لگا۔

"صاحب۔ آپ کیوں مجھکو بناتے ہیں؟ لڑکے تو خیر چھیڑا ہی کریں گے۔ مگر آپ کو بزرگانہ شفقت سے کام لینا چاہیے۔ حالات جو میں نے معلوم کئے ہیں۔ عرض کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے انہیں سن کر آپ خود بخود اس طنز کو چھوڑنے پر مجبور ہوں گے۔"

"طنز!" صاحب مجسٹریٹ نے گھور کر کہا۔ اور ان کے چہرہ پر دفعتاً سنجیدگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ "دوست بارٹلٹ۔ جو شخص کچھ نہ جانتا ہو۔ اور لمبے لمبے دعوے پیش کرے وہ ان کے جواب میں طنز کے سوا اور کیا حاصل کر سکتا ہے؟"

"جی بے شک۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ دو ایک باتیں جو میری نظر میں آئی ہیں یقیناً آپ کے مشاہدہ سے بھی گذر چکی ہوں گی۔"

"مثلاً کیا؟"

"اول چوری کس غرض سے کی گئی تھی؟"

"آہ۔ تو کیا چوری کی غائت معلوم ہو گئی؟"

"جی ہاں۔ اور غالباً آپ کو بھی ہو گئی ہو گی۔ کیونکہ باقیوں میں اس راز کا حل سب سے سہل تھا۔"

"سچ!"

"اس لئے کہ یہاں فقط استدلال کی ضرورت تھی۔"

"استدلال کی!... چوری کا مقصد جاننے کے لئے؟"

"ہاں"

اور تمہارا استدلال کیا کہتا ہے؟"

"دیکھیئے۔ معاملہ صحیح صورت میں اس طرح پہ ہے۔ چور اس مکان سے کوئی چیز لے جانے کے لئے آئے۔ اور لے گئے۔ کیونکہ دونو لیڈیوں نے دو شخصوں کو چوڑی اور بوجھل چیزیں اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"چلو مان لیا۔ بے شک چوری ہوئی ہے۔"

"ایک ایسی چوری جس میں کوئی چیز چرائی نہیں گئی۔ کیونکہ ایم۔ ڈی جیورس جو مالک مکان کی حیثیت میں اس معاملہ پر بہترین رائے دے سکتے ہیں صاف کہہ رہے ہیں۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر موجود ہے۔"

"خوب چوری ہوئی ہے۔ مگر کوئی چیز چرائی نہیں گئی۔ اچھا آگے کہیئے؟"

"اس کے ساتھ ہی دونو لیڈیاں حلفاً کہتی ہیں کہ چور کوئی چیز ضرور لے گئے۔ اب ان ساری باتوں کے مجموعے سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔۔۔ آپ سمجھے کیا ہے؟

"جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔۔۔ خیر آگے کہو میں سنتا ہوں۔"

"نتیجہ یہ ہے۔" بارٹلٹ نے سرسری انداز سے کہا۔ "کہ چور جو چیزیں یہاں سے لے گئے ان کی جگہ پُر کرنے کو ویسی ہی اور چیزیں چھوڑ بھی گئے۔ کیوں۔ یہ خیالات کیا قدرتی طور پہ دل میں پیدا نہیں ہوتے؟"

"بے شک۔ بے شک" صاحب مجسٹریٹ نے اس کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا

"تو اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کمرہ میں جہاں چوری ہوئی۔ کونسی چیز ایسی تھی۔ جسے چور لے گئے۔ اور رہائی دفعہ اس کی جگہ بھی پُر کر گئے؟ دو چیزوں پر نظر جاتی ہے۔ اول پردے۔ مگر وہ ناممکن ہیں۔ ایک اس لیے کہ چور ان کو لے جانا چاہتے تو آسانی سے لپیٹ کر بغل میں دبا لیتے۔ حالانکہ جو چیزیں ان لیڈیوں نے دیکھیں۔ وہ چوڑی۔ لمبی اور پھیلی ہوئی تھیں۔ دوسرے اس لئے بھی کہ پردوں کی نقل تیار کرنا

مشکل ہے۔ پس چوروں نے یہ عمل جن چیزوں پر کیا۔ وہ ریونبنر کی بنی ہوئی چار پرانی تصویریں ہیں؟

"کیا۔ کیا! پھر کہنا چار پرانی تصویریں؟"

"جی ہاں۔ وہ جو اس کمرہ میں لگی ہوئی تھیں..."

"اور یہ جو سامنے نظر آتی ہیں؟"

"اصلی نہیں۔ محض ان کی نقل ہیں!"

"ناممکن"

"اور میں کہتا ہوں یقیناً! اس میں سر موشبہ کی گنجائش نہیں۔"

"مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟..."

"دیکھیے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ قریباً ایک سال کا عرصہ ہوا... یہ باتیں ہیں نے دوران تحقیقات میں معلوم کی ہیں... قریباً ایک سال کا عرصہ ہوا ایک نوجوان جو اپنا نام ولیم چارپنلے ظاہر کرتا تھا۔ ان اصلی تصویروں کی نقل لینے کے لئے آیا۔ ایم ڈی جیوبرس نے اسکو اجازت دیدی پانچ ماہ تک یہ شخص جا بجا سے ہر روز اس کمرہ میں بیٹھ کر تصویروں کی نقل لیتا رہا۔ وہی نقلی تصویریں اب ان اصلی تصویروں کی جگہ لے چکی ہیں۔ جو ایم ڈی جیوبرس کے اپنے عالی قدر ماموں مارکوئیس ڈی بوبا ڈیلا سے ورثہ میں ملی تھیں۔"

"ثبوت؟"

"ثبوت یہ تصویریں جو سامنے نظر آتی ہیں۔ مصنوعی چیز کبھی اصلی نہیں ہو سکتی اور یہی اس کا بہترین ثبوت ہے۔"

ایم فلیول اور گینمارڈ دونوں کے چہروں پر حیرت و سراسیمگی برستی تھی۔ آخر الذکر جواب تک آسیدور کی باتوں کو حقارت سے نظرانداز کر رہا تھا۔ اب شوق مجسم بن کر سننے لگا۔

آخر صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔

"اس کے متعلق ایم۔ ڈی جیورس کی رائے لینی پڑے گی؟"

"ہاں بے شک۔ ان کی رائے لینی پڑے گی" انسپکٹر نے تسلیم کیا۔

اور انہوں نے ایک سپاہی کو اس درخواست کے ساتھ کونٹ کے پاس بھیجا

کہ وہ مہربانی کر کے بنگلہ میں تشریف لائیں گے۔

۴

یہ پہلی فتح تھی۔ جو لیبی پالسن ڈ اسمبلی کے نوجوان طالب علم نے دو ماہران جرم شناسی پر حاصل کی۔ یہ تینوں اور تینیارڈ دونوں اپنے دل میں اس انجو رجاسوس کی عظمت کا اعتراف کر چکے تھے۔ وہ اس نوجوان کو آسیب زدہ یا شعبدہ باز سمجھتے تھے سر سری قرار دیا۔ واقعہ میں اتنا حیرت انگیز تھا۔ کہ ان میں سے کوئی اس کے ذریعے یہ نتیجہ اخذ کرتا تو تصنیفی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتا۔ مگر ایزولٹ میں خود پسندی یا خود نمائی مطلقاً نہ تھی۔ اس کامیابی کے بعد وہ چپ چاپ ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نگاہ اور تاثرات دونوں غرور و تکبر سے خالی تھے۔

اتنے میں ایم۔ ڈی جیورس داخل ہوئے۔

"مونسیور ڈی جیورس" مسٹر پریفٹ نے ان سے کہا "ہم اس تحقیقات کے سلسلہ میں ایک بات دریافت کرنی ہے جس کا ذکر ابھی آپ نے ہمارے سامنے کیا ہوں۔ آپ کو یقین ہے کہ جو تصویریں مکان میں سے گئی ہیں۔ وہ اصلی تھیں؟ تصویریں جو اس کمرے میں لٹکی ہوئی تھیں۔ میرا مطلب ہے۔ ان کو تبدیل کرنے کی کوشش ہوئی ہے وہ لوگ اصلی تصویریں اتار کر لے گئے اور ان کی بجائے ایک شخص جعلی تصویریں لٹکا گیا ہو۔"

"کیا آپ نے ان تصویروں کو غور سے دیکھا ہے کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی؟"

کونٹ کے چہرے پر حیرت کا انتظار تھا۔ اس نے پوچھا۔

اور پھر ایم فلیول کی طرف دیکھا۔ اس کے بت تصویروں کو دیکھے بغیر جواب دیا۔

"میرا خیال تھا۔ راز ظاہر نہ ہونے پائے گا۔ اس لئے خاموش تھا۔ مگر اب بات چونکہ نکل گئی ہے۔ اس لئے یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں کہ تصویریں نقلی ہیں۔"

"اور آپ اس حقیقت سے پیشتر بھی واقف تھے؟"

"میں شروع سے جان چکا تھا۔"

"پھر کہا کیوں نہیں؟"

"اس سے کیا حاصل تھا۔ اصلی تصویریں کھو کر نقلی پانا یہ ایسا معاملہ نہ تھا۔ جو قابل فخر سمجھا جاتا۔"

"اس کے باوجود اصلی تصویریں حاصل کرنے کا ذریعہ بھی تو یہی تھا۔ جب ہمیں ایک چیز کی چوری کا علم نہ ہو تو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟"

"معاف کیجئے۔ میرا یہ خیال نہ تھا۔ میں سمجھتا تھا وہ اصلی تصویریں اور طریقہ پر حاصل کی جا سکیں گی۔"

"یعنی کس طریقہ پر؟"

"چوروں سے قیمتاً خریدی کر۔ غالباً ان کو اس سودے میں تامل نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ انہیں دوسری جگہ فروخت بھی تو نہ کر سکتے تھے۔"

"مگر چوروں تک پہنچنا بھی تو کام تھا۔ خریداری سے پہلے وہاں تک رسائی درکار تھی"

اس کا ایم ڈلی جیورس نے کچھ جواب نہ دیا۔ انہیں چپ دیکھ کر آسیدڈور نے کہا۔

"افسوس آپ سمجھے نہیں۔ اخبار آخر کس مرض کی دوا ہیں۔ جرنل۔ ایکو ڈا پاری اور میاٹن تین اخباروں میں ایک چھوٹا سا اشتہار جو اس مضمون کا نکل جاتا ہے کہ میں تصویریں مول لینے کو تیار ہوں۔ اس کا اشارہ صاف ہے۔"

اس کے جواب میں کونٹ نے سر کی حرکت سے جو اشارہ کیا وہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ

استہار انہی کی جانب سے نکل رہا ہے۔

یہ دوسرا موقعہ تھا کہ آسیڈور باٹرلٹ نے دو جہاندیدہ افسروں کو تحقیقات کا رستہ دکھایا۔

ایم فلیول ان باتوں سے کبیدہ خاطر ہونے کی بجائے تعریف پر مجبور ہو گئے۔

"میرے کم سن دوست" انہوں نے جوش سے کہا "ثابت ہو گیا تمہارے ہم جماعت لڑکوں کا خیال صحیح تھا۔ کچھ شک نہیں ایک کامل جاسوس کے سارے عناصر تم میں موجود ہیں جب اس چھوٹی عمر میں تمہارا مشاہدہ اتنا تیز ہے تو موقعہ اور وقت ملنے پر خدا جانے کیا قیامت پیدا کر دو گے۔ اب بھی یہ رفتار قائم رہی۔ تو شاید مجھے اور میرے دوست گینارڈ کو یہ کام تمہارے ذمہ چھوڑ کر رخصت ہونا پڑے گا۔"

اسیڈور مسکرانے لگا۔

"فقط آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ یہ کام کچھ ایسا مشکل نہ تھا۔"

"آہ۔ یہ کام! اس سے پایا جاتا ہے تم نے کچھ اور باتیں بھی دریافت کی ہیں۔ اور اب جو میں سوچتا ہوں تو واقعی اس پہلی ملاقات پر تم نے کچھ اس طرح کے الفاظ کہے تھے جن سے پایا جاتا تھا۔ کہ اس معاملے کے اکثر پہلو تم پر واضح ہو چکے ہیں۔ غالباً تم کہہ رہے تھے کہ میں قاتل کے نام سے بھی واقف ہوں؟"

"جی بے شک۔ مجھے اس سے انکار نہیں۔"

"یعنی تم جانتے ہو جین ڈیول کو کس نے ہلاک کیا تھا؟"

"ہاں جانتا ہوں۔"

"اچھا تو مہربانی سے بیان کرو۔ وہ کون ہے؟ زندہ ہے یا مر گیا۔ اور زندہ ہے۔ تو اسے کہاں پہ تلاش کرنا چاہیئے؟"

آسیڈور نے بے صبری کا اشارہ کیا

"معاف کیجیے" پھرس نے کہا "میرا آپ سے اختلاف نئے ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس معاملے کے سمجھنے میں آپ کو شروع سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ حقیقت میں وہ شخص جس نے جین ڈیول کو ہلاک کیا۔ اور وہ جو میڈموازل ڈی سینٹ ویران کی گولی سے زخمی ہوا۔ دو بالکل جدا آدمی ہیں۔"

ایم فلیول کی آنکھیں فرط حیرت سے کھل گئیں۔

"کیا! کیا!" انہوں نے پریشان ہو کر کہا "تمہارے ان لفظوں کا کیا یہ مطلب ہے کہ وہ آدمی جسے ایم ڈی جسورس نے بیٹھک سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا جس سے ان کا مقابلہ ہوا جس پر میڈموازل ڈی سینٹ ویران نے گولی چلائی۔ جو باغ میں زخمی ہو کر گرا۔ اور جس کی تلاش ہم اتنے دنوں سے کرتے پھر رہے ہیں ... وہ جین ڈیول کا قاتل نہیں ہے؟"

"جی نہیں۔ اس کے ہاتھ اس قتل سے اتنے ہی پاک ہیں جیسے میرے یا آپ کے۔"

"تو کیا وہ کوئی اور آدمی تھا۔ جو لیڈیوں کی آمد سے پہلے ڈیول کو قتل کر کے فرار ہو گیا؟"

"یہ بھی نہیں۔"

"تو پھر میں اس معمے کے حل سے دست بردار ہوتا ہوں۔ تمہیں بیان کرو۔ قاتل کون تھا؟"

"بتا دوں؟"

"ہاں۔ ہاں۔ تامل کیوں ہے؟"

"اچھا تو سنئے۔ وہ جس کے ہاتھوں جین ڈیول مارا گیا تھا..."

آخری الفاظ اس کے منہ سے نکلا ہی چاہتے تھے۔ کہ بارٹلٹ رک گیا۔ پھر ایک لمحہ تامل کے بعد اس نے کہا۔

"ٹھیرئیے۔ پہلے میں یہ بتا دوں کہ جین ڈیول کی ہلاکت کن حالات میں واقع ہوئی۔ اور میں نے کس طرح اس کا راز معلوم کیا۔ کیونکہ اس کے بغیر آپ کو میرے بیان کا یقین نہ آئیگا بلکہ ممکن ہے آپ میری باتوں کو مضحکہ انگیز خیال کریں۔ گو غور کرنے سے جلدی ہی معلوم

ہو جائے گا۔ کہ میری دریافت بالکل صحیح ہے۔ درحقیقت معاملہ کی تہ میں ایک تفصیل ایسی تھی۔ جسے آپ لوگ شروع سے نظرانداز کر گئے۔ ورنہ اسے مدنظر رکھ لیا جاتا۔ تو جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں۔ اس پر آپ کا پہنچ جانا بالکل سہل تھا۔ پہلی بات۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ جین ڈیول کو جب ہلاک کیا گیا۔ تو اس نے سب کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ یعنی واسکٹ ٹائی کالر۔ بریس تک جو چیزیں فقط دن میں استعمال ہوتی ہیں۔ اس کے بدن پر تھیں۔ حالانکہ واردات رات کے چار بجے ہوئی؟"

"میں نے اس معاملہ پر شروع میں ہی توجہ دی تھی۔" صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔ "مگر ایم ڈی جبور میں نے یہ کہہ کر میرا اطمینان کر دیا۔ کہ جین ڈیول بڑی رات گئے تک بیٹھا ہوا کام کیا کرتا تھا۔"

"کاش آپ لوگ اس کی تصدیق کسی اور ذریعہ سے کر لیتے۔ کیونکہ نوکروں کا اس کے برعکس بیان ہے۔ کہ ڈیول ہمیشہ پہلی رات وقت مقررہ پر سو جاتا تھا۔ لیکن بالفرض وہ رات کو جاگتا بھی ہو۔ تو پھر بستر پر اس طرح کے شکن پیدا کرنے کی کیا حاجت تھی۔ جس سے ظاہر ہو کہ وہ رات کو اس پر سویا تھا؟ یا اگر اس وقت جب چور آئے وہ واقعی بستر پر لیٹا ہوا تھا تو پھر کالر اور ٹائی لگانے کی فرصت کیسے ہوئی؟ ایسی گھبراہٹ میں تو آدمی کو پورا لباس پہننے کی بھی فرصت نہیں ہوتی۔ جو کچھ اس وقت ہاتھ آئے۔ اسی کو جلدی سے پہن لیا جاتا ہے پھر ایک بات اور ہے۔ پہلے دن آپ لوگ جب پنج کھا رہے تھے۔ تو میں ڈیول کی خوابگاہ میں گیا تھا۔ اس جگہ میں نے دیکھا۔ اس کے سلیپر وہیں پلنگ کے پاس رکھے ہوئے تھے پھر کیا وجہ ہوئی کہ وہ ان کو چھوڑ کر بھاری بوٹ پہننے بیٹھا؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا ان باتوں کا جرم قتل سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

"اور نہ آئے گا۔ کیونکہ جب تک آدمی کسی معاملہ میں اپنے دل کو ہر قسم کے تعصبات سے پاک کر کے غور نہ کرے۔ وہ کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ موجودہ حالت میں جن باتوں

گو آپ میری سمجھ کی تعریف نہ کر سکے۔ وہی میرے لئے اہم ثابت ہوئیں۔ اور ان کی اہمیت اس وقت اور بڑھ گئی۔ جب معلوم ہوا کہ تصویر چار پانچ ہیں۔ جو اصلی تصویروں کی نقل چھپنے آیا تھا۔ اس کی سفارش جین ڈیول نے ہی کوشش سے کی تھی۔"

"خیر آگے کہیے۔"

"اس سے ثابت ہو گیا کہ جین ڈیول اور پیانو باز ایک دوسرے کے واقف تھے مگر سب دیکھا یہ تھا۔ کیا وہ دو پردے سے چھپے تو نہ تھے؟ دونوں باتوں میں فقط ایک قدم کا فاصلہ تھا۔ جو میں نے اس روز اٹھانا ضروری سمجھا۔"

"میرے خیال میں طفلانہ تجسس کے ساتھ" صاحب بہادر نے طنز سے کہا۔

"کچھ کہہ لیجئے۔ میں بہرحال ثبوت کا ذکر کرنا چاہتا تھا۔ میں نے جب ڈیول کے کمرے کی تلاشی لی۔ تو جاذب کے نیچے ایک جگہ پر ایسا خط ملا جس پر لکھے ہوئے نشانات موجود ہیں۔ ایل۔ این ڈاک خانہ ۵۸ مہر ... ایک موجود ہے۔ اور آپ اس سے میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اس کے دوسرے دن معلوم ہوا کہ مقررہ گاڑی پیانو سے سینٹ نکولس سے جو روانہ کیا۔ اس پر بھی یہی الفاظ درج تھے۔ اے۔ ایل۔ این ڈاک ۵۸ میرے ذہن میں شک کا سامان پیدا ہو گیا۔ یعنی میں نے جان لیا کہ جین ڈیول واقعی چوروں کی اس جماعت سے ملا ہوا تھا۔ جو اصلی تصویریں چھپنے آئے تھے۔"

ایم فیبول پہلے سوچتے رہے۔ پھر تھوڑے تامل کے بعد فرمایا۔

"چلو یہ بھی مان لیا۔ فرض کرو۔ وہ آپس میں شریک تھے۔ پھر اس سے کیا معلوم ہوا؟"

"پہلے یہ کہ جس آدمی نے جین ڈیول کو ہلاک کیا۔ درحقیقت وہ وہی تھا۔ جو فرار ہوتے وقت میڈموازل بینڈگ کی گولی سے زخمی ہوا۔۔۔ کیوں؟ اس لیے کہ جین ڈیول اور وہ تو آپس میں ملے ہوئے تھے۔"

"اچھا۔ آگے؟"

"ٹھہریئے آگے کہنے سے پہلے میں آپ کی توجہ اس فقرہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کونٹ نے ہوش میں آنے کے بعد کہا تھا۔ یاد کیجیے۔ ان کے الفاظ کیا تھے؟... ڈیول!... وہ کیا سنتا ہے؟... اور چاقو... ذرا دیکھو تو چاقو کہاں ہے؟ اور پھر ان لفظوں کو کونٹ کے اس بیان سے ملائیے کہ اس آدمی نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور میری کنپٹی پر مکا مار کر گرا دیا۔"

فرمائیے ان کے مقابلہ سے کوئی نئی بات آپ کو نظر آتی ہے یا نہیں؟ نہیں آتی۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ جب کونٹ ڈی جیسورس غش کر چکے تھے تو ان کو ڈیول کے زخمی ہونے کا حال کیونکر معلوم ہوا۔ اور سب سے پہلے چاقو کی فکر کس لئے پیدا ہوئی؟

اس نے جواب کا انتظار نہیں کیا۔ معلوم ہوتا تھا حاضرین کو نکتہ چینی کا موقعہ دے کر اس بیان کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ان سب باتوں سے پایا جاتا ہے جیسن ڈیول نے پہلے تین چوروں سے سازش کی پھر ان کو اپنے ساتھ بیٹھک میں لے گیا۔ بعد ازاں اس وقت جب کمرہ میں فقط ڈیول اور وہ آدمی جسے ان چوروں کا سردار کہنا چاہیئے موجود تھے۔ تو پاس والے کمرہ میں آہٹ سنائی دی۔ آواز سن کر ڈیول نے جھٹ دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایم۔ ڈی جیسورس کھڑے تھے۔ اپنی حفاظت کے لیے اس کو انتہائی تدبیر اختیار کرنے کی سوجھی۔ دوڑ کر وہ چاقو جو دیوار کے پاس رکھا ہوا تھا۔ اٹھا لیا۔ اور کونٹ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ایم۔ ڈی جیسورس نے چاقو اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور پھر اپنے بچاؤ کی خاطر اس سے ڈیول پر وار کیا۔ اتفاقاً زخم کاری لگا۔ اور وہ اسی جگہ فرش زمین پر گر پڑا۔ اتنے میں چوروں کا سردار بھی وہیں آ گیا تھا۔ اس نے ڈیول کی حمایت میں کونٹ کی کنپٹی پر مکا مارا... یاد ہوگا۔ اسی آدمی کو لیڈیوں نے تھوڑی دیر بعد کمرہ میں کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔"

ایکا ایکی ایم۔ فلیول اور گینمارڈ کی آنکھیں ملیں۔ آخر الذکر نے مضطربانہ سر ہلایا اور صاحب مجسٹریٹ نے ایم۔ ڈی جیسورس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"موسیو کونٹ میں کیا پوچھ سکتا ہوں۔ ایم باٹراٹ کا بیان صحیح ہے؟"
مگر ایم۔ ڈی جیورس چپ تھے۔
انہیں خاموش دیکھ کر مجسٹریٹ نے پھر کہا۔
"دیکھئے آپ کا سکوت کئی ایک بدگمانیاں پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں۔ انکار یا اثبات جیسی صورت ہو۔ جواب دیجئے۔"
"کونٹ نے گلا صاف کیا۔ پھر مستقل اور ہموار آواز میں جواب دیا۔
"بے شک یہ بیان صحیح ہے۔ لیکن۔۔۔"
صاحب مجسٹریٹ چونک گئے۔
"تو کیا اس کا یہ مطلب سمجھا جائے۔ آپ نے قصداً پولیس کو غلط راہ پر ڈالا۔ ورنہ کیا باعث تھا کہ شروع سے اب تک آپ نے اس معاملہ پر ایک حرف تک نہیں کہا؟ اگر ڈیول پہ آپ نے ذاتی حفاظت کے لئے وار کیا تھا۔ تو اسے چھپانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔"
ایم۔ ڈی جیورس نے مایوسانہ سر ہلایا۔ پھر لہجہ حسرت میں بولے۔
"بیس سال متواتر یہ آدمی میرے پاس معتمد کی حیثیت میں کام کرتا رہا۔ اور بھولے سے خیال نہ آ سکتا تھا۔ کہ وہ کبھی ایسی غداری کرے گا۔ پس اگر روپیہ کے لالچ سے اس نے یہ حرکت کی بھی تو مرے بعد اس کو بدنام کرنا بے جا ہوتا۔ مجھے اس کی لغزشوں پر پردہ ڈالنا ہی بہتر معلوم ہوا۔"
"آپ کے ان خیالات کی میں تہ دل سے قدر کرتا ہوں۔" ایم فلیول نے تسلیم کیا۔ "مگر غور سے دیکھئے۔ تو معلوم ہوگا۔ اس موقعہ پر خاموش رہنا آپ کے لئے ناجائز تھا۔"
"افسوس میں اس سے اتفاق کرتے نہیں۔ جس صورت میں ڈیول کی ہلاکت کا الزام کسی بے گناہ پر عاید نہ ہوتا تھا۔ تو میرے سکوت میں کچھ برائی نہ تھی۔ خیال یہ تھا کہ جو کچھ اس نے کیا۔ اس کی سزا پا لی۔ اب بدنامی کے ذریعہ اس میں اور اضافہ کرنا بعید از انصاف

تھا۔ مسٹر لے موت ساری سزاؤں پر غالب سمجھی گئی ہے۔"

"چھوڑیئے جو ہو گیا اس کو جانے دیجئے۔ مگر یہ فرمائیے آپ کو اس بارہ میں اور کیا حالات معلوم ہیں؟"

"یہ دو تحریریں میں نے اس کی جیب سے نکال لی تھیں۔ ان خطوں کی نقلیں جو اس نے اپنے ساتھیوں کے نام لکھے تھے۔"

صاحب مجسٹریٹ نے خط لے لئے پھر کہا۔

"آخر کیا وجہ تھی۔ یہ شخص بیس سال کی نمک حلالی پر خاک ڈال کر چوروں سے جا ملا؟"

"اس سوال کا جواب آپ کو نمبر ۱۸ روڈنی وایار۔ ٹیپ میں ایک عورت میڈم ونیو سے ملے گا۔ کیونکہ اسی کی خاطر ڈیبول کو اس فعل شنیع پر آمادہ ہونا پڑا۔ دو سال سے اس کی اس سے واقفیت تھی۔ ڈیبول کو اس کی بڑھی ہوئی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے روپیہ درکار تھا۔ اسی نے چوروں سے ملنے پر مجبور کیا۔"

بس سارا راز حل ہو گیا۔ اسرار کی تاریکی یقین کی روشنی میں بدل گئی۔

ایم فلیبول کا جوش اشتیاق اور تیز ہو گیا تھا۔ "آگے کہو" انہوں نے کوئی ڈیڑھ منٹ کے بعد کہا۔

"آ گئے!" بارٹلٹ نے طفلانہ مسرت سے قہقہہ لگا کر جواب دیا۔ "آگے کچھ نہیں۔ جو حالات معلوم تھے۔ وہ میں آپ سے بیان کر چکا۔"

"لیکن وہ آدمی جو زخمی ہوا تھا... اور جو اب فرار ہو چکا ہے..."

"آہ۔ اس کے متعلق میں بھی وہی حالات جانتا ہوں جو آپ کو معلوم ہیں۔ آپ نے کھنڈروں کے پاس گھاس پر کچھ نشانات دیکھے تھے..."

"بے شک۔ دیکھے تھے۔ مگر اب چونکہ اس کے ساتھی اس کو نکال کر لے گئے ہیں اس

لئے ضرورت یہ جاننے کی ہے کہ وہ کونسی سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے..."

آسیڈور سننے لگا۔

"سرائے میں"! اس نے کہا "حضرت سرائے کا وہم جانے دیجئے۔ یہ تو ایک ایجاد تھی آپ کو گمراہ کرنے کی۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ اس میں چوروں کو کامیابی بھی خوب ہوئی۔"

"مگر جس صورت میں ڈاکٹر ڈیلا رٹے کا اپنا بیان یہ ہے..."

"آہ! یہی بات کہ ڈاکٹر ڈیلا رٹے ایسا کہتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر شک آمیز ہے" بارٹ نے جواب دیا۔ "آخر کیا وجہ تھی کہ انہوں نے اس معاملہ کی فقط مبہم تفصیلات بیان کیں۔ محض یہ کہ وہ کوئی ایسی بات کہنا نہ چاہتے تھے جس سے مجرم کا سراغ مل جائے۔ پوچھنے والوں کے اصرار پر انہوں نے ایک سرائے کا ذکر بے شک کر دیا۔ مگر یہ پھر بھی نہیں بتایا کہ وہ سرائے کہاں اور کس جگہ واقع ہے۔ اور بتاتے بھی کیونکر؟... یقین فرمائیے یہ سرائے کا قصہ انہی چوروں کا گھڑا ہوا ہے۔ جنہوں نے ڈاکٹر ڈیلا رٹے کو طرح طرح کی دھمکیاں دے کر اس جھوٹ پر آمادہ کر لیا۔ یوں ڈاکٹر صاحب بڑے نیک نہاد آدمی ہیں۔ اور ہم ان کی ایمانداری پر شک نہیں کر سکتے۔ مگر اپنی بی بی اور بیٹی کی سلامتی کا خیال ان کو بھی لگا ہوا ہے۔ وہ ڈرتے ہیں راز ظاہر کرنے کی صورت میں چور ان سے عبرت ناک انتقام لیں گے۔ ان کی طاقت کا کچھ اندازہ وہ پیشتر ہی کر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ کو اس سراغ پر ڈالنے کی کوشش کی..."

"جو سرے سے غلط تھا!"

"جی بے شک غلط تھا۔ بہرحال آپ کے دل میں تو کچھ ایسا پختہ یقین بیٹھ گیا کہ آج تک اسی کو تلاش کرتے رہے۔ حتےٰ کہ آپ کی نظریں اس مقام سے بالکل ہٹ گئیں جہاں درحقیقت مجرم چھپا ہوا تھا۔ یعنی اس پر اسرار مقام سے جہاں وہ زخمی ہو کر پہنچا تھا اور جہاں اس وقت سے اب تک دبکا ہوا بیٹھا ہے۔"

"آخر وہ کونسا مقام ہوگا، جو اس تلاش بسیار کے باوجود ہم سے پوشیدہ رہا؟"

"یہی اس ٹوٹی ہوئی خانقاہ کے کھنڈر"

"کھنڈر! مگر ان کھنڈروں میں کونسی جگہ باقی رہ گئی ہے؟ ہم کیا ان کے ہر حصہ کو اچھی طرح دیکھ نہیں چکے؟"

"خیر کچھ ہو۔ جو بہر حال ان کھنڈروں میں ہے۔" بارٹلٹ نے جواب دیا۔ "ہمیں اس کو تلاش کرنا چاہئے۔ کیونکہ آرسین لوپن یہاں سے نکل کر کہیں نہیں گیا۔"

۵

صاحب مجسٹریٹ بے اختیار چونک گئے۔

"آرسین لوپن!" انہوں نے ناقابل ضبط حیرت سے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ ایک لمبی خاموشی چھا گئی

آرسین لوپن کا نام مدھم گونج کی مانند فضا میں مرتعش تھا۔

آرسین لوپن! آہ۔ یہ کیا ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ مغلوب و مجروح ہستی جس کی تلاش میں کئی روز سے کھنڈروں کا ہر کونہ ڈھونڈا جا چکا تھا۔ آرسین لوپن کی ہوگی!... لوپن کی۔ جو ایک نازک اندام حسینہ کی گولی سے زخمی ہو کر بے بس پڑا تھا!

اس سحری نام کو سن کر ایم فلیول کی حیرت انتہائی مسرت میں بدل گئی۔ یہ خیال کہ ایسا خطرناک آدمی بے بس ہو کر کھنڈروں کے اس رقبہ محدود میں کسی جگہ چھپا ہوا ہے۔ کئی دلکش مناظر پیش کرتا تھا۔ وہ شہرت۔ ترقی اور ناموری جو اس کی گرفتاری سے حاصل ہوسکتی تھی۔ خواب راحت کی مانند صاحب مجسٹریٹ کی نظروں میں پھر گئی۔

گنیمارڈ اب تک چپ تھا۔ اس کی طرف مڑ کر آسیڈور نے کہا۔

"فرمائیے۔ آپ بھی میرے ہمخیال ہیں یا نہیں؟"

"کیوں نہیں" اس نے سرسری لہجہ میں جواب دیا۔

"کوئی شبہ تو نہیں کہ اس کی تہ میں لوپن کے سوا کسی اور کا ہاتھ ہے؟"

"نہیں۔ یہ کام صریحاً اس کا ہے۔ لوپن کی چالیں عام چوروں کے عمل سے اتنی ہی مختلف ہوتی ہیں جیسے دو آدمیوں کی صورتیں۔ دونو کا فرق آسانی سے نظر آ جاتا ہے۔"

"تو یہ محض تمہارا خیال ہے..." صاحب مجسٹریٹ نے کہنا شروع کیا۔

"جی خیال کیا معنے۔ میرے پاس کئی ایک ثبوت موجود ہیں۔ ذرا اس خط و کتابت کو یاد کیجئے۔ جو ان چوروں میں ہوتی تھی۔ ان میں "اے۔ ایل۔ این" یہ تین حرف جا بجا استعمال ہوئے ہیں۔ اے سے مراد آرسین اور ایل سے لوپن۔ رہ گیا این وہ اسی لوپن کا آخری حرف ہے۔"

"آہ!" گینیارڈ نے حسرت سے کہا "تم جیسے ذکی نوجوان ہو کہ ایک ہی نظر میں معاملہ کا ہر پہلو دیکھ جاتے ہو۔ آج بڈھا گینیارڈ بھی تمہارے سامنے ہتھیار رکھنے پر مجبور ہے۔"

باٹرلٹ کا نازک چہرہ فرط مسرت سے تمتما گیا۔ گینیارڈ کا ہاتھ جو اس نے مصافحہ کے لیے پیش کیا تھا۔ اپنے ہاتھ میں لے کر اس نے بڑے تپاک سے ہلایا۔

اس کے بعد تینوں بالکونی کی طرف گئے، اور ان کھنڈروں کی طرف دیکھنے لگے۔ جن میں لوپن کسی نامعلوم مقام پر چھپا ہوا تھا۔

دفعتاً ایم فلیول نے کہا۔

"گویا اس کو وہاں ہونا چاہیئے۔"

"جی وہ اب تک وہیں ہے۔" باٹرلٹ نے جواب دیا۔ "اس وقت سے لے کر کہ وہ زخمی ہو کر گرا تھا۔ آرسین لوپن وہاں سے ہل کر کہیں نہیں گیا۔ آپ تھوڑا غور کریں۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ اگر جاتا تو میڈموازل ڈی سینٹ وہران یا دونو نوکروں میں سے کوئی ضرور اس کو دیکھ لیتا۔"

"خیر لیکن قیاس کی حیثیت میں یہ خیال ہر طرح قابل قدر ہے۔"

"آہ۔ آپ اب تک اسے قیاس ہی سمجھے چلے جاتے ہیں، حالانکہ میں فرضیات کا کبھی قائل نہیں ہوا۔ اب مجھے پورا یقین ہے کہ آرسین لوپن ان کھنڈروں میں چھپا تھا۔ اولیئنک ویتی"

صاحب مجسٹریٹ استفہامی نظروں سے دیکھنے لگے۔

"کوئی ثبوت...؟"

"ہاں موجود ہے۔ دیکھئے جس رات یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کے دوسرے دن سویرے ہی ایک ساتھی کا ڈبیا ن سکے جس میں آپ کے ساتھ یہاں آیا۔"

"وہ ٹوپی لینے جس سے غالبًا سراغ مل جاتا؟"

"بے شک ٹوپی لے جانا بھی اس کا ایک مدعا تھا۔ مگر اس سے زیادہ وہ موقعہ اور محل دیکھنے کی غرض سے آیا تھا۔ وہ بچشم خود دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کے سردار لوپن کا کیا حال ہے؟"

"اور دیکھ گیا؟"

"یقینًا دیکھ گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ مقام جہاں لوپن چھپا ہوا ہے۔ اس کو اچھی طرح معلوم تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس نے جب لوپن کی حالت دیکھی۔ تو بہت خطرناک تھی۔ یہی وجہ اس اضطراب کی تھی۔ جو اس تحریر سے ظاہر ہے۔ جس میں اس نے میڈموازل ڈی سینٹ ویران کو ان لفظوں میں دھمکی دی ہے کہ اگر اس خاتون نے ہمارے سردار کو مار دیا۔ تو جان لو۔ اس کی بھی خیر نہیں۔"

"بے شک یہاں تک تمہارے خیالات قابل تسلیم ہیں۔" صاحب مجسٹریٹ نے کہا "مگر عین ممکن ہے۔ وہ لوگ بعد ازاں اس کو اپنے ساتھ لے گئے ہوں۔"

"آخر کب؟... آپ کے آدمی پل بھر کے لئے کھنڈروں سے پرے نہیں گئے ان کی موجودگی میں وہ اسے کہاں لے جا سکتے تھے؟ اور لے بھی جاتے تو فقط چند سو گز کے فاصلے تک۔ کیونکہ ایسے زخمی آدمی کو ساتھ لے کر سفر کرنا سخت مشکل ہوتا اس لئے

وہ اگر واقعی ایسی حماقت کے مرتکب ہوتے۔ تو بات فوراً ظاہر ہو جاتی۔۔ نہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ یہیں ہے۔ ایسے محفوظ مقام سے باہر نکلنا ایک غلطی ہے۔ جس کے وہ لوگ کسی حال میں مرتکب نہ ہو سکتے تھے۔ یہیں وہ ڈاکٹر ڈیلاٹرے کو اپنے ساتھ لائے تھے۔ اور یہیں آپ کے سپاہیوں کو آگ بجھانے کے کام میں مصروف رکھ کر انہوں نے ڈاکٹر کو مریض کی حالت دکھائی۔"

صاحب مجسٹریٹ کے چہرے سے پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔

"آخر کوئی ذریعہ تو اس کے اندر جانے کا ہوگا؟" انہوں نے حیرت سے کہا۔ "ایسی حالت میں اس کو کھانا اور پانی مہیا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟"

"اس کا جواب افسوس ہے میرے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ میں نے ان باتوں کی تحقیقات نہیں کی۔ مگر ہاں اس کا مجھے پورا یقین ہے کہ میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں کہ آرسین لوپن موجود ہے مگر کسی جگہ چھپا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے جانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس کی موجودگی کے بارہ میں میرا یقین اتنا ہی پختہ ہے گویا میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔"

اس نے اپنا بازو پھیلا کر سیدھی انگلی سے ہوا میں کھنڈروں کے گرد ایک دائرہ کھینچنا شروع کیا۔ جو بیچ بیچ چھوٹا ہوتے ہوتے ایک نقطہ پر آ کر رہ گیا۔

ایم فیلول اور کپتان ڈی ویوگ کو بیوٹرلٹ کی باتوں کا پورا یقین ہو چکا تھا۔ وہ اس کے زبردست استدلال کے قائل ہو گئے تھے۔ اس کی گفتگو نے ہر قسم کے شکوک و شبہات ان کے دلوں سے بالکل مٹا دیئے۔

دونوں چپ تھے۔ شاید اس اہم معاملہ کو اپنے اپنے نقطہ خیال سے سوچ رہے ہوں گے جس کا سب سے زیادہ المناک پہلو یہ تھا۔ کہ ایک نامی چور ایک بے خوف جیالا بہادر جس کے نام سے سلطنت فرانس کی پولیس کانپتی تھی۔ ہر طرف زیر

تاریک میں زخمی۔ محتاج اور بے بس پڑا تھا بے بس۔ لیکن پھر بھی پولیس کی گرفت سے بچا ہوا۔

"وہ اگر مرگیا؟" یہ سوال تھا جو ایم فلیول کے منہ سے اچانک سنائی دیا۔

"وہ اگر مرگیا۔" آسیڈور بابرلٹ نے جواب دیا۔ "تو پھر آپ مہربانی سے میڈیموازل ڈی سینٹ ویراں کی حفاظت کا انتظام سوچ رکھیں۔ کیونکہ اس صورت میں لوپن کے ساتھیں کا انتقام بڑا خوفناک ہوگا!"

۶

اس کے چند منٹ بعد آسیڈور بابرلٹ جس کی تعطیل کا زمانہ گزر چکا تھا۔ رخصت ہوگیا۔

صاحب مجسٹریٹ ایم فلیول نے اس کو ٹھہرانے کی بہت کوشش کی۔ سمجھایا بھی اور شہرت کا لالچ بھی دیا۔ مگر اس نے مجبوریاں ظاہر کیں۔ چنانچہ اسی وقت ڈیپ کی راہ سے پیرس روانہ ہوگیا۔ شام کے پانچ بجے ٹرین سے اترا اور وہ رات اس نے لیسی جانسن میں اپنے طالب علم دوستوں کے پاس بسر کی۔

گینیارڈ نے اس کی تحریک پر امبرزمیسی کے کھنڈروں کو ایک بار پھر دیکھا۔ اور اب کی مرتبہ اتنے غور سے دیکھا کہ چپہ بھر زمین اس کی تحقیق و تفتیش سے محفوظ نہ رہی مگر آرسین لوپن کو نہ ملنا تھا۔ نہ ملا۔ ناچار۔ وہ بھی رات کی فاسٹ ٹرین سے پیرس روانہ ہوگیا۔

رو پر گولیس میں اس کا مکان تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک خط ملا۔ جس کا مضمون یہ تھا:۔

ڈیر ایم گینیارڈ۔

"دن کے آخری حصہ میں چونکہ ذرا فرصت مل گئی تھی۔ اس لئے چند واقعات جمع جنہیں آپ کی دلچسپی اور معلومات کے لئے پیش کرتا ہوں۔

آرسین لوپن عرصہ ایک سال سے ایٹین ڈی واڈرسے کے نام سے پیرس میں رہتا تھا اور اگر آپ کو اخبارات دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ تو آپ نے یہ نام سوسائٹی کی خبروں اور سپورٹ کے صفحوں پر اکثر دیکھا ہوگا۔ عوام اس کو ایک نامی سیاح خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ متواتر کئی کئی مہینے وہ شہر سے غائب رہتا ہے۔ اور اس کے متعلق لوگوں میں یہ خبر مشہور کی جاتی ہے۔ کہ بنگال میں چیتوں یا سائبریا کی نیلی لومڑیوں کا شکار کھیلنے گیا ہے۔ اس کا ذریعہ معاش کوئی کاروبار ہے جس کا صحیح حال کسی کو معلوم نہیں۔

پیرس میں اس کا پتہ نمبر ۳۶ رو ماربوف ہے اور اس تعلق میں میں آپ کی توجہ ایک اور معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو یہ ہے کہ رو ماربوف ڈاکخانہ نمبر ۴۰ سے ملحق ہے۔ میرے شبہات کی اور زیادہ تصدیق یوں ہوتی ہے کہ جمعرات ۲۳ اپریل سے یعنی جس رات کونٹ ڈی حیورس کے مکان پر واردات ہوئی تھی یہ شخص ایٹین ڈی واڈرے غائب ہے۔ تب سے اب تک کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ نہ کسی کو اس کا حال معلوم ہے۔

میں ہوں آپ کا صادق

آسیڈور باٹرلٹ

مکرر عرض ہے کہ مجھے ان حالات کی دریافت میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی۔ واردات کی صبح کو جب ایم۔ فلیول محو تفتیش تھے۔ میں نے اس ٹوپی کو جو موقعہ پر پڑی ہوئی ملی تھی۔ ایک نظر دیکھ لیا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ مصنوعی کاٹیبان اسے لیکر فرار نہ ہوا تھا۔ اس ٹوپی میں بیچنے والے کا نام چھپا ہوا تھا۔ اور اس سے خریدار کا نام اور پتہ آسانی سے معلوم ہوگیا۔

گینمارڈ نے وہ رات جس اضطراب میں بسر کی۔ اس کا خاص اندازہ سے بہتر جا نکلتا ہے۔ سو یہ راہی تھا کہ حضرت ۳۶۔ رو ماربوف کے دروازہ پر جا دھمکے۔ دربان سے کہہ کر

نچلی منزل پر داہنی طرف والا کمرہ کھلوایا۔ سامان اجلا اور مکلف تھا۔ مگر انتہائی تحقیق و تفحص کے باوجود کوئی چیز قابل گرفت نہ مل سکی سوائے آتش دان میں جلے ہوئے کاغذوں کی راکھ تھی۔ جس کی نسبت معلوم ہوا کہ چار دن پیشتر ایم وا ڈرے کے دو دوست آئے تھے۔ وہ چند کاغذات جمع کر کے جلا گئے!

مگر عین اس وقت جب گینیارڈ ملول و مایوس واپس جا رہا تھا۔ سامنے سے چٹھی رساں آتا نظر آیا۔ اس کے پاس ایم ڈی واڈرے کی ایک چٹھی تھی۔ اسے گینیارڈ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

سہ پہر کو صاحب مجسٹریٹ کے حکم سے لفافہ کھولا گیا۔ تو اس میں عام کاروباری انداز پر لکھا ہوا ایک خط نکلا جس کی تحریر انگریزی اور لفافہ پر امریکن ڈاک خانہ کا نشان تھا۔ مضمون ملاحظہ ہو:۔

جناب من۔

میں اس خط کے ذریعہ اس جواب کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو زبانی آپ کے قائمقام کو دیا گیا تھا۔ ایم ڈی جیوزس کی چاروں تصویریں حاصل کرتے ہی آپ ان کو حسب انتظام میرے پاس روانہ کر سکتے ہیں۔

باقی اگر مل جائیں تو بے شک روانہ کر دیجیے۔ مگر مجھے اس کا شک ہے۔

اتفاقاً میں بھی ایک ضروری کام پر یورپ آ رہا ہوں۔ اور غالباً اس خط کے ساتھ پیرس پہنچوں گا۔ آپ اگر چاہیں تو گرینڈ ہوٹل میں مل سکتے ہیں۔

آپ کا صادق

ای۔ ایم بی۔ ہارلنگٹن

گینیارڈ نے اسی دن مسٹر ای۔ بی ہارلنگٹن باشندہ امریکہ کی گرفتاری کا وارنٹ حاصل کر کے اس کو شریک سازش ہونے اور چوری کا مال لینے کے جرم میں زیر حراست کر لیا۔

ایک سترہ سالہ طالب علم کی ذہانت دیکھئے کہ اس کے مہیا کئے ہوئے سراغ کی بنا پر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر نہ صرف اس سازش کے سارے اسرار حل ہو گئے۔ بلکہ دریافت کی سب کڑیاں بھی ہاتھ آ گئیں۔ وہی باتیں جو پیشتر عقدہ لاینحل نظر آتی تھیں۔ اب بالکل صاف اور واضح ہو گئیں۔

مختصر طور پر یہ دریافتیں حسب ذیل تھیں:۔ (۱) آرسین لوپن کے ساتھیوں نے اس کو بچانے کی ترکیب سوچی مگر ناکام رہی (۲) زخمی اور قریب المرگ لوپن کی گرفتاری اب یقینی تھی (۳) اس کی جماعت کا نظم بالکل ہو تا رہا (۴) پیرس میں اس کی سکونت اور فرضی نام کا راز منکشف ہو گیا اور (۵) اپنی زندگی میں پہلی بار لوپن کو اس طرح کا موقعہ پیش آیا جب اس کی چال تکمیل سے پہلے ظاہر ہو کر ناکام رہ گئی۔

جیسا امید کی جا سکتی تھی۔ آسیڈور باٹرلٹ کا نام ہر طرف مشہور ہو گیا۔ جرنل دارواں کے نامہ نگار نے اپنے اخبار میں اس کے متعلق جو حالات لکھے تھے۔ اور اس کی سادگی مزاج شستہ اخلاقی اور طبعی دلفریبیوں کا جو حال قلمبند کیا تھا گینیارڈ اور ایم فلیول کی غلطیوں کے انکشاف سے مل کر۔ اس کو لے اڑا۔ جدھر دیکھئے آسیڈور باٹرلٹ کا ذکر تھا۔ ایسے اہم راز کو اس آسانی سے منکشف کرنے میں جو کامیابی اس نے حاصل کی۔ جس طرح اس کی عظمت کا لوہا سن رسیدہ افسران پولیس نے مانا۔ ان سب باتوں نے آسیڈور کے نام کو وہ شہرت دی جو اس کے بعید ترین خیال میں پیدا نہ ہوئی ہوگی۔ لوگ یکزبان ہو کر کہتے تھے۔ ان دریافتوں کا سہرا اسی نوجوان کے سر ہے۔

پھر وہ جوش جو ان حیرت خیز انکشافات سے لوگوں میں پھیلا۔۔۔ کون ہے جسے اس کا حال یاد نہ ہوگا؟ چوبیس گھنٹے کے اندر آسیڈور باٹرلٹ کا نام اتنا مشہور ہوا کہ لوگوں کے نزدیک اس کے سوا کوئی مسئلہ قابل بحث نہ تھا۔ اور اس پر بھی عظمت کے اشتیاق کا یہ عالم کہ ہر شخص مزید حالات جاننے کا متمنی نظر آتا تھا۔ آسیڈور باٹرلٹ کون ہے؟ اس کے

چار تصویروں کے بارہ میں ایم۔ ڈی واؤرٹ کے نام موصول ہوا تھا۔ تو دونوں میں فرق نظر آیا۔ بصورت موجودہ ہارلنگٹن کا جرم اگر کچھ تھا تو یہ۔ کہ وہ ایک چھوٹا دستی بیگ سے اور پاکٹ بک میں بے شمار بنک نوٹوں کی گڈیاں بھرے گرینڈ ہوٹل میں قیام پذیر ہوا۔ اس سے آگے . . . کچھ نہیں!

ادھر قصبہ ڈیپ میں بیٹھے ہوئے ایم فلیول اگلا قدم اٹھانے سے ڈر رہے تھے۔ جو باتیں ہارلٹ کی مدد سے دریافت ہوئی تھیں۔ تاحال وہ انہی پر شاکی تھے کہ مبادا کوئی غلط چال ذریعہ شہرت ہونے سے زیادہ نشانہ تضحیک بنائے۔ وہ کون تھا جسے واردات کی شام کو میڈموازل ڈی سینٹ ویلار نے پچھواڑے کی کچی سڑک پر پھرتے ہوئے دیکھا۔ اور خوش شکل وصورت میں آسیڈور ہارلٹ سے ملتا تھا؟ ریوبنز کی بنی ہوئی چار تصویروں کا جنہیں چور کونٹ ڈی جسوبرس کے مکان سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ کیا حشر ہوا؟ وہ موٹر جو اس رات شاٹو سے چل کر کسی طرف گئی تھی کہاں غائب ہو گئی؟ یہ سوالات تھے جن کا کچھ جواب بن نہ آتا تھا۔

بڑی تحقیق سے اتنا معلوم ہوا کہ ایک موٹر لونرے۔ یرولی اور کاڈیبک ناکہ کے پاس سے گزری۔ سورج نکلنے کے بعد دریائے سین کو عبور کرتے ہوئے دیکھی گئی۔ مگر اس کے بعد ایک راز یہ پیدا ہو گیا کہ موٹر کی چھت کھلی تھی۔ اور اس میں وہ چار تصویریں بھی نہیں تھیں۔ اس بارہ میں گیٹ کے محافظ کا بیان واضح اور صاف تھا۔ اور بظاہر اس پر شک کی کوئی گنجائش بھی نہ تھی۔ کیونکہ اتنی بڑی تصویریں اگر واقعی موٹر کے اندر رکھی ہوئی ہوتیں تو ضرور نظر آجاتیں۔ آخر معمولی نہ تھیں کہ چھپ کر رہ جاتیں۔

موٹر غالباً وہی تھی۔ مگر چار مسروقہ تصویریں کہاں گئیں؟ اس کا کوئی جواب نہ ملتا تھا۔ یہ اور اس قسم کے کئی مسائل اور تھے جن پر ایم فلیول ہر وقت غور کیا کرتے۔ ان کے ماتحت بھی ہر روز خانقاہ کے کھنڈروں کو تلاش کرنے جاتے۔ گویا ہر بوتھیرو وہ خود

کھڑے ہوکر ایک ایک انچ زمین کو اپنے سامنے کھوند ڈالتے۔ مگر لوپن نے خدا جانے کیا الو کا سر سہ لگایا تھا۔ کہ اس کو نہ نظر آنا تھا۔ نہ آیا۔

پس اگر بارٹلٹ کی یہ رائے کہ وہ ان کھنڈروں میں ہی چھپا ہوا ہے۔ اور یہاں سے ہل کر کہیں نہیں گیا۔ واقعی صحیح تھی۔ تو اس میں شک نہ تھا کہ لوپن نے نظروں سے پوشیدہ رہنے کی کوئی خاص ہی ترکیب دریافت کر لی ہے۔

۷

اب آخری صورت ایک تھی۔ یعنی اس سوال کے حل کرنے کو پھر آسیڈور بارٹلٹ کی ہی مدد حاصل کی جائے۔ آج تک اس اندھیرے راز کے جتنے پہلو حل کئے گئے۔ وہ سب اسی نے کئے تھے۔ اسی کی موجودگی میں یہ تاریکی ذرا کم ہوتی نظر آتی تھی۔ اس کے چلے جانے پر وہی اسرار کے بادل پھر چھا جاتے تھے۔

ہر شخص پوچھتا تھا۔ آخر کس لئے وہ اس تحقیقات کو ادھورا چھوڑ کر چلا گیا؟ اور باتیں معلوم کر لینے کے بعد اس آخری منزل یعنی لوپن کی گرفتاری میں یقیناً اسے کوئی دشواری پیش نہ آسکتی تھی۔

یہی سوال تھا جو اخبار گرینڈ جرنل کے نامہ نگار نے ایک دن خود بارٹلٹ سے پوچھا۔ کالج میں نامہ نگاروں کا داخلہ بند تھا۔ مگر اخبار والے ایک ہی عیار ہوتے ہیں۔ وہ بارٹلٹ کے باپ کے دوست برناڈ کا نام اختیار کر کے جا پہنچا۔

آسیڈور کا جواب دندان شکن تھا۔

"میرے دوست" اس نے کہا۔ "اب تک میں نے جو کچھ اس معاملہ میں کیا ہے۔ وہ محض تجربہ اور تفریح کے لئے تھا۔ مگر تفریح ہمیشہ ایک حد تک ہونی چاہیئے۔ اور پھر ایک طالب علم کے ذمہ تو جاسوسی کی دوڑ دھوپ کے علاوہ کئی کام اور ہوتے ہیں۔ مثلاً سالانہ امتحان پاس کرنا۔ ہمارا امتحان جولائی میں ہوگا۔ اور اب مئی ہے۔ آپ ہی کہئے۔ میرے لئے تیاری کا کتنا

کم وقت رہ گیا ہے میں اگر فیل ہو گیا۔ تو والد کیا کہیں گے؟"

"سچ ہے" نامہ نگار نے تسلیم کیا۔ "مگر اس کے ساتھ اس شہرت کا بھی تو خیال کیجیے۔ جو آرسین لوپن کی گرفتاری سے آپ کو حاصل ہو گی۔ اس کامیابی کو سن کر آپ کے والد کیا کہیں گے"

"اوہ۔ مگر ہر کام کے لئے وقت ہونا چاہیئے۔ ہاں اگلی چھٹیوں میں۔۔۔"

"کیا دٹ سن ٹانڈ کی تعطیلوں کا ذکر کرتے ہو؟"

"ہاں۔ ۶ جون شنبہ کو صبح کی گاڑی سے وہاں جاؤں گا۔۔۔"

"اور شام تک لوپن گرفتار ہو جائے گا۔ کیوں؟" نامہ نگار نے قدرے طنز سے پوچھا "کیا اتوار تک مہلت نہیں دو گے؟" بارلٹ نے ہنس کر کہا۔

"کیوں؟ دیر کس لئے؟" اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ اور پھر وہ بھی ہنسنے لگا۔

مگر لوپن کی گرفتاری کے متعلق بارلٹ کا دعوے صحیح ہو یا غلط۔ اس میں شک نہیں۔ خلقت اس کا لوہا مان چکی تھی۔ ایک عجیب و ناقابل فہم مگر زبردست اعتماد بارلٹ کے متعلق لوگوں کے دلوں میں جاگزین تھا۔ یعنی وہ سمجھتے تھے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہو سکتا بارلٹ کی گذشتہ کامیابیوں نے ان کو کچھ اس درجہ متاثر کر دیا تھا کہ اعجاز و غیب دانی تک کو اس سے منسوب کرنے لگے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب ۶ جون کا ذکر دیکھا یکھی سب اخباروں میں چھپا تو خلقت اس تاریخ کا بے چینی سے انتظار کرنے لگی۔ کوئی پرچہ نہ تھا۔ جس نے ۶ جون کے امکانات پر خامہ فرسائی نہ کی ہو۔ اور کوئی بشر نہ تھا جسے اس کا انتظار نہ ہو۔ ہر شخص کہہ رہا تھا۔ ۶ کی صبح کو آسیدور بارلٹ ڈیپ جائے گا۔ اور اسی دن شام تک لوپن گرفتار ہو جائے گا جدھر دیکھو یہی چرچے ہو رہے تھے۔

"بشرطیکہ ۶ جون تک لوپن فرار نہ ہو گیا۔" ایک فریق کہتا تھا۔

"جی بس رہنے دو۔ اب اس کا فرار ناممکن ہو گا اتنا سخت ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔"

"اور ۶ جون تک لوپن زخموں سے نڈھال ہو کر مر گیا!" مگر یہ خیال ان لوگوں کا تھا جو لوپن کے مداح تھے۔ اور اس کی موت کو گرفتاری پر ترجیح دیتے تھے۔

جس پر دوسرا فریق فوراً جواب دیتا۔

"واہ۔ ناممکن ہے۔ لوپن اگر مر گیا تو اس کے ساتھی کیا انتقام لئے بنا رہیں گے؟ یا پھر خود ہارلٹ نے صاحب مجسٹریٹ کو اس بارہ میں خبردار کیا تھا۔"

غرض یہ بحث عام خلقت میں چھڑی ہوئی تھی۔ کہ جون کی ۶ تاریخ آ گئی۔ سربرآوردہ اخباروں کے چھ نامہ نگار اس دن پیرس کے ریلوے سٹیشن گیر سینٹ لزیر پر آسیڈور کے منتظر تھے۔ اور وہ تو اس کے ساتھ ڈیپ جانے کو تیار ہو گئے۔ مگر اس نے بڑی دقت سے انہیں روکا۔ اور آخر تنہا اس سفر پر روانہ ہوا۔

ریل میں خالی ڈبہ مل گیا تھا۔ امتحان کی تیاری میں کئی راتیں جاگتے رہنے سے طبیعت چونکہ مضمحل تھی۔ اس لئے لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ رستہ کا حال اتنا ہی یاد ہے کہ ٹرین کئی سٹیشنوں پر ٹھیری۔ اور کئی آدمی اس سے اترے اور سوار ہوئے۔ بیدار ہوا تو گاڑی قصبہ رواں کے پاس پہنچ چکی تھی۔

وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا۔ ڈبہ اب بھی خالی تھا۔ مگر سامنے والی نشست کے پیٹھ والے گدے پر۔ یعنی آسیڈور ہارلٹ کے عین بالمقابل سپید کاغذ کا ایک تختہ پن سے ٹانکا ہوا نظر آیا۔ اٹھ کر دیکھا تو کاغذ پر موٹے حرفوں میں یہ عبارت درج تھی۔

"دانا وہ ہے جو کام سے کام رکھے۔ تم بھی اگر نادان نہیں ہو تو اس قول پر عمل کرو۔ ورنہ سوچ لو بے جا دخلت کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔"

"واہ! خوب!" آسیڈور نے خوشی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا "معلوم ہوتا ہے۔ دشمن ابھی سے گھبرا گیا۔ مگر دھمکی اتنی ہی لغو اور فضول ہے۔ جیسے اس مصنوعی گاٹیان کی تھی۔ جو اس نے میڈموائسل ڈی سینٹ ویراں کو دی تھی۔ اس طرح کی سوقیانہ تحریر لوپن کی نہیں ہو سکتی۔"

۸

ٹرین اس لمبی سرنگ میں داخل ہو چکی تھی - جو اس قدیم نارمن شہر کے مضافات میں واقع ہے سٹیشن پر پہنچکر آسیڈور چہل قدمی کرنے پلیٹ فارم پر اترا - گاڑی کے پاس دو چار پھیرے کر کے وہ دوبارہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ اس کی نظر بک سٹال پر لگے ہوئے ایک اخبار کے پوسٹر پر جا پڑی - اس نے دوڑ کر جرنل ڈاردان کا پرچہ خریدا - اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر پہلے صفحہ پر یہ خبر پڑھی:

تازہ ترین خبر

ڈیپ سے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل رات چوروں کی ایک جماعت نے شاتو ڈامبسرولیسی میں داخل ہو کر میڈموازل ڈ جیسورس کے ہاتھ پیر باندھ دیے - اور منہ میں کپڑا اٹھونسنے کے بعد میڈموازل ڈی ‘ بینٹ ویراں کو اٹھا کر لے گئے - مکان سے قریباً پانسو گز کے فاصلہ پر خون کے داغ دیکھے گئے - اور وہیں ایک خون آلودہ رومال ملا - اندیشہ ہے بدمعاشوں نے اس نوجوان لیڈی کو باہر لے جا کر قتل کر دیا -

اس خبر کو آسیڈور باٹرلٹ نے ناقابل بیان حیرت و خوف کے ساتھ پڑھا - پھر اخبار کو ایک طرف ڈال کر گھٹنوں پر کہنیاں ٹیکے دونوں ہاتھوں سے سر تھامے چپ چاپ بیٹھا رہا - اسی محویت میں باقی سفر طے ہوا -

ڈیپ سے گھوڑا گاڑی پر بیٹھکر امبرومیسی گیا - تو دروازہ پر صاحب مجسٹریٹ ملے جنہوں نے اس ہولناک خبر کی تصدیق کی -

"کیا ان کے سوا کچھ اور حالات بھی معلوم ہوئے ؟" آسیڈور نے ان سے پوچھا -

"نہیں - اس کے علاوہ میں خود ابھی آیا ہوں -"

اس وقت سارجنٹ سامنے سے آتا ہوا نظر آیا - اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک میلا اور تہ کیا ہوا ٹکڑا تھا - جس کی نسبت معلوم ہوا وہیں ملا ہے جہاں رومال پایا گیا تھا -

ایم - فلیول نے اسے ایک نظر دیکھا - پھر یہ کہتے ہوئے باٹرلٹ کو دے دیا -

اُس سے تحقیقات میں کیا مدد ملے گی۔"

آسیڈور نے کاغذ ہاتھ میں لیکر دو تین بار الٹا۔ چند اعداد۔ کچھ نقطے اور بعض متفرق نشان اس پر درج تھے صحیح نقشہ یوں تھا۔

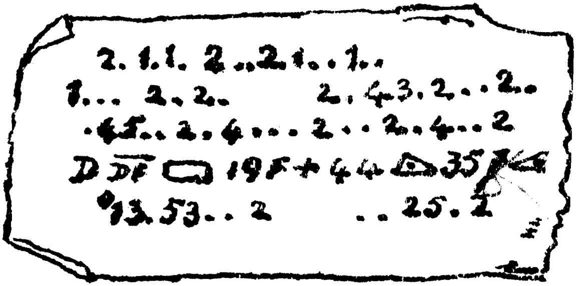

باب ۳

لاش

۱

شام کے چھ بجے صاحب مجسٹریٹ ایم فلیول اپنے محرر ایم بریڈ کے ساتھ پھاٹک پر کھڑے ہوئے اس گاڑی کا انتظار کر رہے تھے جس پر سوار ہوکر انہیں ڈیپ جانا تھا۔ ان کے بشرہ سے فکر و اضطراب کی علامات نمودار تھیں۔

دوبار انہوں نے محرر سے پوچھا۔

"تم نے اس لڑکے بابڑلٹ کو نہیں دیکھا؟"

"جی نہیں"

"آخر کہاں گیا ہوگا۔ سویرے سے اب تک پھر نظر نہیں آیا۔"

دفعتاً کچھ سوچکر اپنا دستی بیگ ایم۔ بریڈو کو دیا اور دوڑتے ہوئے کھنڈروں کی طرف گئے۔ کیا دیکھتے ہیں صنوبر کی چھاؤں میں ہری ہری گھاس پر آسیڈور بارٹلٹ سر کو ایک ہاتھ کا سہارا دیے اوندھا پڑا ہے۔ اس نے چاپ سُن کر آنکھیں کھول دیں۔

"اررر! آپ کیا اس جگہ لیٹے ہوئے اونگھ رہے ہیں؟" صاحب مجسٹریٹ نے متعجبانہ پوچھا

"جی نہیں۔ میں ذرا غور کر رہا ہوں۔"

"کیا صبح سے اب تک غور ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے؟"

"ہاں"

"تو پھر کامیابی موہوم۔ بندہ خدا محض غور کرنے سے کیا ہوگا؟ لازم تھا پہلے سب حالات معلوم کرتے۔ نشان دیکھتے۔ سراغ تلاش کرتے۔ اس کے بعد جب حالات تحقیق ہو جاتے۔ تو غور کرنے کی باری آتی۔"

"جی بے شک عام طریقہ یہی ہے۔ مگر میں ایسا نہیں کرتا۔ میرا عمل اس سے مختلف ہے۔ میں پہلے واردات کی حالت پر غور کرتا ہوں۔ پھر اس کے اسباب و علل قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ ہو گیا تو پھر واقعات کو ان اسباب کی روشنی میں دیکھنے سے معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔"

"یہ تو کوئی بالکل ہی انوکھا طریقہ ہے۔ جو تم بیان کر رہے ہو۔"

"انوکھا شاید ہو۔ لیکن نتیجہ کے لحاظ سے یقینی ہے۔"

"بس بس رہنے دو۔ واقعات آخر واقعات ہیں۔"

"محض عام حالات میں۔ لیکن جب دشمن عیار ہو۔ تو یہی واقعات گمراہ کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ ان سراغوں کو ہی دیکھئے۔ جن کی بنا پر آپ تحقیقات کر رہے ہیں۔ کیا وہ سب خود دشمن کے مہیا کئے ہوئے نہیں؟ معاف کیجئے آرسین لوپن کا مقابلہ ان معمولی طریقوں سے نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے ہمیشہ ناکامی اور پریشانی ہوتی ہے۔ شرلک ہومز ایسے استاد اس کے چکموں

سے نہ بچ سکے۔"

"مگر آرسین لوپن تو اب مر چکا۔"

"اس سے کیا؟ اس کے شاگرد تو موجود ہیں۔ وہ ان باتوں کے کیا کم ماہر ہوں گے۔"

ایم فلیول نے اسٹیڈور کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا "الفاظ۔ میرے دوست خالی الفاظ۔ جن سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت عمل کی ہے۔ اور عجلت کی۔ دراصل ہمارا دوست گینیمارڈ چند در چند مصروفیتوں کی وجہ سے کچھ روز اس معاملہ پر توجہ نہیں دے سکتا۔ ادھر کونٹ نے شرلک ہومز کے نام لندن تار بھیجا تھا جس کے جواب میں اس نامی سراغرساں نے لکھا ہے کہ میں غالباً اگلے ہفتہ آسکوں گا۔ مجھ سے پوچھو تو یہ خدا داد مہلت تمہارے لئے بالغنیمت ہے۔ غور کرو اس وقت تمہاری شہرت کا کیا عالم ہوگا جب ان دو مشاہیر سے مل کر یہ کہہ دو گے۔ صاحبو۔ آپ کو جو تکلیف ہوئی ہے۔ اس کا افسوس ہے۔ مگر چونکہ ہم اس معاملہ میں زیادہ انتظار نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے کام آپ کے آنے سے پہلے ہی کر لیا گیا ہے۔"

ایم فلیول کے ان لفظوں سے انتہائی بے بسی کا اظہار ہوتا تھا۔ باٹرلٹ ان کا عندیہ سمجھ گیا۔ مگر اس نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے بھولا پن ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"افسوس ہے میں آج آپ کی تحقیقات میں شامل نہ ہو سکا۔ بہرحال اس میں کوئی نئی بات ظاہر ہوئی ہو تو فرمائیے۔"

"بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ رات گیارہ بجے کے قریب ان تین سپاہیوں کے نام جنہیں جنٹ نے کویلین نے مکان کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ایک خط موصول ہوا۔ جو بظاہر جنٹ کا لکھا ہوا تھا۔ اور اس میں ان تینوں کو ایک ضروری کام کے لئے دلی بلایا تھا۔ جو ان کا صدر مقام ہے۔ اطلاع ملتے ہی یہ لوگ گھوڑوں پر روانہ ہو گئے۔ مگر وہاں پہنچے تو معلوم ہوا..."

"کہ رقعہ جعلی تھا۔ کیوں؟"

واقعی جعلی تھا۔ ناچار سارجنٹ کو ہیلن کے ساتھ ایمروڈیسی واپس آئے۔ مگر جانے آنے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ اور اتنے ہی میں واردات ہوگئی۔"

"مہربانی سے اس کے حالات بھی جو معلوم ہوں کہہ دیجئے۔"

"اس کے حالات بالکل مختصر ہیں" صاحب مجسٹریٹ نے جواب دیا۔ "مجرم ایک چوبی زینہ پاس ہی کاشتکار کے گھر سے اٹھا لائے۔ اسے دو منزلہ پر لگا کر ایک شیشہ کاٹا۔ اور کھڑکی کھول دی۔ دو آدمی اندھی لالٹین لئے سوزین کے کمرہ میں گئے۔ اور اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی۔ منہ میں کپڑا ٹھونس کر ہاتھ پیر باندھ دیئے۔ پاس والے کمرہ میں میڈموازل ڈی سینٹ ویران پڑی سوتی تھی۔ سوزین کہتی ہے۔ میں نے اس کے کمرہ سے ایک مدھم کراہٹ سنی پھر جدوجہد کی آوازیں آئیں۔ اس کے ایک لمحہ بعد دیکھا تو دو آدمی ریمنڈ کے ہاتھ پیر باندھے منہ بند کئے ہاتھوں پر اٹھائے لئے جاتے تھے۔ وہ اس کے سامنے ہو کر گذرے۔ اور پھر اوجھل ہوگئے۔ اس کے بعد سوزین شدت خوف سے بیہوش ہوگئی۔"

"سپاہی تو خیر اس جعلی خط کے دھوکے میں آگئے تھے۔ لیکن گھر میں کتے موجود ہوں گے میں نے سنا تھا۔ ایم ڈی جیورس نے دو تند آور کتے پال رکھے ہیں۔"

"کتے بے شک تھے۔ مگر صبح کو وہ بھی مردہ پائے گئے۔"

"مردہ؟"

"ہاں۔ کسی نے ان کو زہر کھلا دیا تھا۔"

"حیرت ہے۔ آخر کس نے زہر دے دیا ہوگا۔ اس کے لئے ان کے پاس جانا بھی ضروری تھا"

"یہ ایک راز ہے جو اب تک حل نہیں ہوا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دو نو بدمعاش میڈموازل ڈی سینٹ ویران کو لئے ہوئے بلا مزاحمت کھنڈروں کے پاس ہو کر نکلے۔ اور اسی چھوٹے پھاٹک کی راہ سے چلے گئے جس کا ذکر اس مقدمہ میں کئی بار آچکا ہے۔ اس کے آگے یہ لوگ جنگل کی راہ سے بیکار کانوں کے پاس ہوتے ہوئے گذر گئے۔ اور کوئی نشان نہیں

کے فاصلہ پر ایک چھتنارے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر جس کو بلوط اعظم کہتے ہیں۔۔ بیچاری کا کام تمام کر دیا۔"

"مگر ٹھہرئیے" بارٹ نے جلدی سے کہا "وہ اگر میڈموازل ڈی سینٹ دیراں کو ہلاک کرنا ہی چاہتے تو بڑی آسانی سے اس کے کمرہ میں کر دیتے۔ درخت تک لے جانے کی کیا حاجت تھی؟"

"میں نہیں جانتا وہ کس مصلحت سے اس کو لے گئے۔ اور کیوں انہوں نے اتنی دور لے جا کر قتل کیا۔ ممکن ہے پہلے ان کا ارادہ اس کو ہلاک کرنے کا نہ ہو۔ اور یہ خیال بعد میں کسی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ مثلاً اس لئے کہ لڑکی نے رستہ میں اپنے بند کھول لئے ہوں۔ اور فرار ہونا چاہتی ہو۔ اس پر ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا ہو۔ خیال یہ ہے کہ وہ خون آلودہ رومال جو موقعہ پر پڑا ہوا ملا۔ وہی تھا جس سے انہوں نے اس کی مشکیں کسی تھیں۔ مگر کچھ ہو۔ اس میں شک نہیں۔ وار اس شاہ بلوط کے نیچے ہی کیا گیا تھا۔ میں نے اس کا پورا ثبوت حاصل کر لیا ہے۔۔۔"

"اور لاش۔۔۔؟"

"لاش افسوس ہے نہیں ملی۔ مگر اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ مجرموں کا کھوج ورنگ ڈلی کے گرجے تک صاف ملتا ہے اور گرجا کا قبرستان سمندر کے کنارے ایک نیچے بادہ پر واقع ہے۔ اس کے نیچے تین سو فٹ کی گہرائی پر سمندر بہتا ہے۔ لاش غالباً اس قبرستان میں کھڑے ہو کر پانی میں پھینک دی گئی ہو گی۔ اور شاید ایک دو روز تک بہ کر کنارے پر آ لگے گی۔"

"واقعی۔ دیکھئے تو کتنی واضح اور صاف تشریح ہے۔"

"بالکل واضح اور صاف مجھے اس کی تحقیقات میں ذرا بھی دقت تو پیش نہیں آئی۔ گمان یہ ہے کہ لوپن جب گولی کے زخم سے مرا تو اس کے شاگردوں نے خبر پاتے ہی [illegible]

ڈی سینٹ ویراں سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ دھمکی وہ پہلے ہی دے چکے تھے۔ اب اسے پورا کر کے دکھا دیا۔ سارے واقعات مسلسل اور مربوط ہیں۔ البتہ ... "

"ہاں۔ البتہ؟ ..."

"ایک سوال مجھے اب تک پریشان کر رہا ہے۔"

"کیا؟"

"مرنے کے بعد لوپن کا کیا ہوا؟ عین ممکن اس کے ساتھی جب ریمنڈ کو پکڑنے آئے تو اس کی لاش بھی اٹھا کر لے گئے ہوں۔ مگر اس کا ثبوت افسوس کچھ نہیں۔ اس کا کھنڈروں میں چھپنا۔ کئی روز تک ان میں پناہ گیر رہنا۔ پھر اس کی موت اور لاش کا ان کھنڈروں سے نکالا جانا۔ یہ سارے واقعات صحیح تو ہیں۔ مگر ان کا ثبوت ہمارے پاس کچھ نہیں۔ اور اب میڈموازل ریمنڈ کا قتل بھی ان معاملوں پر کچھ روشنی نہیں ڈال سکا۔ الٹا اس سے یہ عقدے اور لاینحل ہو گئے۔ آخر ان عجیب و پراسرار واقعات کا جو کچھ عرصہ سے شاٹو ڈمبرویلیس میں پیش آرہے ہیں، کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ میرے دوست اس معمے کو جتنا جلد ممکن ہو حل کرو۔ ورنہ اور لوگ بازی لے جائیں گے۔"

"آپ کی رائے میں وہ اور لوگ کب یہاں آئیں گے؟"

"بدھ کو ... یا شاید منگل ہی کو آجائیں۔"

بازلے تھوڑی دیر چپ رہا۔ معلوم ہوتا تھا دل ہی دل میں کچھ حساب کر رہا ہے۔ "دیکھئے موسیو" آخر کار اس نے جواب دیا۔ "آج شنبہ ہے۔ پرسوں شام کالج میں میری واپسی ہو گی۔ البتہ اس روز آپ اگر دن کے دس بجے یہیں مل سکیں۔ تو یقین ہے میں اس معمے کا حل آپ کو پیش کر سکوں۔"

صاحب مجسٹریٹ کی آنکھیں فرطِ حیرت سے کھل گئیں۔

"کیا سچ؟ ... مذاق تو نہیں کرتے؟"

جہاں واٹ اور [illegible] کے درمیان ایک چوڑی پگ ڈنڈی شاہراہ کو قطع کرتی ہوئی لامبلی راٹے کے جنگلوں کی طرف جاتی ہے۔

شام کے چھ بجے اس نے ماسٹر وٹیل کا کھوج ایک شراب خانہ میں لگا لیا۔ یہ شخص عام ناس باشندوں کی طرح بڑا چوکنا اور عیار تھا۔ ہر ایک اجنبی کو شک کی نظروں سے دیکھتا۔ مگر سونے کی چھنکار یا عمدہ شراب کی بوتل سے نرم بھی فوراً ہو جاتا تھا۔

"جی بے شک یاد ہے۔" اس نے ہاٹ لٹ کے سوال پر کہا "موٹر کار والوں نے مجھ سے پانچ بجے سویرے اسی چوراہے پر ملنے کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے چار بڑی بڑی چیزیں موٹر سے اتار کر میرے چھکڑے پر لادیں۔ ایک آدمی میرے ساتھ گیا اور ہم نے گھاٹ پر پہنچ کر ان کو ایک بجرے پر لاد دیا۔"

"تم کیا ان لوگوں کو پہلے سے جانتے تھے؟"

"جی ہاں۔ اس سے پیشتر پانچ بار میری گاڑی کرایہ پر لے چکے تھے۔ اب یہ چھٹا موقعہ تھا۔۔"

آسیڈر چونک گیا۔

"چھٹا! کب سے؟"

"جی بس چھ دن سے۔ وہ لوگ چھ دن سے ہر روز کچھ نہ کچھ چیز میری گاڑی پر لاد کر لے جاتے تھے۔ گو اس دن کا مال پہلے کی نسبت مختلف تھا۔ پہلے وہ پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑے کچھ چھوٹے اور لمبوترے ردی اخباروں میں لپٹے ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ لے جاتے تھے۔ میرے لئے حکم تھا کسی حال میں ان کو نہیں چھونا۔۔۔ کیوں پر۔ آپ کا چہرہ زرد کیوں ہے؟"

"کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔۔۔ کمرہ میں گرمی معلوم ہوتی ہے۔"

آسیڈر لڑکھڑاتا ہوا باہر نکلا۔ اس تازہ دریافت کی خوشی نے دماغ میں چکا چوند پیدا کر دی تھی۔ وہاں سے سیدھا ڈننگ ولی پہنچا۔ اور وہ رات وہیں بسر کی۔ صبح ایک گھنٹہ میئر کے دفتر میں سکول ماسٹر کے پاس گذرا۔ پھر شاٹو واپس آگیا۔

معلوم ہوا ایک خط کونٹ ڈی جیبورس کی معرفت اس کے نام آیا ہوا رکھا ہے۔ پڑھا تو اس میں فقط دو فقرے درج تھے۔

"دوسری اطلاع۔ زبان کو روکو ورنہ..."

آسپڈور نے رقعہ جیب میں رکھ لیا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔

"اب لازم ہو گیا کہ میں بھی اپنی حفاظت کا سامان کروں۔ نہیں تو واقعی وہ لوگ..."

---

۹ بج گئے تھے۔

آسپڈور ٹہلتا ہوا کھنڈروں کے پاس گیا۔ اور وہیں سبزہ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔

"کیوں دوست۔ نتیجہ کچھ اطمینان بخش نکلا؟"

یہ ایم۔ فلیول کی آواز تھی۔ اس نے جھٹ آنکھیں کھول لیں۔

"جی۔ مسرت افزا"

"جس کا مطلب...؟"

"یہ ہے کہ میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ گو دیکھیے وہ لوگ..."

اس نے تہدیدی رقعہ صاحب مجسٹریٹ کو پیش کیا۔

"آہ!" صاحب موصوف نے پڑھ کر حقارت سے کہا۔ "ایسی تحریریں کیا اہمیت رکھ سکتی ہیں۔ یقیناً اس کی وجہ سے تم...؟"

"جی نہیں۔ اس کی وجہ سے میں انکشاف راز میں تامل نہ کروں گا۔ وعدہ جو آپ سے کر چکا ہوں۔ ضرور پورا ہو گا۔ چنانچہ دس منٹ تک میں اس راز کا ایک حصہ آپ سے بیان کروں گا۔"

"صرف ایک؟"

"اس لئے کہ لوپن کی ہمارے کمین کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی تحقیق طلب باقی ہیں۔ خیر دیکھتے جائیے۔"

ییم بارٹلٹ" صاحب مجسٹریٹ نے لہجہ توصیف میں کہا "اب تم جو کچھ کہو میرے لئے باعث حیرت نہیں۔ پھر بھی میں کیا پوچھ سکتا ہوں یہ باتیں تم نے کیسے معلوم کیں؟"

"نہایت آسانی سے۔ اس خط میں جو بڈھے ہارنگٹن نے ایم۔ ایمٹن ڈی وارٹے یعنی اسٹیبن لوپن کے نام لکھا تھا..."

"کیا اس میں جو کچھ بیان ڈ نے حاصل کیا تھا؟"

"جی ہاں۔ اس میں ایک فقرہ ایسا تھا جس کا مطلب دیر تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ تصویروں کا ذکر کرنے کے بعد اس نے لکھا تھا۔ باقی بھی اگر مل جائیں تو بے شک روانہ کر دیجئے مگر مجھے اس کا شک ہے۔"

"یاد آگیا۔ یہ فقرہ واقعی اس خط میں درج تھا۔ پھر؟"

"پھر یہ کہ لفظ باقی کا کیا مطلب تھا؟ کوئی جوہر؟ کوئی مجسمہ؟... آپ کو معلوم ہے۔ کونٹ کے پاس تصویروں یا پردوں کے سوا کوئی نادرات موجود نہیں۔ پھر کیا زیور مراد تھی؟ نہیں۔ کیونکہ وہ بھی کچھ ایسے قیمتی نہیں ہیں۔ تو آخر کیا شے تھی جسے حاصل کرنے کا لوپن وعدہ کر چکا تھا۔ مگر جس کے متعلق ہارنگٹن کو اس کی کامیابی پر شک تھا کام واقعی مشکل ہوگا۔ گو اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ لوپن نے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہوگا۔"

"شاید نہ کیا ہو۔ مگر جب تصویروں کے سوا کوئی چیز گم نہیں ہوئی۔ تو اس کی ناکامی ظاہر ہے۔"

"معاف کیجئے میرا یہ خیال نہیں۔"

"تو کیا تمہاری رائے میں...؟"

"کوئی چیز ضرور گم ہوئی ہے۔"

"بے شک بے شک ریونبز کی بنی ہوئی چار تصویریں..."

"جی نہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی۔ کوئی ایسی چیز جس کا اصل چرا لے گئے۔ اور نقل

چھوڑ گئے۔ کسی غیر معمولی اور نادر چیز جو ان تصویروں سے بڑھ کر قیمتی تھی"۔

صاحب مجسٹریٹ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"آخر وہ کیا چیز ہو گی۔ بھئی تم تو پہیلیاں بجھواتے ہو"

اس طرح باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں کھنڈروں سے گذر کر گرجا کے پاس پہنچ گئے تھے۔ دفعتاً پارلیٹ ٹھہر گیا۔

"آہ۔ آپ اب تک نہیں سمجھے"

"میں قطعاً نہیں سمجھا۔"

"بتا دوں؟"

"ہاں ہاں بتاؤ کیوں نہیں؟"

"تو دیکھئے۔"

پارلیٹ کے ہاتھ میں مضبوط گرہ دار چھڑی تھی۔ دفعتاً اٹھا کر اس نے زور سے ایک بت پر دے ماری۔ جو اوروں کے ساتھ گرجا کے دروازہ پر رکھا ہوا تھا۔ چھڑی لگنے سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا۔

"ارے۔ پاگل ہو گیا۔" ایم فنیول نے حالت جوش میں کبھی ٹوٹے ہوئے بت اور کبھی پارلیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ایسا عمدہ اور قیمتی بت تم نے۔۔۔"

"عمدہ بے شک۔ مگر قیمتی نہیں۔" اور آسپیڈور نے اپنی مضبوط چھڑی سے کنواری مریم کا ایک اور چھوٹا سا مجسمہ توڑ ڈالا۔

ایم فنیول کے شبہات بہت کچھ زائل ہو گئے۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ پارلیٹ کا دماغ چل گیا ہے۔

دونوں ہاتھوں سے اس کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ اگر تم اب بھی باز نہ آئے۔۔۔"

مگر جواب میں بارلٹ نے دو بت اور توڑ دیئے۔

"خبردار اب جو ہلے تو فیر کر دوں گا۔"

مڑ کر دیکھا تو ایم ڈی جیورس پستول ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔

انہیں دیکھ کر بارلٹ نے زور کا قہقہہ لگایا۔

"دیکھیے۔ مسٹر جیورس۔ یہ بے کار کھلونے اسی قابل ہیں کہ سب کو فیر کر کے اڑا دیا جائے۔"

اور الفاظ کو عمل کی صورت دیتے ہوئے اس نے سینٹ جان کی مورت توڑ دی۔

کونٹ ڈی جیورس کا ہاتھ فرطِ جوش سے کانپ رہا تھا۔

"رہ جا۔ چور۔ بدمعاش!" انہوں نے کڑک کر کہا۔ "ان بیش قیمت بتوں کو توڑ کر تو نے لاکھوں کا نقصان کر دیا۔"

"نہ گھبرایئے" بارلٹ نے اطمینان سے جواب دیا۔ "یہ بناوٹ اس لائق نہ تھی۔ کہ قائم رکھی جاتی۔"

ایم فلیول کے لیے سخت مشکل کا سامنا تھا کبھی کونٹ کی طرف مڑتے۔ کبھی بارلٹ کی طرف۔ دونوں ہاتھوں سے کونٹ کا پستول چھینتے ہوئے انہوں نے بارلٹ سے مضطربانہ کہا۔

"کیا! کیا! بناوٹ کیسی؟"

"یہ بت جو اس جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ اصلی نہیں۔ کاغذ کی گندی اور مٹی کے بنے ہوئے مصنوعی ہیں۔"

"کیا کہتے ہو!... یہ کیونکر ممکن ہے؟"

"غور سے دیکھیے۔ تصدیق ہو جائے گی۔"

کونٹ نے جھک کر ایک ٹکڑا اٹھایا۔

"ملاحظہ فرمائیے" بارلٹ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کیا میں غلط کہتا ہوں؟

کیا یہ معمولی پلاسٹر نہیں ہے جس پر سرسری دیکھنے سے پتھر کا گمان ہوتا ہے ... بس یہ نادرات تھے جو گذشتہ چند دنوں سے اس گرجا میں سجے ہوئے ہیں۔ اصلی بتوں کی معمولی نقل جو ان تصویروں کی طرح ایم۔ چارنپاؤ نے تیار کی" پھر ایم فلیول کی طرف دیکھتے ہوئے "اب کہئے آپ کیا خیال فرماتے ہیں؟ یہ کتنی کامیاب بناوٹ ہے کہ موسیو کونٹ تک دھوکا کھا گئے۔ سنئے حضرات جس قدر نادرات اس گرجا میں تھے۔ ایک ایک کرکے وہ سارے غائب ہو گئے۔ جتنے قدیم بت اس میں رکھے ہوئے تھے۔ بتدریج چرا لئے گئے۔ اور ان کے قائم مقام یہ پلاسٹر کے بنے ہوئے مجسمے ہیں... خیال فرمائیے۔ گرجا کی چوری... سارے گرجا کی! کتنی بڑی عیاری ہے!

"اوہ۔ اوہ۔ ایم بارٹلٹ شاید آپ جوش میں ایسی باتیں کہہ رہے ہیں۔"

"جی نہیں۔ میں نقد سچے خیالات ظاہر کرتا ہوں۔ اور ایسا کرتے ہوئے میری طرف سے کچھ جوش ظاہر بھی ہو۔ تو قابل معافی ہے۔ کیونکہ ہر بات جو غیر معمولی ہو تعریف کی مستحق سمجھنی چاہیئے لوپن بے شک مجرم ہے مگر انصافاً کہئے۔ یہ تخیل۔ اتنا بلند ارادہ۔ ایسی عظیم الشان تدبیر کیا پیشتر آپ نے جرم کی دنیا میں دیکھی ہیں؟"

"افسوس بے چارہ مر گیا" ایم فلیول نے ملنز سے کہا۔ "ورنہ کوئی دن جاتا ہے۔ ناٹرڈیم[ے] کے کلس پر بھی ہاتھ صاف کرتا"

آسپنڈر نے شانوں کو حرکت دی۔

"موسیو آپ ہنستے ہیں۔ مگر ہنسی کی بات نہیں۔ آرسین لوپن مر کر بھی آپ کو پریشان کر سکتا ہے"

"ممکن ہے۔ ممکن ہے۔" صاحب مجسٹریٹ نے کھسیانا ہو کر کہا۔ "مگر میرا اس وقت کا جوش بھی قابل معافی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ عنقریب آپ ہمیں اس کی لاش دکھائیں گے... یعنی بشرطیکہ اس کے شاگرد اٹھا کر نہ لے گئے ہوں"

"اور بشرطیکہ وہ جو ریمنڈ کے فیر سے زخمی ہوا واقعی لوپن ہو" کونٹ ڈی جیسورس نے جواب دیا۔

ے فرانس کا ایک نہایت عالیشان گرجا۔

کو جیب میں رکھ چکے تھے کہا۔

"موسیو کونٹ" بارٹ نے جواب دیا۔ "جو آدمی زخمی ہوا۔ لوپن تھا۔ وہی میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی گولی سے مجروح ہو کر گرا۔ وہی تھا جو اُٹھ کر دوبارہ گر پڑا اور گھسٹتا ہوا کھنڈروں کی طرف گیا۔ جہاں پہنچکر وہ ایک خاص معجزے سے جس کا حال میں عنقریب عرض کروں گا۔ آخری بار اٹھا اور پتھر کی کمین گاہ میں پہنچا۔ جو اس کی قبر ثابت ہوئی تھی۔"

اور یہ کہتے ہوئے بارٹ نے دستی چھڑی سے گرجا کی دہلیز کو ٹھوکا دیا۔

"کیا؟ کیا؟" ایم فلیویل نے پریشان ہو کر پوچھا "اُس کی قبر!۔۔۔ تمہارے ملنے میں اس کے چھپنے کا مقام۔۔۔"

"یہاں تھا۔۔۔ اس جگہ"

"مگر ہم اس جگہ کو اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔"

"جی نہیں۔ بری طرح"

"میں خود اس گرجا کے ہر حصہ سے واقف ہوں" کونٹ ڈی جسوریں نے کہا "میرے خیال میں یہاں کسی کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"جی نہیں۔ ہے! آپ کسی وقت ڈنگ دلی کے میرٹ کے دفتر میں جائیں۔ جہاں امبر ڈیکی کی پرانی خانقاہ کے کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا۔ اس گرجا کا ایک تہ خانہ ہے جو قدیم سے اسی طرح چلا آتا ہے۔"

"بالفرض ہو۔ تو لوپن کو اس کا علم کیسے ہوا؟"

"نہایت آسانی سے۔ گرجا کی چوری کے دوران میں"

"اوہ۔ اوہ۔ ایم بارٹ۔ خدا کے لئے ایسی مبالغہ آرائی نہ کیجئے۔ آخر یہ شخص یہ گرجا چرا کر نہ لے گیا ہوگا۔ دیکھیئے سارے پتھر محفوظ ہیں۔"

"اس لئے کہ بیکار رکھتے۔ آرسین لوپن فقط ان چیزوں کو لے جانا جانتا ہے۔ جو بیش

قیمت ہوں۔ اس گرجا میں جتنے کتبے، سکے اور نشان یا ان کے علاوہ جس قدر قیمتی بت تھے وہ ان کو لے گیا۔ اب فقط گرجا کا ڈھانچہ باقی ہے۔"

"مگر اس سے بہرحال یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کو تہ خانہ کا حال معلوم تھا۔ یہ چیزیں اس نے تہ خانوں سے حاصل نہ کی ہوں گی۔"

اب تک یہ لوگ گرجا کے باہر کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نوکر ایم ڈی جیمس کے حکم سے گرجا کی کنجی لے آیا۔ تینوں دروازہ کھول کر اندر گئے۔ بارلٹ نے ایک نظر چاروں طرف دیکھا پھر کہا۔

"فرشی پتھروں کو بے شک نہ چھیڑا گیا۔ مگر یہ اونچا معبد صریحاً مصنوعی ہے۔ اور چونکہ گرجوں کے تہ خانے عموماً ایسے ہی مقامات کے پاس ہوتے ہیں۔ اس لئے ..."

"کہتے جائیے۔ اس لئے؟ ..."

"میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ لوپن کو یہ معبد از سر نو بنواتے ہوئے تہ خانہ کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔"

کونٹ نے اسی وقت پھاوڑہ منگایا۔ اور بارلٹ نے خود اپنے ہاتھ سے معبد کو کھودنا شروع کیا۔ معلوم ہوا یہ بھی مصنوعی بتوں کی طرح کچے پلستر کا بنا ہوا تھا۔

"بخدا میں اس معمے کے حل کا کس شوق سے منتظر ہوں۔" دفعتاً ایم فیول نے کہا۔

"اور میں بھی۔" بارلٹ نے جس کا چہرہ امید و بیم سے زرد نظر آتا تھا، جواب دیا۔

انہدام کا عمل سرگرمی سے جاری تھا۔ دفعتاً پھاوڑے کی نوک کسی سخت چیز سے ٹکرائی پھر پہلے شگاف پڑنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد ٹوٹے ہوئے معبد کا جو حصہ باقی رہا تھا بصورت گہرائی میں جا گرا۔ بارلٹ پھاوڑے کے دستہ کا سہارا لے کر آگے جھکا۔ اور سرد ہوا کا تیز جھونکا اس کے چہرہ کو مس کرتا ہوا نکل گیا۔ آخر جب گرد و غبار بیٹھ چکا۔ تو بارلٹ نے

دیا سلائی روشن کر کے تہ خانہ کا بطن دیکھا۔

"تو دیکھئے سیڑھیاں ہیں۔ جو اوپر سے نیچے تک برابر چلی جاتی ہیں"

"مگر کچھ بہت گہری تو نہیں ؟"

"جی نہیں۔ فقط تین چار گز۔۔۔ ٹھہریئے کچھ سیڑھیاں ٹوٹی ہوئی ہیں"

"بالفرض لوپن اس تہ خانہ میں چھپا ہو" ایم فلیبول نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اور یہ بھی فرض کر لو کہ اسے تہ خانہ میں دبانے کا کوئی اور راستہ معلوم تھا۔ تو سوال یہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی لاش یہاں موجود ہوگی۔ یا اس کے شاگرد اٹھا کر لے گئے ہوں گے ؟ میرے خیال میں یہ ناممکن ہے۔ ان لوگوں کو میہنڈمونل ڈی سینٹ دیہان کو لے جانے کے کام سے ہی فرصت نہ ملی ہوگی کہ اس طرف متوجہ ہوتے۔۔۔ اس کے علاوہ مردہ لاش بے جان مٹی ہے۔ یہاں رہ گئی تو کیا۔ ساتھ لے گئے تو کیا۔ پس غالباً یہیں ہوگی۔"

اسی وقت نوکر بھیجکر چوبی زینہ منگایا گیا۔ بارلٹ نے پچھلے سرے احتیاط سے تہ خانہ کے فرش پر رکھ دیئے۔ پھر اوپر کے حصہ کو مضبوط تھام کر ایم۔ فلیبول سے کہا۔

"پہلے آپ"

صاحب مجسٹریٹ کبھی تہ خانہ کو دیکھتے تھے۔ کبھی اپنی طرف۔ بظاہر اس اندھیری غار میں اترنے سے ڈرتے تھے۔

آخر جی کڑا کر کے جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لی۔ اور اترنے لگے۔ کونٹ ڈی جسوبس ان کے بعد تھے۔ بارلٹ سب کے آخر میں۔

اس اثنا میں صاحب مجسٹریٹ نچلے ڈنڈے تک پہنچ چکے تھے۔ تاریکی میں ان کی شمع طوفانی بادلوں سے گھرے ہوئے ستارے کی طرح جھلملاتی نظر آتی تھی۔

آدھا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک تیز بدبو آئی۔ اور بارلٹ کی قوت شامہ پر حملہ آور ہوئی۔ تیز اور مکروہ جس کی یاد اکثر مدت دراز تک دماغ میں رہ جاتی ہے۔

دفعتاً اک مرد ہاتھ اس کے شانہ پر آلگا۔

"کیوں۔ کیوں۔ کیا ہوا؟"

"ب۔ بارٹ!" ایم فلیول نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا "ب۔ بارٹ!"

ان کے لئے مارے خوف کے فقرہ پورا کرنا مشکل تھا

"کہئے۔ آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں؟"

"بارٹ ... وہ یہیں ہے!"

"کہاں؟"

"اس پتھر کے نیچے جو اوپر سے ٹوٹ کر گیا تھا۔ میں نے اس کو ہٹایا تو بے خبری میں ہاتھ اس سے جا لگا ... اف! میں عمر بھر نہ بھولوں گا۔"

"کدھر ہے۔ ذرا مجھ کو دکھائیے۔"

"اس طرف ... کیا بو نہیں آتی؟ اور صورت ...!"

ایم فلیول نے شمع آگے کی۔ ایک بے جان لاش واقعی تہ خانہ کے فرش پر پڑی ہوئی تھی مگر اف کس حالت میں ...!

"اوہ!" بارٹ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور نیچے جھک کر دیکھنے لگے۔

ایک نیم برہنہ۔ سکڑی ہوئی خوفناک لاش تھی۔ جلد کی رنگت موم کی طرح سبز۔ کپڑے پھٹے ہوئے ... مگر لاش کا سب سے خوفناک حصہ اس کا سر تھا۔ جو بھاری پتھر کے گرنے سے اتنا کچل گیا۔ کہ صورت پہچاننا مشکل تھا۔

بارٹ نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوڑ کر زینہ کی راہ سے باہر نکل آیا۔

اس کے چند منٹ بعد ایم فلیول تہ خانے سے نکلے تو وہ دونو ہاتھوں سے منہ ڈھانکے ہوئے تھے۔ ان کا رنگ بھی زرد پڑا ہوا تھا۔

ایک ہاتھ مشفقانہ انداز سے بارٹلٹ کے بازو پر رکھتے ہوئے صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔
"دوست ، مبارکباد دیتا ہوں۔ اس تہ خانہ کی دریافت سے دو تین باتوں کی تصدیق ہوگئی۔ ایک یہ کہ جو آدمی میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی گولی سے زخمی ہوا۔ واقعی لوپن تھا دوسرے اس نے اسٹین ڈی واڈرسے کا فرضی نام بھی اختیار کر رکھا تھا۔ کیونکہ اس نام کے ابتدائی حروف ای۔ ڈی کپڑوں پر درج ہیں۔ میرے خیال میں یہ ثبوت ہر طرح کافی ہوگا۔ کیوں؟"
مگر آئیدلو چپ اور بے حرکت تھا۔
تقریر جاری رکھتے ہوئے صاحب مجسٹریٹ نے کہا۔
"موسیو کونٹ نے ڈاکٹر جوبیٹ کو بلوایا ہے۔ وہ آکر لاش کا امتحان کریں گے۔ میری رائے میں موت ایک ہفتہ پہلے واقع ہوئی ہوگی... لاش کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے... مگر کیا بات ہے، تم شاید سنتے نہیں ہو۔"
"جی سن رہا ہوں کہتے جائیے۔"
"جو باتیں میں نے دریافت کی ہیں یقینی ہیں۔ مثلاً..."
وہ اسی انداز سے باتیں کرتے رہے۔ مگر بارٹلٹ چپ تھا۔ اس نے شاید اس تقریر کا ایک لفظ نہ سنا ہوگا۔
اتنے میں ایم ڈی جیوریس ایک نوکر کو ڈاکٹر جوبیٹ کے ہاں بھیجکر واپس آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں دو خط تھے۔ ایک میں لکھا تھا۔ شرلک ہومز جسے لندن سے طلب کیا گیا تھا کل پہنچ جائے گا۔
"واہ! خوب!" ایم فلیول نے خوش ہو کر کہا۔ "تب تک گینیمارڈ بھی فارغ ہو جائے گا۔ اور دونوں مل کر..."
"دوسرا خط آپ کا ہے" کونٹ نے صاحب مجسٹریٹ کو لفافہ پیش کرتے ہوئے کہا۔
ایم فلیول نے خط پڑھا۔ اور چہرہ پر آثار تبسم پیدا ہو گئے۔

"تو صاحب - ایک کامیابی اور ہوئی" انہوں نے خط تہ کر کے کہا۔ "ویسے خبر آئی ہے کہ آج صبح چٹان پر ایک جوان عورت کی لاش مل گئی۔"

آسیڈور چونک گیا۔

"کیا کہا؟ لاش...؟"

"ایک نوجوان عورت کی۔ صورت بگڑی ہوئی اور نا قابل شناخت ہے۔ مگر داہنی کلائی میں ایک تنگ سونے کی چوڑی۔ ویسی ہی جو میڈموازل ڈی سینٹ ویراں پہن کر تی تھی۔ آماس سے دبی ہوئی۔ لیکن صاف۔ یہ اس بات کا حتمی ثبوت ہے کہ لاش اسی بد نصیب لڑکی کی ہوگی غالباً سمندر کے اتار سے ساحل پر آگئی۔ کیوں بامرلٹ؟"

"ہاں... شاید... جو آپ کہتے ہیں صحیح ہوگا۔ اور اس سے میرے بیان کی اور بھی تصدیق ہوتی ہے۔ سارے واقعات بعض حالتوں میں متضاد ہونے کے باوجود مسلسل اور مربوط ہیں۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ میرا قیاس غلط نہ تھا..."

"مگر یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی..."

"تھوڑا تحمل کیجیے۔ سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔ میں نے کیا آپ سے پورا حال بیان کرنے کا وعدہ نہیں کیا؟"

"تاہم میرا خیال ہے..."

"میں آپ کے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ مگر دوبارہ درخواست ہے کہ تھوڑا صبر اور کیجیے اب تک آپ کو وجہ شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ امید ہے آئندہ بھی نہ ہوگی۔ دیکھیے کیسا جانفزا موسم ہے۔ پائپ پیتے ہوئے مکان کے گرد سیر کر آئیے۔ میں بھی امید ہے ۴ بجے واپس آجاؤں گا۔ کالج میں حاضری ضروری ہے۔ لیکن مضائقہ نہیں رات کی ٹرین پر جا سکتا ہوں۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے شاگرد پیشہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے تھے۔ آسیڈور بائیسکل پر

سوار ہوا اور رخصت ہو گیا

ڈیپ میں روزانہ اخبار "ڈجی" کا دفتر تھا۔ باڑلٹ نے وہاں جاکر گذشتہ دو ہفتہ کا فائل دیکھا۔ پھر قصبہ انورمو کی طرف جو چھ سات میل پرے تھا۔ چلا گیا۔ اس جگہ اس نے میئر پادری اور مقامی پولیس کے ایک سپاہی سے کچھ باتیں کیں۔ تین بجے تک ساری تحقیقات مکمل ہو گئی۔

واپس آیا تو خوشی سے سیٹی بجاتا اور بائیسکل کے دونو پیڈل مساوی قوت رفتار کے ساتھ چلا رہا تھا۔ ساحل بحر سے ٹھنڈی نمکین ہوا آتی تھی۔ باڑلٹ نے پھیپھڑے پر کرنے کیلئے بٹن کھول دیئے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب اس مقصد کا خیال آتا جس کے لئے وہ اتنی کوشش کر رہا تھا۔ اور جب آئندہ کامیابی کا تصور آنکھوں میں پھر جاتا۔ تو اس کے منہ سے بے اختیار نعرہ مسرت نکلتا تھا۔

امبر مینسی قریب آگیا۔ اس ڈھال پر اترتے ہوئے جو شاوٹ کی طرف جاتی تھی۔ اس نے بائیسکل کو پوری رفتار سے چھوڑ دیا عظیم الشان درختوں کی دوہری قطار زاویہ حادہ کی طرح ملی ہوئی اس نوجوان بہادر کو آغوش محبت میں لینے کے لئے کھل کر پس پشت پھر سکڑ جاتی تھی۔ دفعتاً اس کے منہ سے چیخ نکلی۔ سریع السیر سائیکل پر بیٹھے ہوئے اس کو ایک مضبوط رسی نظر آئی جو سڑک کے آر پار درختوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھی

انتہائی کوشش کے باوجود سائیکل کی رفتار روکنا مشکل تھا۔ مشین جھٹکا کھا کر گری اور باڑلٹ کئی گز دور سڑک پر جا پڑا۔ ایک طرف کنکر کا ڈھیر تھا۔ وہ تو خیر ہوئی اس سے بچ گیا ورنہ سر پھٹ جاتا۔

پھر بھی چوٹ اس زور کی آئی کہ تھوڑی دیر ہل نہ سکا۔ آخر جب اٹھا تو ہاتھ زخمی گھٹنے چھلے ہوئے۔ اور کپڑے پھٹ گئے تھے۔ اسی حالت میں رسی کھولنے کو درخت کے پاس گیا

کیا دیکھتا ہے ایک پرزہ کاغذ درخت میں کیل سے گڑا ہوا پھڑ پھڑا رہا ہے۔ پڑھا تو یہ لکھا تھا:۔
"تیسری اور آخری تنبیہہ"

شاہ وہیں پہنچ کر اس نے نوکروں سے چند سوالات پوچھے۔ پھر داہنی طرف کے سرے والے کمرہ میں جہاں ایم فلیول بیٹھا کرتے تھے، گیا۔ وہ اپنے محرر کو کچھ بول کر لکھوا رہے تھے۔ بارٹ کو دیکھ کر اسے رخصت کیا، پھر کہنے لگے۔

"اوہ۔ یہ کیا حالت ہے؟ دونوں ہاتھ زخمی کیوں ہو رہے ہیں۔۔؟"

بارٹ کے لبوں پر پھیکا تبسم پیدا ہوا!

"کچھ نہیں، میں ذرا سائیکل سے گر پڑا تھا۔"

"گر پڑے تھے! سائیکل سے؟۔۔"

"جی ہاں میں جب ڈھال سے اتر رہا تھا۔ تو بائیسکل ایک رسی سے اٹک کر گر گیا۔ جو سڑک کے آر پار دو درختوں میں بندھی ہوئی تھی۔ چوٹ تو آئی۔ لیکن خیر اس کا مضائقہ نہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ رسی اس مکان کی ہے۔ پاؤ گمنڈ بیشتر وہ کپڑے خشک کرنے کو یہاں ٹنگی ہوئی تھی۔"

"آہ! کیا کہتے ہو؟"

"سنئے، موسیو۔ ضرور کوئی آدمی اس گھر میں رہ کر میری نقل و حرکت دیکھتا ہے۔ ہماری بے خبری میں وہ سب باتیں سنتا، ساری حرکات دیکھتا ہے، ہر قسم کی تیاریوں کا حال معلوم کر رہا ہے۔۔"

"کیا واقعی ایسا خیال کرتے ہو؟"

"جی خیال نہیں۔ پورا یقین ہے۔ اب یہ فرض آپ کا ہے کہ اس آدمی کا کھوج لگائیں۔ در اصل میں غالباً بہت دشواری نہ ہوگی۔ رہ گیا میرا کام، تو وہ اب پورا ہو چکا۔ میں حسب وعدہ اپنی دیانت بیان کر کے آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ میں نے اس سے بہت کم عرصہ میں سارا حال

معلوم کرلیا ہے جس کی دشمنوں کو امید تھی۔ بہرصورت وہ اپنی طرف سے غافل نہیں ہیں۔ حلقہ مزاحمت بتدریج تنگ ہو رہا ہے۔ خطرہ قریب ہے۔ میں اس کو محسوس کرتا ہوں... "

"بارٹلٹ۔ بارٹلٹ" صاحب مجسٹریٹ نے جلدی سے کہا۔ "یہ آج تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ تو کبھی اتنے پریشان نہ ہوئے تھے۔ ایسے لغو خیالات کو دل سے نکال دو۔"

"لغو!... اچھا دیکھئے معلوم ہو جائے گا۔ لیکن وقت قیمتی ہے۔ اس کو ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔ پہلے ایک چھوٹا سا سوال میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر اس معاملہ کو طے کر کے چھوڑ دیا جائے فرمائیے اس پرزہ کاغذ کی نسبت جو سارجنٹ کوپلین نے میرے روبرو آپ کو دیا تھا۔ آپ نے کسی اور سے ذکر کیا؟"

"اس کاغذ کی نسبت جس پر عجیب قسم کے نشانات اور اعداد تھے؟... بالکل نہیں۔ مگر تم کیا اسے لائق اہمیت سمجھتے ہو؟"

"اتنا کہ آپ صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس میں شک نہیں سردست یہ اک قیاس ہے جس کا ثبوت پیدا نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کی علامات سمجھنے کے لئے وقت درکار ہوگا۔ اس کے باوجود میں چونکہ اس معاملہ کو طے کر دینا چاہتا ہوں..."

اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ ایم فلیبل کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور دبی آواز سے کہا۔

"چپ رہئے... باہر کوئی سن رہا ہے!"

روش پر بجری کے چرچرانے کی ہلکی آواز پیدا ہوئی۔ بارٹلٹ دوڑ کر کھڑکی کے پاس گیا اور جھک کر دیکھنے لگا۔

"کوئی نظر نہیں آتا... لیکن دبی ہوئی بجری ثابت کرتی ہے۔ کوئی تھا... خیر نقش پا سے معلوم ہو جائے گا۔"

اس نے کھڑکی بند کر دی۔ اور ایم فلیبل کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"صاف نظر آتا ہے" اس نے متانت سے کہنا شروع کیا۔ "کہ دشمن اس نقشہ

اضطراب کی حالت میں ہے۔ اس گھبراہٹ میں وہ معمولی احتیاط بھی نظر انداز کر رہا ہے... کیوں؟ اس لئے کہ اس کے پاس وقت تھوڑا ہے۔ وہ نہیں چاہتا ہم آپس میں تبادلہ خیالات کریں۔ لائیے کاغذ نکالئے... جلدی۔"

اس نے کاغذ لے کر میز پر پھیلا دیا۔ اور کہا

"دیکھئے پہلی دوسری تیسری اور پانچویں سطر میں فقط اعداد ہیں۔ چوتھی سے اس وقت بحث نہیں۔ کیونکہ اس کے نشانات مختلف ہیں۔ مگر ان چار سطروں میں کوئی عدد پانچ سے اونچا نہیں ہے۔ اور ہماری ابجد میں حروف علت بھی پانچ ہیں۔ اس لئے اغلب ہے کہ ان اعداد کا اشارہ حروف علت کی عددی ترتیب کی طرف ہو۔ یعنی ایک سے مراد اے۔ دو سے مراد ای۔ تین سے مراد آئی۔ چار سے مراد او۔ اور پانچ سے یو... آپ سمجھے؟"

ایم۔ فلیول نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔

"تو آئیے اس قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے ان اعداد کی تشریح کریں"

اس نے ایک اور کاغذ لیکر ان اعداد کی بنا پر یہ حروف لکھے۔

e . a . a . . e . . e . a . . u . -
u . . . e . e . e   . e . oi . e . . e .
. ou - - e . o . . . e . . e . o . . e
ui . ui . . e   . . eu . e

پھر کہا "اس نقشہ سے بجائے خود کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حروف صحیح کے بغیر حروف علت بیکار ہیں۔ خیال یہ ہے کہ اعداد کے ساتھ جو نقطے رکھے گئے ہیں وہ حروف صحیح کے لئے ہوں گے۔ گویہ جاننا مشکل ہے کہ کونسا حرف کس مقام کے لئے ہے۔"

"کم از کم میری سمجھ میں تو بالکل نہیں آتا۔"

"خیر کوشش کرنے میں حرج نہیں۔ دوسری سطر دو حصوں کی ہے۔ اور دوسرے

میں پانچ حروف علت اور پانچ ہی نقطے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کونسے حروف صحیح ان حروف علت کے ساتھ مل کر معنی خیز لفظ پیدا کر سکتے ہیں۔ تھوڑی تلاش سے ایک لفظ ذہن میں آتا ہے اور اس ایک کے سوا کوئی اور مل بھی نہیں سکتا۔ یعنی ڈمی مائیسلز ڈی۔ ای۔ ایم۔ او۔ آئی ایس۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ ای۔ ایس"

جس سے غالباً میڈموازل ڈی جسورس اور میڈموازل ڈی سینٹ وبراں سے مراد ہوگی۔ کیوں؟

"ٹھیک۔ بالکل ٹھیک"

"اچھا خیر۔ آگے چلو۔"

"ایسے ہی آخری سطر میں وقفہ ہے جس طرح قیاساً ہم نے لفظ ڈمی مائیسلز تلاش کیا تھا اسی طرح اس سطر کے ابتدائی حصہ میں حروف صحیح ملانے سے لفظ اگیویل۔ اے۔ آئی۔ جی۔ یو آئی۔ ایل۔ ایل۔ ای۔ بنتا ہے۔"

"بے شک بے شک یہی لفظ قرین قیاس نظر آتا ہے۔"

"اب رہا سطر کا آخری حصہ۔ اس میں پہلی دو کوششوں سے زیادہ دقت کا سامنا ہے کیونکہ یہ حروف علت تین لفظوں میں ملتے ہیں۔ فلیبو۔ پریو اور کریوزمیں۔ مگر پہلے دو مقدم الذکر اگیول سے مل کر چونکہ کوئی بامعنی جملہ تیار نہیں کرتے۔ اس لئے ان کو نظرانداز کیا جاتا ہے لیکن اگیویل کو تیسرے لفظ کریوز سے ملایا جائے۔ تو ایک بامعنی جملہ بن جاتا ہے۔ "اگیویل کریوز" جس کے معنی ہیں" پولی سوئی"

"خوب! خوب!" صاحب مجسٹریٹ نے بارٹلٹ کی ذہانت سے خوش ہو کر کہا "اگیویل کریوز پولی سوئی۔ یہ واقعی ایک بامعنی جملہ ہے۔ مگر افسوس اس سے کوئی نئی دریافت حاصل نہیں ہوتی۔"

"واقعی نہیں ہوتی" بارٹلٹ نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "اور بادی النظر میں پولی سوئی جملہ

کہ فرانسیسی لفظ ہے۔ میڈموازل کی جمع جو ایک سے زیادہ کنواری لڑکیوں کے لیئے استعمال ہوتا ہے

بھی ہل نظر آتا ہے۔ مگر اس کے باوجود... اس کے باوجود ممکن ہے زیادہ کوشش کرنے سے کچھ اور معنے نکل آئیں۔ بہرحال جو بات سردست مجھ کو پریشان کرتی ہے۔ وہ الفاظ کے معانی سے زیادہ اس کاغذ کی نوعیت ہے آپ دیکھ سکتے ہیں یہ معمولی کاغذ نہیں ہے۔ جھلی دار چرمی کاغذ ہے جو عہد قدیم میں مستعمل تھا۔ سوال یہ ہے۔ کیا ایسا کاغذ اب بھی تیار اور استعمال ہوتا ہے؟ اور پھر اس کی سپیدی مائل زنگت۔ اس کے شکن ان شکنوں کی ہنگی اور پس پشت سرخ لاکھ کے نشانات۔ آخر ان سب باتوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟...''

عین اس وقت صاحب مجسٹریٹ کا محرر ایم بریڈو داخل ہوا۔ اور اطلاع دی۔ کہ صاحب کمشنر پولیس آپ سے ملنے تشریف لائے ہیں۔

ایم فلیول اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آہ معلوم ہوتا ہے کوئی نئی خبر لائے ہوں گے۔ کیا نچلی منزل پر ہیں؟''

''جی نہیں پھاٹک پر ان کی گاڑی کھڑی ہے۔ اسی میں بیٹھے آپ کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ اتفاقاً اس طرف سے گذر رہے تھے۔ آپ سے ملنے کو ٹھیر گئے۔ وہیں یاد کرتے ہیں۔''

''عجیب بات ہے... آخر کہاں جا رہے ہوں گے'' ایم فلیول نے بغلیں جھانکتے ہوئے کہا ''خیر مضائقہ نہیں۔ ایم بارٹلٹ مہربانی سے بیٹھئے۔ میں ابھی مل کر آتا ہوں۔''

بریڈو کی آمد پر بارٹلٹ نے کاغذ اٹھا کر جیب میں رکھ لیا تھا۔ لیکن بدستور میز پر جھک کر بیٹھا رہا۔

جب ایم فلیول چلے گئے اور بجری پر ان کے بوٹوں کے چرچرانے کی آواز بھی تھم گئی تو بریڈو نے آہستہ سے کمرہ کا دروازہ پہلے بھیڑا۔ پھر اس میں قفل ڈال دیا۔

بارٹلٹ چونک کر اٹھا اور حیرت سے دیکھنے لگا۔

''ہلو۔ کیا بات ہے۔ دروازہ کیوں بند کر دیا؟''

اس لئے کہ تنہائی میں بہتر گفتگو ہو سکے گی۔"

بارٹلٹ کا شک اور بڑھا۔ دوڑ کر دوسرے دروازہ کی طرف گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ بریڈو ہی وہ شخص ہے جو سب باتوں کی خبر دشمن کو دے رہا ہے۔ مگر دروازہ کو ہاتھ لگایا۔ تو وہ بھی بند!

ایم بریڈ نے دانت نکال لئے۔

"میرے دوست ناحق محنت کرتے ہو۔ سب دروازے بند اور مقفل ہیں۔"

بارٹلٹ کھڑکی کی طرف مڑا۔

مگر بریڈو پستول نکال کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"رہ جاؤ۔" اس نے کہا "میں آسانی سے جانے نہ دوں گا۔"

بچاؤ کی راہیں بند دیکھ کر آسیڈور نے دونو بازو چھاتی پر لپیٹ لئے اور کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔" بریڈو نے کہا اور پھر گھڑی نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنے لگا۔ "وقت تھوڑا ہے۔ ایم فلیول کے پھاٹک تک جانے آنے میں چار منٹ لگیں گے۔ اور چونکہ وہاں کوئی بھی نہیں اس لئے ان کا فوراً پلٹ آنا یقینی ہے۔ چار میں سے ایک منٹ میرے فرار کے لئے کافی ہوگا کیونکہ میں جب کھنڈروں تک جا پہنچا۔ پھر موٹر سائیکل پر بیٹھ کر ہوا ہو جاؤں گا۔ باقی تین منٹ ہمارے آپس کے فیصلہ کو بہت ہیں۔"

بارٹلٹ نے حریف پر تیز متجسس نظر ڈالی۔ وہ بدصورت آدمی تھا۔ ٹانگیں لمبی۔ دھڑ گول اور پھولا ہوا۔ اس کو دیکھ کر بہت بڑی انسانی مکڑی کا گمان ہوتا تھا۔ تنا ہوا سر۔ تنگ پیشانی اور باریک ہونٹ ضدی پن کی علامت تھے۔

اس کا استقلال دیکھ کر بارٹلٹ کی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں۔ وہ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"خیر کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"کچھ نہیں۔ میں فقط وہ کاغذ مانگتا ہوں جس کو ہم متواتر تین دن سے ڈھونڈ رہے تھے۔"

"مگر میرے پاس کوئی کاغذ نہیں۔"

"بکتے ہو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تم کو پاکٹ بک میں رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"خیر ایک کاغذ... اس کے سوا؟"

"تمہارا وعدہ خاموشی۔ تین اطلاعیں دی جا چکی ہیں۔ اب بھی اپنی بے جا مداخلت سے باز آؤ۔ تو کچھ نہیں بگڑا۔ ورنہ یاد رکھو۔ صبر کی ایک حد ہوتی ہے۔"

وہ اور آگے آگیا۔ ایک ہاتھ میں پستول جس کی نالی بارٹلٹ کی پیشانی کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ آواز مدھم مگر پرجوش اور آنکھوں سے وہ بے رحمی برستی تھی۔ جو بر قصاب کے چہرہ پر بوقت ذبح پائی جاتی ہے۔

بارٹلٹ سرچند بڑا ضابطہ تھا۔ مگر یہ حالت دیکھ کر وہ بھی کانپ گیا۔ اپنی چھوٹی سی عمر میں کبھی اس کو خطرہ کا وہ احساس نہ ہوا تھا۔ جو اب پیش آیا... اُف کیسا عظیم خطرہ! وہ ایک سنگدل بے رحم کے سامنے تھا۔ جس کی نگاہ میں اس کی زندگی مور و ملخ سے زیادہ قیمت نہ رکھتی تھی۔

"ایک کاغذ۔ دوسرے خاموشی... ان کے علاوہ اور...؟"

"کچھ نہیں۔ یہ اگر مان لو تو بس ہے۔ پھر تمہاری راہ وہ میری یہ۔ ہم تمہاری ہستی فراموش کر دیں گے۔"

تھوڑا سکوت۔ اس کے بعد ایم بیڈو کی آواز سنائی دی۔

"ایک منٹ رہ گیا۔ جو فیصلہ کرنا ہے جلدی کرو۔ اور سنو۔ اپنی حفاظت ہر جاندار کا فرض ہے۔ اس فرض کو پہچانو۔ تم ایک ہو۔ ہم ایک سو۔ تم ناتواں ہو۔ ہم طاقتور۔ زبردست سے ہر حال میں مصالحت اچھی ہے... لاؤ کاغذ دے دو۔"

آسپڈر کا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ چہرہ خوف آلود اور سپید۔ مگر استقلال اب تک قائم تھا۔ اس خطرہ میں بھی دماغ اپنی حکومت سے دست بردار نہیں ہوا۔

پستول کی نالی پاس تھی۔ اور ننگی گھوڑے پر مڑی ہوئی۔ دشمن کا تیز سانس چلتا سنائی دیتا تھا۔ اس کے باوجود۔۔۔

ایک منٹ اور تھا۔ کاش یہ بھی گذر جاتا۔

دشمن سمجھ گیا۔

"کاغذ دے دو۔" اس نے کہا۔ "ورنہ۔۔۔"

بارٹلٹ نے جیب سے پاکٹ بک نکال کر رکھ دی۔

بریڈو نے اس کو جھپٹا مار کر اٹھا لیا۔ پھر۔

"شکر ہے سمجھ گئے۔" اس نے کہا۔ "دشمن ہو کر بھی تم فہمیدہ نظر آتے ہو۔ میں تمہاری سفارش ضرور اپنے دوستوں سے کروں گا۔ الوداع!"

اس نے پستول جیب میں رکھ لیا۔ اور ایک طرف جاکر بند کھڑکی کی چٹخنی کھولی۔

دوسری جانب بند دروازہ کے باہر ایم رفلیول کی آواز آرہی تھی۔

"الوداع! محرر نے دوبارہ کہا۔" وقت ہوچکا۔ اب رخصت ہوتا ہوں۔"

وہ جارہا تھا کہ دفعتاً کچھ سوچ کر رک گیا۔ جلدی سے پاکٹ بک نکالی۔ اور کھول کر دیکھنے لگا

وہ خالی تھی!

"دھوکا! سخت دھوکا!" اس نے چیخ کر کہا۔ "کاغذ اس میں نہیں ہے!"

جھلائے ہوئے تیندوے کی مانند بریڈو نے بارٹلٹ پر جست کی۔ دو گولیاں ایک ساتھ چلیں۔ ایک بریڈو، دوسری بارٹلٹ کی۔ جس نے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر پستول نکال لیا تھا مگر دونوں وار خالی گئے۔

دوبارہ پستول سر کرنے کی مہلت نہ تھی۔ حریف ایک دوسرے کو لپٹ گئے۔ اور کشتی لڑتے ہوئے فرش زمین پر آگرے۔

باہر دروازہ پر زور کی دستک سنائی دیتی تھی۔

آسیڈور بچہ تھا۔ اور بریڈو کے ہاتھ زنبور آہنی کی طرح سخت۔ اسے اپنی طاقت بہت جلد سلب ہوتی محسوس ہوئی۔ سمجھا آخری وقت آ پہنچا۔ معاً دشمن نے ایک ہاتھ جس میں تیز چاقو تھا اٹھایا اور ... وار کر دیا!

آسیڈور کے شانہ میں ایسا محسوس ہوا گویا کسی نے جلتا ہوا انگارہ اس پر رکھ دیا ہے اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ بے بس ہو کر دشمن کو چھوڑ دیا۔

خواب کی مانند اتنا یاد ہے کسی نے جلدی سے اسکی جیبیں ٹٹولیں۔ اور کوئی چیز نکالی ... غالباً وہی کاغذ جس کے لئے یہ نوبت پیش آئی تھی۔ بند ہوتی ہوئی آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ بریڈو کھڑکی پر چڑھ رہا ہے۔

اس کے بعد اس کے حواس جواب دے گئے۔

۴۷

صبح کے اخباروں میں واقعات امبر میسی کے متعلق کئی خبریں درج تھیں۔ گرجا کے نادرات کی چوری، تہ خانہ میں آرسین لوپن اور ساحل بحر پر ریمنڈ کی لاشوں کا پایا جانا۔ اور وہ قاتلانہ وار جو صاحب مجسٹریٹ کے محرر بریڈو نے آسیڈور بابرلٹ پر کیا تھا۔ مگر ان سے بہت زیادہ اہمیت رکھنے والی عجیب وحیرت ناک دو خبریں اور تھیں۔ ایک خفیہ پولیس کے نامی انسپکٹر گینمارڈ کے عدم پتہ ہونے کی۔ دوسری یہ کہ انگلستان کے شہرۂ آفاق جاسوس شرلک ہومز کو چند آدمی عین اس وقت جب وہ پیرس جانے کے لئے ڈوور کی ٹرین پر سوار ہونے کو تیار تھا کسی طرف لے گئے!

ثابت ہوا کہ لوپن کی جماعت جو ایک سترہ سالہ طالب علم کی کوششوں سے عارضی طور پر مغلوب ہو گئی تھی۔ اب پھر منظم ہو کر نہ صرف جارحانہ تدبیروں پر آمادہ بلکہ اس جنگ میں متعدد فتوحات حاصل کر چکی ہے۔ لوپن کے دو نامی حریف، گینمارڈ اور ہومز عدم پتہ۔ آسیڈور مجروح۔ اور

پولیس بے بس ۔ اب کون تھا جس کی مخالفت کا اس طاقتور جماعت کو اندیشہ ہوتا؟

باب ۴

مقابلہ

۱

واقعات مذکورہ کے پانچ ہفتے بعد ۱۲ جولائی کی رات کا ذکر ہے کہ میں اپنے مکان پر اکیلا تھا۔ دن کا حبس شام کو طوفان میں تبدیل ہوا۔ بجلی چمکنے لگی۔ بادل زنگا رنگ کی وردیاں پہن کر آنے شروع ہوئے۔ دیکھتے دیکھتے آسمان کے میدان پر جنگ کا سامان پیدا ہو گیا۔

نوکر ایک رات کی چھٹی لیکر چلا گیا تھا۔ میں نے بھی سیر کا ارادہ ترک کر دیا۔ بالکونی کے دروازے کھولے۔ اخباروں اور رسالوں کی تھئی پاس رکھ لی۔ اور برقی لیمپ جلا آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔

سبھی پرچوں میں آرسین لوپن کا حال درج تھا۔ غریب آسیڈور بارٹلٹ پر جو قاتلانہ وار ہوا۔ اس کے بعد بمشکل کوئی دن گذرا ہوگا۔ کہ اخبارات نے اسرار امبومیسی پر کسی نہ کسی پہلو سے بحث نہ کی ہو۔ موسم۔ منڈی اور مجلسی تفریح کی مانند ان خبروں کا بھی ایک مستقل عنوان قائم ہو چکا تھا۔ اور کیسے نہ ہوتا۔ لوگوں میں ان عجیب و حیرت خیز واقعات کا جو پے درپے پیش آئے۔ ایک عجیب اشتیاق پیدا ہو گیا تھا۔ صاحب مجسٹریٹ ایم۔ فلیول لاکھ خود پسند ہوں۔ مگر اس موقعہ پر انہوں نے قابل تعریف ایثار کا ثبوت دیا۔ یعنی علانیہ تسلیم کر لیا کہ ان اسرار کی جو تحقیقات اب تک ہوئی ہے وہ سب نوجوان آسیڈور کی سعی وجہد کا نتیجہ ہے۔ فی الحقیقت ایک سے زیادہ رپورٹروں سے انہوں نے وہ سب بشوے جو اس ننھے منیتر نے ان کو دیے۔ اور حقیقتاً بار ور ہو چکے تھے بیان کر دیے۔ پھر جب ایک

بار یہ باتیں اخباری حلقے تک پہنچ گئیں۔ تو لکھنے اور پڑھنے والوں کے اشتراک نے بہت جلد رائی کا پربت بنا دیا۔ اب خلقت تھی کہ ان دریافتوں کے ہر پہلو پر جی کھول کر بحث کر رہی تھی ماہران جرم و تعزیر۔ ناولسٹ اور ڈراماٹسٹ۔ ریٹائرشدہ مجسٹریٹ اور نامی جاسوس۔ عہد ماضی کے ببکاک[1] اور مستقبل کے شرلک ہومز۔ یہ سب اپنے اپنے نقطۂ خیال سے اخباروں کے نام چھاپ کر لکھتے اور تنقیدی مضامین چھاپتے تھے۔ کچھ صاحب مجسٹریٹ کی تائید میں۔ کچھ بصیغۂ تعریض۔ حالانکہ خود موصوف کی معلومات کا منبع دراصل یہی جانسن ڈاسیلی کے ایک سکنڈ ایئر طالب علم کے قائم کردہ نظریئے تھے اور ... بس!

لیکن انصاف اگر کچھ چیز ہے تو وہ نظریئے غلط نہ تھے۔ غور کیجئے کس خوبی سے اس خورد سال جاسوس نے سارے راز واضح کئے۔ وہ جگہ جس میں لوپن پناہ گیر ہوا۔ اور مرتے دم تک رہا۔ معلوم ہو گئی۔ تصدیق اول تو لوپن کی لاش سے ہو چکی تھی۔ رہی سہی ڈاکٹر ڈیلا رٹیے کے بیان سے ہو گئی۔ جو ظاہرا اب بھی خاموش مگر در پردہ اکثر دستوں سے۔ شرط اخفا کے ساتھ۔ جیسے معمولاً وہ لوگ فوراً اُگل جاتے۔ تسلیم کر چکے تھے۔ کہ مجروح سے میری ملاقات واقعی سرائے میں نہیں کسی تہ خانہ میں ہوئی تھی۔ اور بیمار کے دوست حقیقتاً اس کو آرسین لوپن کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔ پھر چونکہ وہ لاش جو تہ خانہ میں پائی گئی۔ اس کے کپڑوں پر ایٹین ڈی واوڈرے کی تخفیف درج تھی۔ اور ایٹین ڈی واوڈرے ہی وہ نام تھا جس سے آرسین لوپن توں پیرس میں مقیم رہا۔ اس لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا کہ وہی زخمی ہو کر اس تہ خانہ میں چھپا۔ اسی نے اس میں جان دی۔ اسی کی موت کا انتقام لینے اس کے ساتھی میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کو پکڑ کر لے گئے۔ اور لے جا کر ہلاک کر دیا۔ جس کا ثبوت وہ پھولی ہوئی لاش تھی۔ جو ساحل بحر پر پائی گئی۔

لیکن یہ سب کچھ سہی۔ سوال اب بھی یہ تھا۔ کیا لوپن کی موت اور بارٹلٹ کی جراحت کے

---

[1] افسانہ کا ایک نامی جاسوس جس کا ذکر ناول انصاف میں آچکا ہے۔

ساتھ اس قصہ کا خاتمہ ہو گیا؟ نہیں اپنے دل میں ہر شخص محسوس کرتا تھا۔ ۔ نہیں! کوئی اور راز اب بھی باقی تھا۔ جس کی توضیح بارٹلٹ ہی کرے گا۔

ان حالات میں اس فکر و اشتیاق کا اندازہ دشوار نہیں ہو سکتا جس سے خلقت ڈیپ ان دو ڈاکٹروں کے اعلانات کا انتظار کرتی تھی۔ جنہیں کونٹ ڈی جسورس نے آسپیڈو بارٹلٹ کے علاج اور غور و پرداخت کے لئے مقرر کیا تھا۔ شروع میں کئی دن مریض کی جان کے لالے پڑے رہے۔ ان دنوں لوگ ہر تازہ اعلان کے انتہائی فکر و اضطراب سے منتظر رہتے تھے لیکن ایک ہفتہ بعد جب اخباروں نے مریض کے روبصحت ہونے اور خطرہ مٹ جانے کی اطلاع شائع کی۔ تو لوگوں کی جان میں جان آگئی۔ ہر شخص اس کی شفایابی کے لئے دست بدعا ہوا اور ہر بشر اس کی صحت کا متمنی۔

اس اثنا میں آسپیڈو بارٹلٹ کا بڈھا باپ جسے بذریعہ تار بلایا گیا تھا۔ اور میڈموازل سوزین ڈی جسورس یہ دونوں ہر وقت اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے اس کی خبر گیری میں اپنا آرام حرام کیا کرتے تھے۔

بارے زخم مندمل ہونا شروع ہوا۔ آج اور کل اور۔ بارٹلٹ کی صحت اب روز بروز مستقل اور یقینی ترقی کر رہی تھی۔ اس وقت پھر لوگوں میں چرچے شروع ہوئے کہ دیکھیں یہ خورد سال جاسوس اب کیا نیا راز ظاہر کرتا ہے۔ وہ کیا اسرار ہو گا جس کا اصل دشمن کے قاتلانہ وار نے ملتوی کر دیا تھا؟ آسپیڈو بارٹلٹ کے صحت یاب ہونے کی دیر ہے۔ پھر رہے سہے حالات جو تاریکی میں چھپے ہوئے ہیں ظاہر ہو جائیں گے۔

سب سے زیادہ لوگوں کی توجہ اس شخص ہارنگٹن پر لگی ہوئی تھی جسے گینیمارڈ نے گرفتار کیا تھا۔ اور جو اب تک جیلخانہ سانتی کے زیر تجویز حصہ میں حوالات بھگت رہا تھا۔ اب بارٹلٹ کے صحت پانے کے بعد یہ عقدہ بھی حل ہو گا۔ کہ اس آدمی کا لوپن کی جماعت سے کیا تعلق ہے نیز یہ کہ صاحب مجسٹریٹ کا جعلی محرر بریڈ جو واردات کے دن سے روپوش تھا کہاں ہے۔

یہی نہیں۔ بارٹلٹ کے دوبارہ میدان میں آنے کے بعد گینیارڈ کی گمشدگی اور ہومز کے اغوا کے راز بھی حل ہونے کی امید تھی۔ آخر وہ کونسے حالات تھے۔ جن میں دشمن ایسے تجربہ کار دو فرسپی جاسوس کو جُل دے گئے۔ اب تک نہ انگلستان میں سکاٹ لینڈ یارڈ نہ فرانس کا محکمہ سورتی ان کا کھوج لگانے میں کامیاب ہوا تھا۔ دونو اس طرح غائب ہو گئے۔ گویا زمین ان کو نگل گئی۔ یا آسمان کھا گیا۔

دونو حالتوں میں واردات کی تفصیل بالکل سادہ تھی۔ ایک طرف گینیارڈ وہیٹ سنڈے کی اتوار کو کام پر گیا۔ مگر واپس نہیں آیا۔ خیال تھا اگلے دن آجائے گا۔ مگر پیر منگل بدھ کئی دن گذر گئے۔ دونوں نے ہفتوں کی طوالت اختیار کی۔ اور بڈھا گینیارڈ واپس نہ آیا دوسری جانب لندن میں پیر کو سرشام شرلک ہومز کرایہ کی موٹر پر سٹیشن کی طرف روانہ ہوا لیکن گاڑی پر قدم رکھا ہی تھا۔ کہ خطرہ کا غیبی احساس ہوا۔ وہ اترنے لگا۔ مگر دو آدمی جھپٹ دونو طرف سے چڑھ گئے۔ زبردستی موٹر پر بٹھایا اور وہ چلدی۔ یہ واقعہ جب پیش آیا۔ تو نو یا دس آدمی سڑک پر موجود تھے۔ مگر کسی کو مداخلت کا موقعہ نہ ملا۔ موٹر آندھی کی رفتار سے روانہ ہو گئی۔ اس دن کے بعد ڈاکٹر واٹسن[۱] نے کئی راتیں اپنے دوست کی راہ تکتے گذار دیں۔ مگر اس کو واپس نہ آنا تھا نہ آیا۔

یہ سب راز ایسے تھے۔ جنہیں آب ڈر بارٹلٹ حل کرسکتا تھا۔ اور وہی غالباً اس پرزہ کاغذ کی اہمیت منکشف کرتا جسے حاصل کرنے کو صاحب مجسٹریٹ کے نقلی محرر بریڈو نے قاتلانہ وار کیا تھا۔ ان مختصر حالات کی بنا پر جو بارٹلٹ نے صاحب مجسٹریٹ سے بیان کئے تھے۔ یہ عقدہ اب "پولی سوئی کا راز" نام حاصل کر چکا تھا۔ اسی نام سے لوگ اس پر بحث کرتے اسی سے اخبارات اس کو یاد کیا کرتے تھے۔

---

[۱] شرلک ہومز کا جگری دوست۔ اس کے اکثر کارنامے واٹسن نے ہی قلمبند کئے ہیں دیکھئے ناول آتشی کتا عالم۔ وادی موت (زیر طبع) کارنامجات شرلک ہومز (زیر طبع)

مگر پولی سوئی ۔۔۔ کیسے بے جوڑ الفاظ جن میں عقدہ لاینحل پوشیدہ تھا جن کے انکشاف کو ایک آسیڈور بارٹلٹ کی ضرورت تھی۔ پولی سوئی ۔۔۔ وہ پر اسرار لفظوں کا ایک معجزانہ مجموعہ جس کی تہ میں لوپن کی سعی عظیم کا راز پوشیدہ تھا۔ جن کا مطلب اب تک کسی کی سمجھ میں نہ آسکا۔ جن کی اہمیت ۔۔۔

لیکن مضائقہ نہیں آسیڈور کی صحت یابی کے ساتھ یہ عقدہ ضرور حل ہو جائے گا کئی دن سے اخبارات اس کی آمد آمد کر رہے تھے۔ رکی ہوئی جدوجہد پھر شروع ہوا چاہتی تھی۔ اور اب کی بار پورے زور سے ۔۔ کیونکہ بارٹلٹ کو دشمن کی تسخیر کے علاوہ اس صدمہ جانکاہ کا بھی انتقام لینا تھا جس نے عارضی طور پر اس کی سب کوششوں کو معطل کر دیا۔

۲

خیر تو جیسا لکھا جا چکا ہے ۳۰۔ جولائی کی رات کو میں ان خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا اخبار دیکھ رہا تھا۔ کہ گرینڈ جرنل کے صفحہ اول پر یہ نئی خبر نظر آئی۔

اسرار ابیرومیبی کا انکشاف

ایم۔ آسیڈور بارٹلٹ کے قلم سے

"ہم بڑے فخر و ابتہاج کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہماری مسلسل درخواستوں پر ایم آسیڈور بارٹلٹ نے اسرار ابیرومیبی کے جملہ انکشافات کے حقوق اشاعت ہم کو دے دیئے ہیں۔ کل منگل کے روز ان مشہور حالات کی پوری تفصیل پولیس کی اطلاعیابی سے بھی پہلے ان کالموں میں چھاپ دی جائے گی۔"

میں ان سطروں کو پڑھ رہا تھا کہ آواز آئی۔

"کیوں دوست۔ اعلان دلچسپ ہے یا نہیں؟"

میں چونک گیا۔ مکان میں میرے سوا کوئی تھا نہیں۔ کس کی آواز ہوگی؟

دیکھتا کیا ہوں۔ ایک اجنبی دو قدم پیچھے اسی کمرہ میں دوسری چوکی پر بیٹھا ہے! میری نگاہ بے اختیار پستول کی طرف گئی۔ لیکن آدمی بے ضرر معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے پیشدستی ضبط کر گیا۔

صورت سے جوان خط وخال تیکھے۔ بال لمبے سنہرے۔ داڑھی چھوٹی زرد اور چڑھی ہوئی۔ اور سیاہ لباس انگلستان کے پادریوں سے ملتا تھا۔ بشرہ سے وہ سختی اور سنجیدگی ہویدا تھی۔ جو مسلسل ریاضت کا نشان سمجھی جاتی ہے۔

"آپ کون ہیں؟" میں نے پوچھا اور وہ جب خاموش رہا تو پھر کہا۔ "آپ کون ہیں؟ کس طرح آئے اور کیا کام ہے؟"

اس نے میری طرف دیکھا۔ پھر مسکرایا۔

"کیا بھول گئے؟"

"معاف کیجئے میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔"

"عجیب بات ہے ... ذرا اپنے حافظہ پر زور ڈالو۔ یاد آجائے گا۔ میں تمہارا دوست ہوں ... خاص طرح کا دوست۔"

میں اٹھا اور جلدی سے بازو پکڑ کر کہنے لگا۔

"تم! ... نہیں ... تم نہیں ہو ... ناممکن ہے۔ تم نہیں ہو!"

"میں اگر وہ نہیں جو ہوں۔ تو پھر شک کس لئے؟" اس نے کہا۔ اور قہقہہ مار کر ہنسنے لگا۔

آہ۔ وہ ہنسی! وہ تیز۔ صاف۔ دلکش ہنسی جس کا طنز میرے لئے بارہا موجب تفریح ہو چکا تھا۔

"نہیں۔ نہیں" میں نے پھر بھی اصرار کیا۔ "ناممکن ہے ... تم کیونکر ہو سکتے ہو ..."

"کیا اس لئے کہ مر چکا تھا۔ اور تم کو روحوں پر اعتقاد نہیں؟" وہ پھر ہنسا۔ "دوست

میں کیا اس آسانی سے مر سکتا ہوں؟ ... ایک الہڑ حسینہ کی گولی ... بخدا تم نے میرا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ ایسی عام موتیں میرے لئے نہیں ہیں۔"

"کیا واقعی تم ہو؟" میں نے بڑھتی ہوئی حیرت سے پوچھا۔ "خدا شاہد ہے۔ میں نے ابتک نہیں پہچانا۔"

"تو بس میرا اطمینان ہو گیا۔ اگر وہ جو میری شخصیت کا بہترین واقف ہے، پہچانے سے قاصر رہا۔ تو اور کون پہچانے گا۔ یہی میری آرزو تھی۔"

اب پہلی بار میں نے آواز پہچانی۔ آنکھوں کی طرف دیکھا، چہرہ پر غور کیا، سر سے پاؤں تک ایک تیز متجسس نظر ڈالی۔ پہچان گیا۔

"آرسین لوپن!" میں نے آواز دبا کر کہا۔

"ہاں آرسین لوپن" اس نے کرسی سے اُٹھ کر پاس آتے ہوئے کہا۔ "وہی جو امبرو میسی کے تہ خانہ میں مر گیا تھا جس کی لاش پہچانی جا چکی تھی۔ میرے دوست وہی آرسین لوپن زندہ اور صحیح سلامت تمہارے سامنے ہے۔ وہ ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ اسے کئی کام کرنے ہیں۔"

اب میں ہنسا

"واقعی آج تم اس اگلی ملاقات سے زیادہ بشاش نظر آتے ہو ... دوست میں اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔"

اشارہ اس ملاقات کی طرف تھا جو آرسین لوپن کے نقلی نواب[1] والے کارنامہ کے بعد، جب اس کی شادی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اور وہ سونیا کرچنافٹ[2] کے ساتھ فرار ہوا، اس کمرہ میں ہوئی تھی۔ تب وہ سونیا کی عبرتناک موت کے بعد کمزور و نحیف، پریشان اور بدحال تھا۔ آنکھیں شدت گریہ سے سوجی ہوئی۔ رحم و ہمدردی کا طالب۔ مگر اب ...

---

[1] دیکھو ناول نقلی نواب ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری [2] اس خاتون کا حال نقلی نواب میں اور چلبلا پرزہ میں مفصل آچکا ہے۔

"جو ہو چکا۔ اس کا ذکر جانے دو۔" اس نے کہا۔ "اعادہ سے کچھ حاصل نہیں۔"

"غالباً ایک سال ہوا جب تم ملے تھے۔" میں نے پوچھا۔

"دس سال" اس نے جواب دیا۔ "آرسین لوپن کی زندگی کا ایک سال دس کے برابر اہمیت رکھتا ہے۔"

اصرار لاحاصل تھا۔ میں نے قصداً پہلو بدل دیا۔

"آخر تم یہاں کیسے آئے؟"

"دروازہ کی راہ سے ... اور کیسے آتا؟ راستہ میں کوئی نہ تھا۔ نہیں۔ بیٹھک سے گذر کر بالکونی پر ہوتا ہوا یہاں آگیا۔"

"لیکن دروازہ تو بند تھا۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"آہ۔ میرے لئے سب دروازے کھلے ہیں۔ مجھے ایک کام کے لئے تمہارے کمرہ کی ضرورت تھی۔ اس لئے چلا آیا۔۔ غالباً تم کو اعتراض نہ ہوگا؟"

"بالکل نہیں۔ خانہ واحد کا معاملہ ہے۔۔ میں کیا دوسرے کمرہ میں چلا جاؤں؟"

"نہ۔ نہ تکلف کی حاجت نہیں۔ اس کے علاوہ ایک مزیدار تماشہ ہوگا۔ تم بھی دیکھنا"

"کسی کا انتظار ہے؟"

"ایک آدمی کا۔ ٹھیک دس بجے۔" اس نے گھڑی نکالی۔ "اور اب دس ہو چکے ہیں۔ اگر اس کو میرا تار مل گیا تو آتا ہوگا۔"

دفعتاً باہر کی گھنٹی بجی۔

"دیکھا۔ وہی ہے۔ نہ بس تم ٹھیرو۔ میں خود دروازہ کھولتا ہوں۔"

میں حیران کہ اب کس سے ملاقات ہوگی؟ اور وہ کیا تماشہ ہے جو دیکھا جائے گا۔ کیا کامیڈی یا ڈرامیٹک؟ جب لوپن اس کو مزیدار کہتا ہے تو ... واقعی ہوگا۔

ایک لمحہ بعد وہ ایک دبلا زرد۔ لاغر نوجوان کو ساتھ لے کر واپس آیا۔ رنگت پیلی۔ اندا

معصومانہ۔ لوپن نے بڑے تکلف سے اس کو پہلے کمرہ میں داخل کیا۔

پھر ایک لفظ تک کہے بغیر۔ خلاف معمول سنجیدگی سے جتنے برقی لیمپ کمرہ میں لگے ہوئے تھے۔ سارے جلا دیئے۔ روشنی تیز ہونے سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔

اب جو دیکھتا ہوں تو دونو بالمقابل کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو تیز تجسس نظروں سے تک رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا آنکھوں کی راہ سے دلوں تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں نظارہ موثر اور عجیب تھا۔ میں باری باری ان کی طرف دیکھتا ہوا سوچنے لگا۔ کہ یہ دوسرا نوجوان کون ہوگا۔

دفعتاً ایک اخبار میں چھپے ہوئے فوٹو کی مشابہت سے معاملہ کی اصلیت منکشف ہوگئی اس کے ساتھ ہی لوپن نے میری طرف دیکھا اور کہا۔

"آئیے۔ آپ کا تعارف ایم۔ آیبڈ ربارٹلٹ سے کرا دوں" پھر اسکی طرف مڑ کر "ایم بارٹلٹ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرا خط پاکر آپ نے سارے انکشاف اس ملاقات تک ملتوی کر دیے اور ساتھ ہی خوشی سے ملنا منظور کیا"

بارٹلٹ مسکرایا۔

"میرے خیال میں کسی شکریہ کی حاجت نہیں۔ میری خوشی سب سے زیادہ تعمیل ارشاد میں تھی رہ گئی دھمکی۔ جو آپکے خط میں درج تھی۔ تو وہ محض اس لئے موثر ہوئی کہ آپ نے میرے لئے نہیں والد کے خلاف دی تھی"

"آہ۔ اس سے معلوم ہوا۔ میرا اندازہ غلط نہ تھا" لوپن نے ہنس کر کہا "مگر جب عشق اور جنگ میں داناؤں نے ہر ایک حربہ جائز قرار دیا ہے تو کیوں اس سے کام نہ لیا جاتا۔ میں تجربہ کی بنا پر معلوم کر چکا تھا۔ کہ اپنے لئے آپ کو کسی دھمکی کی پروا نہیں۔ ورنہ ماسٹر بریڈ کی تین تنبیہیں کافی تھیں۔ آخری صورت آپ کے والد کو دائرہ اثر میں لانے کی تھی۔ میں اس خیال پر مجبور ہوا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔۔۔"

"کوئی حاضر ہوگیا" بارٹلٹ نے سرسری انداز سے کہا۔

گفتگو دلچسپ ہوتی جا رہی تھی۔ میں نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر جب [illegible] گئے۔ تو دوپن نے اپنے معروف لہجہ طنز سے کام لیکر کہا۔

"خیر ایم۔ بارٹلٹ آپ اگر میرا شکریہ قبول نہیں کرتے تو معذرت ہی منظور کیجیے۔۔۔"

"معذرت!۔۔۔ میں نہیں سمجھا کیسی معذرت۔"

"اس حیا سوز سلوک کی جو ماسٹر بریڈ نے آپ سے کیا۔"

"آہ۔ اس کی سختی سے بے شک مجھے حیرت تھی کیونکہ نت دوپن کا شیوہ نہیں اور ایسا ہوا۔۔۔!"

"یقین فرمایئے۔ وہ میری لاعلمی میں ہوا۔ بریڈ کو ہمارے ہاں آئے بہت کم عرصہ گذرا ہے۔ اس نے جوش میں وہ کام کر دیا جس کی میں بہرحال اجازت نہ دیتا۔ پہلے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بعد میں بعض شاگردوں نے خیال کیا کہ ایم۔ نلیول چونکہ تحقیقات کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کے تجربہ کو ساتھ ملانا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔"

"میں ان شاگردوں کی دور اندیشی تسلیم کرتا ہوں۔"

"بریڈ کو اپنی جماعت میں شامل کرنا ہمارے لیے کئی پہلوؤں سے فائدہ مند ہوا۔ آپ لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے وہ ہر نئی بات فوراً ہم سے کہہ دیتا تھا۔ مجھے افسوس ہے جوش تلمذ میں اس نے نہ صرف میرے اصول کی خلاف ورزی کی بلکہ بالواسطہ میری تجویزوں کو ایک حد تک درہم برہم کر دیا۔"

"خیر ایک حادثہ تھا۔ ہوگیا۔"

"مگر میں نے اسکو سختی سے فہمائش کر دی ہے۔ اور غالباً پھر کبھی آپ کو شکایت نہ ہوگی مگر ایک بات ضرور میں اس کے حق میں کہوں گا۔ جس تیزی رفتار سے آپ نے اخذ نتائج میں کام لیا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کسی طرح آپ کو روکنے پر مجبور تھا۔ آپ اگر چند گھنٹے اور

چپ رہتے۔ تو بخدا اس ناقابل معافی حملہ کی نوبت نہ آتی۔"

"یعنی مجھے بھی یم گیمبارڈ اور مسٹر شرلک ہومز کا شریک صحبت ہونے کا فخر حاصل ہو جاتا؟"

"ٹھیک۔ بالکل ٹھیک" لوپن نے ہنس کر کہا۔ "مگر اس سے یہ فائدہ ضرور ہوتا کہ وہ خوفناک اندیشے جو آپ کے عرصہ نقاہت میں میرے لئے سوہانِ روح تھے پیش نہ آتے۔ یقین فرمائے بریڈوکا وار آپ کے شانہ پر نہیں میرے دل پر ہوا تھا۔ آپ کا گھاؤ بھر چکا ہے۔ میرے دل کے زخم آپ کا زرد چہرہ دیکھ کر پھر آلے ہو رہے ہیں۔ کیا آپ اس خطا کو معاف نہ کریں گے؟"

"میں پہلے ہی اس کو معاف کر چکا۔ ورنہ شاید یکہ و تنہا آپ کے پاس نہ آتا۔ میرے لئے گیمبارڈ کے چند دوستوں کو ساتھ لانا بہت مشکل نہ تھا۔"

میں حیران و ششدر ان کی عجیب گفتگو سن رہا تھا۔ دو بزرگ ہستیوں کی باہمی جدوجہد ناقابل فہم رنگ اختیار کرتی جاتی تھی۔ ایسے مقابلے پیشتر بھی میں نے دیکھے تھے۔ چنانچہ لوپن اور شرلک ہومز کا وہ مقابلہ جو کیمونٹ پر اسی میں ہوا۔ میرے سامنے ہی ہوا تھا۔ اور اس موقعہ پر ان دو زبردست حریفوں نے ظاہری اخلاق کے پردہ میں جس نخوت و تکبر کا اظہار کیا جس طرح ایک دوسرے کو جذبات حرکے دیے۔ وہ سب مجھے اچھی طرح یاد تھے۔ لیکن اب . . .

جو نظارہ میں نے آج دیکھا وہ اس سے کتنا مختلف تھا۔ اس میں شک نہیں لوپن کے عادات وہی تھے۔ وہی اس کا طنز آمیز تکلم۔ وہی عیارانہ تپاک۔ مگر اس کے حریف کی حالت کتنی مختلف تھی . . . اور کیسا حریف؟ ایک کمسن نازک اندام لڑکا جس کی اہمیت نہ اس کی آواز اور نہ صورت سے ظاہر ہوتی تھی۔ سچے معنوں میں ساکن و صامت۔ یعنی محض دکھاوے کے لئے نہیں۔ نہ اس تنفر انگیز جوش کو چھپانے کے لئے جو ظاہری شرافت کی تہ میں نارِ جہنم کی حدت اور رقت رکھتا ہے۔ پورا متین۔ انتہا درجے صاحب اخلاق۔ متبسم اور مسرور۔ طنز و تضحیک سے خالی اور برتاؤ کے اعتبار سے آرسین لوپن کا عین۔

مدمقابل جسے دیکھکر مجھ سے زیادہ خود لوپن حیرت زدہ ہو سا تھا۔

میں اپنے دوست آرسین لوپن کا دیرینہ مداح ہوں۔ اس کی توصیف میں میرا قلم کبھی جرم بخل کا مرتکب نہیں ہوا۔ مگر انصاف اگر کوئی چیز ہے تو میں بھی یہ ماننے پر مجبور ہوں کہ اس کمسن طالب علم کے مقابلہ میں جس کے رخسار کسی دلفریب حسینہ کے رخ تاباں کی مانند صاف تھے جس کی آنکھیں ویسی ہی روشن اور تیز اور لب اتنے ہی نازک اور نرم تھے۔ آرسین لوپن وہ آرسین لوپن جو ۱۸۹۵ء[1] کے واقعہ میں بادشاہوں کو نیچا دکھا چکا تھا۔ اوسان ہارتا نظر آنے لگا۔ کئی بار میں نے اس کو پریشان اور مضطرب دیکھا۔ بارہا اس کو ہی چار و ناچار سوچنے میں تامل ہوا۔ فکر و اضطراب۔ اس کی ہر بات سے ظاہر تھا۔ کھلا ہوا وار کرنے کی جرات نہ رکھتے ہوئے وہ مصنوعی فقروں میں وقت گذار رہا تھا۔

میں نے یہ بھی معلوم کیا وہ کسی واقعہ کا منتظر ہے کسی معاون یا ذریعہ امداد کا...؟

دفعتاً باہر کی گھنٹی بجی۔ لوپن خود دروازہ کھولنے گیا۔ اور باہر نکل۔ اس عرصہ میں صبر و اطمینان کی تصویر بنا ہوا چپ چاپ بیٹھا رہا۔

واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔

"صاحبان آپ کی اجازت سے..." اس نے کہا۔ اور جواب کا انتظار کئے بغیر لفافہ چاک کر دیا۔

اس میں ایک تار تھا۔ مضمون شاید مختصر ہوگا کیونکہ اس نے فوراً ہی پڑھ لیا۔ مگر اس کو پڑھتے ہی قلب ماہیت کی صورت پیدا ہوگئی۔

اب اس کا چہرہ تابناک۔ سر اٹھا ہوا اور پیشانی پر جلال تھا۔ اب میرے سامنے مغلوب و مایوس افسردہ و پژمردہ لوپن کی بجائے ایک طاقتور پہلوان۔ بے خوف۔ لڑاکا۔ انسانوں کا حاکم

---

[1] دیکھو ناول انقلاب یورپ مترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری قیمت ۸؎ ہم سے طلب کیجئے

حالات کا بادشاہ۔ کہہ رہا تھا۔ ہاتھ کو میز پر پھیلا کر اس پر زور کا مکا مارتے ہوئے اس نے کہا۔

"اب ایم۔ بارلٹ... اب میری اور آپ کی باتیں ہوں گی۔"

بارلٹ پہلے سے زیادہ متوجہ ہو گیا۔ اور نپولین نے بھنچے ہوئے سخت اور پُر زور لفظوں میں کہنا شروع کیا۔

"اب وقت آگیا ہے کہ ریا اور تصنع کا پردہ ہٹا کر تعلقات کو اصلی رنگ میں دیکھا جائے پچھلیں چکنیں۔ اب ٹھوس کام ہونا چاہیئے۔ یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں، تم بھی جانتے ہو۔ میں بھی جانتا ہوں۔ اور جب کلیہ یہ ہے کہ دشمن دوست نہیں ہو سکتا۔ تو ہم کیوں دکھاوا کریں؟ ہم دشمن ہیں۔ ہماری مصالحت اسی طرح ہونی چاہیئے۔ جیسے دو دشمنوں کی ہو سکتی ہے۔"

"کیا... مصالحت؟" بارلٹ نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں مصالحت۔ یہ لفظ میں نے قصداً استعمال کیا ہے۔ اور گو اس کو ادا کرتے ہوئے میرا سینہ پھٹتا ہے۔ تاہم پھر کہتا ہوں مصالحت۔ مگر یاد رکھو۔ نپولین کی زندگی میں پہلا موقع ہے کہ وہ اپنے حریف سے مصالحت کی درخواست کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ آخری بھی۔ کیونکہ اس کی زبان اس لفظ کے استعمال کی عادی نہیں۔ ایم۔ بارلٹ اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ آج اس ملاقات میں دو سے ایک بات ضرور ہو گی۔ یا صلح جس کا میں پہلا اور آخری موقعہ دیتا ہوں یا... جنگ۔"

بارلٹ کے چہرہ پر حیرت کے آثار اور بڑھے۔ نرم لہجہ میں کہنے لگا۔

"معاف کیجیے۔ میں نہ جانتا تھا آپ یوں پیش آتے ہیں۔ یہ سلوک میری امیدوں سے بالکل مختلف ہے۔ آپ کے متعلق میں نے جتنی کتابیں پڑھی تھیں۔ ان کی بنا پر خیال تھا۔ مجھے ضابطہ کی اور ذہنی تہم ہیں۔ اس شور و شوری۔ غصہ اور تہدید کا مطلب میں نہیں سمجھا۔ آخر ہم دشمن کیوں ہیں؟ کیا حالات سے مجبور ہو کر؟..."

نپولین کھسیانا ہو گیا۔ بارلٹ کی بھولی باتیں غصہ کی آگ پر تیل کا کام دے گئیں۔ نگے

جھک کر قہر آلودہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

" سن۔ او نادان لڑکے۔ یہ وقت باتیں بنانے کا نہیں ہے۔ ہم ناٹک کے سٹیج پر نہیں عملی دنیا میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں ضابطہ۔ ذکی اور ذی فہم بے شک تھا۔ پر اب نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ پچھلے دس سال میں جب سے میں نے ان کاموں میں حصہ لینا شروع کیا ہے کوئی حریف اتنا زبردست مقابلہ پر نہ آیا تھا۔ جیسا تو ہے۔۔۔ تو دیکھنے میں ایک کمسن چھوکرا اور عقل میں اتنا بڑا کہ گینیارڈ اور موفر بھی تیرے آگے طفل خورد سال ہیں۔ ان کو میں بچوں کی طرح چھیڑا کرتا تھا۔ تجھکو ایک طاقتور حریف سمجھ کر مدافعت پر مجبور رہوں۔ وہ تیری ہی چالیں تھیں جن کی تاب مقابلہ نہ لا کر مجھکو پسپا ہونا پڑا۔۔۔ سچ کہتا ہوں واقعی ہونا پڑا حتے کہ اس وقت بارٹلٹ فاتح ہے۔ لوپن مفتوح۔ میری سوچی ہوئی تمام تجویزیں درہم برہم کر دی گئیں۔ جو چالیں میں اندھیرے میں چلنا چاہتا تھا۔ ان کو دن کی روشنی میں واضح کیا گیا۔ غرض ہر کام جو میں نے سوچا تھا۔ محض تمہاری بے جا مداخلت سے ناتمام رہا۔ تم مجھکو پریشان کرتے ہو۔ تم میری راہ میں مزاحم ہو۔ میں اس حالت کو بہت عرصہ برداشت کر چکا۔ اب نہ کروں گا۔ بریڈو کی تنبیہیں تم نے نظر انداز کی تھیں۔ اب آخری تنبیہہ میں خود کرتا ہوں۔ آئندہ اس قصہ کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ اگر اب بھی سمجھ جاؤ۔ تو کچھ نہیں بگڑا جو ہو چکا۔ اس کو معاف کیا جا سکتا ہے "

بارٹلٹ حیرت سے تک رہا تھا۔

" آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے پوچھا۔

" امن۔ شانتی۔۔۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو "

" یعنی میں کالج جا کر پڑھوں۔ اور آپ چوری کرتے پھریں "؟

" پڑھو۔ نہ پڑھو مجھے اس سے بحث نہیں۔ میرے اطمینان میں خلل نہ دو۔ میں خالی امن چاہتا ہوں "

"مگر میں بھی تو کسی طرح اس میں خلل انداز نہیں ہوتا۔"

لوپن نے جھلا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بارلٹ" اس نے جوش سے کہا "تم اچھی طرح جانتے ہو میں کیا چاہتا ہوں۔ اور تم کیا کر سکتے ہو۔ اس وقت ایک راز تم کو معلوم ہے جس کو میں خاص اہمیت دیتا ہوں۔ اس راز کو معلوم کرنا اور بات تھی۔ اب اس کو ظاہر کرنا اور ہے۔ اس کی اجازت میں ہرگز نہیں دے سکتا۔"

"اور آپ یقین کرتے ہیں وہ راز مجھکو معلوم ہو چکا ہے؟"

"پورا یقین۔ تمہاری تحقیقات۔ تمہارے خیالات۔ ہر ایک تجویز۔ ہر نظریہ جو تم نے قائم کیا۔ مجھ کو معلوم ہے۔ اس وقت بھی جب بریڈو نے وار کیا تھا۔ تم سارا حال صاحب مجسٹریٹ سے کہنے کو تیار تھے۔ بعد میں صحت یاب ہو کر کہہ دیتے۔ مگر اس دھمکی سے رک گئے جو تمہارے والد کی نسبت دی گئی تھی۔ اب تم اس کا حال اخبار میں شائع کرنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ مسودہ تیار ہے اور ایک گھنٹہ تک چھپ کر صبح ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا۔"

"یہ ٹھیک ہے۔"

لوپن کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے ہاتھ کو خلا میں زور کا جھٹکا دے کر کہنے لگا۔

"تو بس وہ مضمون شائع نہ ہو۔ یہ میرا حکم ہے۔"

"وہ مضمون ضرور شائع ہو۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔" بارلٹ نے کہا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

جس طرح دو پہلوان کشتی لڑتے ہوئے آپس میں لپٹ جائیں تو ایک تیز برقی رو حاضرین کے بدن میں بے اختیار پھر جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو جوش سے کھڑے ہوتے دیکھ کر یہی حالت ہوئی۔ بارلٹ اب تک ایک بچہ تھا۔ بھولا بھالا متین اور شیریں سخن۔ مگر اب دفعتاً اس کے بدن کا ہر حصہ تلملا گیا۔ طاقت۔ ہمت۔ جوش۔ خودداری۔ شجاعت اور بسالت۔ یہ سب اس کے چہرہ کی چمک میں شامل تھے۔۔۔ اور لوپن۔ اس کی نگاہ سے بھی وہ مسرت ظاہر ہوتی تھی۔ جو ایک

کے مقابلہ میں تلوار کی جھنکار سے زیادہ یقین کو محسوس ہوا کرتی ہے۔

"مضمون کیا پریس میں جا چکا؟"

"نہیں"

"تو... اس وقت تمہارے پاس ہے؟"

"میں ایسا نادان نہ تھا کہ ساتھ لاتا۔"

"پھر؟"

"وہ اس اخبار کے نائب ایڈیٹروں میں سے ایک کے پاس بند لفافہ میں رکھا ہے۔ میں اگر آدھی رات تک اس سے نہ ملا... تو درج ہو جائے گا۔"

"آہ! اس چھوٹے شیطان نے کوئی راہ نہیں چھوڑی" لوپن نے بڑبڑا کر کہا۔

اس کا غصہ دمبدم بڑھتا اور خوفناک صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ اور مقابلہ میں بارٹ مسرور تھا... مسرور اور مطمئن۔

لوپن کی بڑھتی ہوئی پریشانی دیکھ کر وہ ہنسنے لگا۔

"چپ! خاموش!" لوپن نے گرج کر کہا "نادان تو نہیں جانتا میں کون ہوں... میں ابھی اگر چاہوں... اُف میرے خدا۔ ایک چھوٹا سا لڑکا آرسین لوپن کی ہنسی اڑائے۔ یہ ذلت ناقابل برداشت ہے۔"

تھوڑی دیر سکوت رہا... وہ خوفناک سکوت جو بجلی کی کڑک سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد لوپن آگے بڑھا۔ شعلہ بار آنکھیں بارٹ لٹ پر جمائے غضبناک اور کثیف لہجہ میں اس نے کہا۔

"سنو میں حکم دیتا ہوں۔ اسی وقت گرینڈ جنرل کے دفتر میں جاؤ..."

"نہیں!"

"ایڈیٹر سے ملو۔"

"نہیں"

"وہ مضمون چاک کر دو۔"

"نہیں"

"اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔"

"نہیں"

"ایک تازہ مضمون لکھ کر اسے دو۔ اور کہہ دو یہ صحیح ہے۔ اس میں اسرار احمد بڑھیی کے صرف وہ حالات لکھو جو پولیس کو معلوم ہیں۔"

"نہیں"

اس وقت ڈین کا جوش قابل دید تھا۔ میز پر رکھا ہوا آہنی رول اٹھا کر اس نے یوں توڑ دیا جیسے ایک بے حقیقت تنکا۔ چہرے کی رنگت زرد اور پیشانی عرق آلود تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے پسینہ پونچھا۔ اور تیز گہری سانس لی۔

وہ جو ہر جگہ اپنا حکم منوانا جانتا تھا۔ ایک کمسن طالب علم کی ضد سے دیوانہ ہوا جاتا تھا دفعتاً وہ نو ہاتھ ہارلٹ کے شانوں پر رکھ کر اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے کہا۔

"ہارلٹ۔ جو میں کہتا ہوں، تمہیں ضرور اس پر عمل کرنا ہوگا۔ بھلائی اس میں ہے کہ اپنا لکھا ہوا مضمون چاک کر کے، اخبار گرینڈ جرنل کے ذریعہ اعلان کر دو کہ میرے پہلے اندازے غلط تھے۔ اپن واقعی مر چکا ہے۔۔۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں حکم دیتا ہوں۔۔۔ اس لئے کہ لوگوں میں غلط فہمی پیدا کرنا میرے حق میں مفید ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ مانو گے۔۔۔"

"تو پھر؟۔۔۔"

"تمہارے والد آج رات اسی طرح عدم پتہ ہو جائیں گے جیسے گینیارڈ اور شریک ہو مزاں

سے پہلے ہو چکے ہیں۔"

بارٹلٹ مسکرانے لگا۔

"ہشت نہیں... میری بات کا جواب دو۔"

"جواب مختصر ہے۔ افسوس میں اس کی تعمیل نہیں کرسکتا۔ میں انکشاف کا وعدہ کرچکا ہوں۔ اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا۔"

"انکشاف ہو۔ مگر اس طریقہ پر۔ جو میں نے سمجھایا ہے۔"

"جی نہیں۔ اس طریقہ پر جو صحیح ہے۔" بارٹلٹ نے جواب دیا۔ "سچ کہنے میں جو مزا آتا ہے وہ کذب و افترا میں نہیں آتا۔ ان واقعات کا سچا حال جو میرے دل میں ہے۔ وہی ظاہر ہوگا یعنی میرا لکھا ہوا مضمون ضرور چھاپا جائے گا۔ دنیا جان لے گی۔ نپولین مرا نہیں زندہ ہے اور وہ کہیں موت کا بہانہ کرتا تھا۔ غرض سارے حالات جو میں نے معلوم کیے ہیں۔ اہل عالم کو پیش کیے جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ" اس نے لہجہ سکون قائم رکھتے ہوئے کہا "آپ کیا۔ سو نپولین ہوں تو بھی والد کو ڈھونڈ نہ سکیں گے۔"

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ دونو تیز آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ حالت ان شمشیر زنوں سے ملتی تھی۔ جو آخری وار کرنے سے پہلے تلواریں ملائے کھڑے ہوں۔ دیکھنا یہ تھا۔ مہلک وار کس کی طرف سے ہوتا ہے۔

آخر نپولین نے یہ کہکر پھر سکوت توڑا۔

"یاد رکھو۔ میرا انتظام مکمل ہو چکا ہے۔ حکم امتناعی نہ بھیجنے کی صورت میں دو آدمی آج رات آپ کے والد کے پاس جائیں گے۔ اور ٹھیک تین بجے ان کو بھی وہیں پہنچا دیا جائیگا جہاں گینیارڈ اور ہومز پہنچ چکے ہیں۔"

بارٹلٹ نے اس دھمکی کا جواب ایک تیز بے رحمانہ قہقہے سے دیا۔ پھر کہنے لگا۔

"سنو حضرت۔ ایسی باتیں میرے عزم استوار کی مزاحم نہ ہوں گی۔ آپ تو دعوئے کمال

رکھتے ہیں۔ پھر کیا اتنی سی بات نہ سمجھے کہ میں اس دھمکی کے بعد ضرور کچھ حفاظتی انتظام کروں گا؟ آخر میں جو لوپن کے مقابلہ میں اترا ہوں۔ کیا ایسا ہی گدھا اور احمق تھا۔ کہ والدہ کو اس تنہا دہاتی مکان میں رہنے دیتا؟"

میں نہیں جانتا اس طنز آمیز بھیانک ہنسی کا حال کیسے قلمبند کروں۔ اک نئی طرح کا قہقہہ تھا۔ چاقو کی طرح تیز اور سوئی کی مانند چبھتا ہوا جس کا اثر لوپن پر بھی ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"دوست لوپن" اس نے زیادہ بے تکلفی سے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "تم میں ایک بھاری عیب یہ ہے کہ اپنی سب تجویزوں کو بے خطا سمجھتے ہو۔ میں تمہاری چالیں خوب جانتا ہوں۔ منہ سے ہار مانتے ہوئے تم باطن میں پورا یقین رکھتے ہو کہ آخر ہی کامیابی ضرور حاصل کروگے مگر یہ نہیں سوچتے کہ تجویزیں اختراع کرنا اوروں کو بھی آتا ہے۔ میری اپنی تجویز بہت سادہ اور مختصر ہے۔۔۔"

اس کا لہجہ مسرت انگیز تھا۔ دونو ہاتھ جیبوں میں ڈالے وہ اس طرح ٹہلتا پھر رہا تھا جیسے کوئی لڑکا پنجرہ میں بند شیر کو چھیڑ کر ہٹ جائے۔ کچھ شک نہیں وہ ان طنز آمیز باتوں سے لوپن کے سب چرکوں کا انتقام لے رہا تھا۔ ایک لمحہ چپ رہ کر اس نے تقریر ختم کرتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ غور سے سنو۔ میرے والد اب بھولتے ہیں نہیں رہتے۔ میں نے ان کو فرانس کے دوسرے سرے پر ایک آباد شہر میں بھیج دیا ہے۔ جہاں وہ ایک محفوظ مقام پر ۲۰ جانثار دوستوں کی حفاظت میں ہیں جنہیں تاکید کر دی گئی ہے کہ اس جنگ کے خاتمہ تک والدہ کو ایک ثانیہ کے لئے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔۔۔ تفصیل چاہتے ہو؟ تو سنو۔ وہ شہر کے محافظان قلعہ میں سے ایک مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں۔ قلعہ کے دروازے رات کو بند اور دن میں کوئی بے اجازت اندر جا نہیں سکتا۔ جاتے بھی تو حکام قلعہ کا ایک آدمی اس کے ساتھ رہتا ہے۔"

یہ کہکر وہ لوپن کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اور اس طرح دیکھنے لگا۔ جیسے ایک بچہ دوسرے کو چڑا رہا ہو۔ آخر میں ابرو اٹھا کر بولا۔

"کیوں ماسٹر۔ اب کہو"

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ لوپن بالکل بے حرکت کھڑا تھا۔ اس کے بدن کا کوئی حصہ، چہرہ کا کوئی عضلہ ہلتا نظر نہ آتا تھا۔ نہ معلوم دل میں کیا خیالات تھے۔ خدا جانے آئندہ کی نسبت کیا سوچ رہا تھا۔ میرے لیے جو اس کے زبردست وقار سے آگاہ اور جذبات خودداری سے واقف ہوں۔ اندازہ یہ جاننا مشکل نہ تھا کہ وہ سخت ذہنی اضطرار کی حالت میں ہے۔ اس طوفان جوش میں جس کا مدارک دشمن کی ہزیمت۔ فاش ہزیمت کے سوا کوئی چیز نہیں کرتی۔ فقط انگلیاں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تشنجی حرکات کرتی تھیں۔ یکسر ثانیہ کو میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ شاید ہزلٹ پر حملہ کرکے گردن مروڑ دینے کی فکر کر رہا ہے۔

وہی آواز پھر آئی۔

"کیوں ماسٹر۔ اب کہو"

دفعتاً لوپن نے وہ تار جسے پہلے میز پر رکھ دیا تھا۔ اٹھایا۔ اور اسے پیش کرتے ہوئے پرسکون لہجہ میں کہا۔

"لے بچے۔ اسے پڑھ"

ہاٹرلٹ یا تو مطمئن اور مسرور تھا۔ یا اب لوپن کی اس حرکت کو دیکھ اور اس کے الفاظ سن کر ہکا بکا ہوگیا۔ چہرہ نے سنجیدگی کے آثار اختیار کیے۔ تار ہاتھ میں لے کر کھولا۔ اور مضطربانہ پڑھا پھر جلدی سے نظر ہٹا کر کہنے لگا۔

"میں نہیں سمجھا۔۔۔ اس کا کیا مطلب ہے؟"

"حالانکہ بہت دشوار نہ تھا۔ کم از کم پہلا لفظ ضرور سمجھ گئے ہوگے۔۔۔ شربرگ جو اس کا

مقام روانگی ہے؟"

"ہاں شربرگ... اس کو تو سمجھ گیا۔ مگر نانگے...؟"

"اگر اس کو سمجھ لیا۔ تو باقی کیا تھا؟ ارباب ہاتھ آگیا۔ اب دوستوں کے پاس ہے۔ ہدایات کا انتظار سویرے آٹھ بجے تک کیا جائے گا۔" یہ مضمون ہے اور اس میں اگر لفظ ارباب کی جگہ تمہارے والد کا نام لکھ دیا جائے تو کیا مضمون واضح نہیں ہو جاتا؟... تم شاید پوچھو گے کہ کام کیونکر ہوا؟ کونسا معجزہ تھا جس سے تمہارے والد کو قلعہ کی حفاظت سے نکالا گیا؟ اور میں دوستوں کی موجودگی میں... مگر آہ۔ یہ سب سہل ہے۔ ایسی باتیں لوپن کے لئے نئی نہیں۔ خیر کامیابی کا ثبوت تمہارے سامنے ہے... کیوں بچے۔ اب کہو؟"

لوپن نے بارلٹ کا فقرہ جس انداز سے دوہرایا وہ بے رحمانہ مگر خوب تھا۔ آسیبڈور نے تار پڑھ کر اور لوپن کا چبھتا ہوا طنزیہ سوال سن کر ضبط کی انتہائی کوشش کی۔ اس کے باوجود میں نے دیکھا۔ اس کے ہونٹ تھرائے اور آنکھیں نارا بنی ہوئی تھیں۔ چند بے جوڑ الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔ چند بار اس نے گہرے سانس بھی لئے۔ پھر خاموش ہو گیا۔ لیکن دفعتاً ہجوم جذبات غالب ہوا۔ ضبط جو کچھ باقی تھا۔ جاتا رہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھکا اور بچوں کی طرح ہچکیاں لیکر روتے ہوئے بے اختیار کہنے لگا۔

"والد!... ہائے والد!"

نظارہ غیر متوقع تھا۔

میں نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

ایک طرف لوپن تھا۔ اس فوری کامیابی پر پھولا ہوا۔ وقار سے گردن اٹھائے مسرور آنکھوں سے دیکھتا...

اور اس کے سامنے بارلٹ... وہ آسیبڈور بارلٹ۔ جو اب تک غالب اور فاتح

تھا۔ مگر اب مغلوب و پژمردہ۔ فتح و شکست کی اس تبدیلی میں فاتح اور مفتوح دونوں کی حالت قابل دید تھی۔ مگر ہاربرٹ کی صورت میں اس کا رنج شدید۔ اس کا گریہ جانگداز اتنا دردانگیز تھا کہ میرا دل بے اختیار متاثر ہو گیا۔

ضبط بے شک بہادروں کا شیوہ ہے۔ مگر ایک طفل خوردسال سے کہاں تک اس کی امید رکھی جائے۔

لوپن نے ایک اضطرابی حرکت کی۔ پھر ٹوپی اٹھا کر چلنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کمزوری کے اظہار کو نفرت سے دیکھتا ہے۔

مگر دروازہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اور ایک لحظہ متامل رہ کر آہستہ ایک ایک قدم چلتا واپس آیا۔

اس اثنا میں ہاربرٹ نواحی حالات سے بے خبر۔ مار کھائے ہوئے بچے کی طرح۔ سسکیاں لے لے کر روئے جاتا تھا۔ اس کے شانوں کی حرکت۔ گریہ وزاری کی آواز۔ گرم آنسوؤں کے وہ قطرے جو انگلیوں سے چھن کر گر رہے تھے ... خدا جانتا ہے۔ ان باتوں کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔

دفعتاً لوپن آگے جھکا اور ہاربرٹ کو چھوئے بغیر ایسی آواز میں جو طنز و تضحیک سے خالی اور مخالفانہ حقارت سے پاک تھی۔ اس نے کہا۔

"نادان لڑکے۔ اب کیوں روتا ہے؟ بہادر جو میدان جنگ میں حصہ لیں۔ ایسے چرکے کھایا ہی کرتے ہیں۔ سوئے ہوئے شیر کو چھیڑنے سے اکثر خطروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مقابلہ میں بے شک ایک لذت ہے۔ فتح کی۔ مگر ہزیمت کا کسیلا لقمہ بھی کئی بار کھانا پڑتا ہے۔ جنگ جو وہ ہے۔ جو فتح سے زیادہ ہزیمت کے لئے تیار رہے۔ اور جب اس کی نوبت آئے تو دلیری سے برداشت کرے۔" پھر زیادہ نرم لہجہ میں اس نے کہا "میں نہ چاہتا تھا تمہیں اپنے دشمنوں میں جگہ دوں۔ اس چھوٹی سی عمر میں تمہارے اندر ایسی زبردست ذہانت دیکھ کر

میں جان چکا تھا۔ اپنے دل میں تمہاری تعریف کر چکا تھا۔ اسی لئے میں نے سب سے زیادہ اس بات کی کوشش کی کہ تمہیں اس مقابلہ سے باز رکھوں۔ نہ اس لئے کہ میں تم کو ہیچ سمجھتا تھا۔ نہ اس لئے بھی کہ تخت میری خواہش ہے ... بلکہ محض اس لئے کہ مقابلہ ناہموار تھا۔ یعنی میں شروع سے جانتا تھا۔ تمہارا شکست کھانا یقینی ہے ... آہ تم نہیں جان سکتے۔ میرے وسائل کتنے زیادہ کتنے وسیع اور لامحدود ہیں۔ اس پوری سوتی کے راز کو سمجھو جسے شکست کرنے کی تم انتہائی کوشش کر رہے ہو۔ تمہیں کیا خبر وہ کتنا گہرا اور عمیق ہے۔ اور اس کی تہ میں کیا باتیں پوشیدہ ہوئی ہیں۔ نہ میں اس کے ذریعہ کتنی طاقت، عظمت حاصل کر سکتا ہوں۔ تم اس بات سے تو واقف ہوتے ہو میں ایک مدت سے اس کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ پھر تم ان وسائل کی اہمیت کا حال کیا جانو۔ جو مجھے اس کے لئے اختیار کرنے پڑے ہیں۔ پس جب حالت یہ ہو تو کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یہ وہ عقدہ لاینحل ہے۔ تم کبھی جس کی تہ کو نہیں پا سکتے۔ عین اس وقت جب تم سمجھو گے کہ کامیابی ہو گئی۔ فتح کی باگ فوراً تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی یعنی کوئی خامی ضرور ایسی رہ جائے گی۔ جس کا تمہیں پیشتر خیال نہ آیا ہوگا۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ تم اس لاحاصل کو چھوڑ دو۔ میں تم کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔ مگر اس حد تک مجھے مجبوراً پہنچانا پڑے گا۔" پھر اپنا ہاتھ مشفقانہ انداز سے ہاملٹ کی پیشانی پر رکھتے ہوئے کہا۔ "لڑکے اس ہٹ کو چھوڑ دے۔ اس سے نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تو نہیں جانتا اس جدوجہد میں آئندہ کیسی مشکلات کا سامنا ہونے والا ہے ..."

وہ چپ ہو گیا۔ اس لمبی تقریر نے ہاملٹ کے دل پر ضرور کچھ اثر کیا ہوگا۔ کیونکہ اب اس نے چہرہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ رونا بند کر دیا۔ اور متحیر نظروں سے لوبن کی طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ آخری فیصلہ پر غور کر رہا ہے۔ ہاں یا نہیں کہنے سے پہلے سوچنے کی ضرورت تھی۔ اتنی بڑی فتح حاصل کرنے کے بعد ہار ماننے میں تحفظ

کو ایک قدرتی تامل ہوتا ہے۔

آخر وہ بولا تو معلوم ہوتا تھا۔ اب اس کی آواز کا وہ اگلا تکبر بالکل مٹ چکا ہے۔

کہنے لگا "میں اگر مضمون میں ایسی تبدیلیاں کر دوں جن سے تمہارا منشا پورا ہو جائے یعنی تمہارے مرنے کی تصدیق ہو۔ اور بعد ازاں کبھی اس غلطی کی تردید نہ کی جائے۔ تو... تم اس بات کی قسم کھاتے ہو۔ کہ والد کو فوراً رہا کر دو گے ؟"

"ہاں قسم کھاتا ہوں۔ میرے آدمی ان کو موٹر کار پر دوسری جگہ لے گئے ہیں۔ گرینڈ جرنل کا پرچہ دن کے سات بجے شائع ہوگا۔ اگر اس میں تمہارا لکھا ہوا مضمون ویسا ہو۔ جیسا میں چاہتا ہوں۔ تو فوراً ان کو ٹیلیفون پر حکم دے دیا جائے گا۔ کہ وہ تمہارے والد کو رہا کر دیں"

بارٹ نے جواب دینے سے پہلے ایک لمحہ تامل کیا۔ پھر فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"اچھا منظور ہے۔"

اس کے بعد وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اب اس گفتگو کو طول دینا نہیں چاہتا۔ پھر باری باری ہم دونو کو سلام کر کے رخصت ہو گیا۔

یونہی چپ چاپ کھڑا دیکھ رہا تھا۔ آخر جب باہر کا دروازہ بند ہو گیا۔ تو اس نے کہا۔

"عجیب لڑکا۔ اسے کیا معلوم تھا۔ اس جدوجہد میں کیسی عظیم مشکلیں پیش آئی ہیں"

۳

سویرے آٹھ بجے سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ نوکر کی معرفت اخبار گرینڈ جرنل کا پرچہ منگانا تھا۔ وہ قریباً پاؤ گھنٹہ بعد پرچہ لے کر آیا۔ تو معلوم ہوا۔ آج اس اخبار کی بے حد مانگ ہے۔ لاتعداد پرچے اس وقت تک فروخت ہو چکے تھے۔

میں نے دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتی انگلیوں سے اخبار کھولا۔ بارٹ کا مضمون صفحہ اول پر درج تھا۔ میں اس کو بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔

اسرار امبروبیسی کا انکشاف

عجیب و حیرت خیز حالات

ایم۔ ایسیڈو پارڈلٹ کے قلم سے

میں اس مختصر مضمون میں تشریح و تحقیق کا وہ عمل بیان کرنا نہیں چاہتا۔ جس کی بنا پر میں نے ساتھ امبروبیسی کا صحیح حال دریافت کیا۔ کیونکہ استدلال و ترکیب کی کارروائی تو ایسے موقعوں پر اختیار کی جاتی ہے۔ بعض خاص لوگوں کے سوا جو مسائل جرم و تعزیرات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ عوام کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھ سکتی۔ پس میں تفصیل میں داخل نہ ہوتا ہوا۔ فقط ان خیالات کی توضیح کافی سمجھتا ہوں۔ جن کو مدنظر رکھ کر یہ تحقیقات کی گئی میرا خیال ہے اس ذریعہ سے پوری داستان ترتیب واقعات کے اعتبار سے صحیح مسلسل اور مربوط بیان کی جا سکے گی۔

بعض لوگ شاید اعتراض کریں گے کہ وہ واقعات جو اس جگہ درج کئے گئے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔ یعنی کچھ تصدیق طلب باتیں مفروضات کے دائرہ میں چھوڑ دی گئی ہیں۔ یہ اعتراض بے شک صحیح ہے۔ لیکن میرا نظریہ چونکہ مجموعی طور پر ثابت شدہ واقعات سے متعلق ہے۔ اس لئے چند واقعات ثبوت طلب بھی رہ جائیں تو بآسانی تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان ثابت شدہ واقعات کے سلسلہ میں ضرور پیش آئے ہوں گے جس طرح بہتی ہوئی ندی کے ریت میں جذب ہو جانے سے اس ندی کا وجود مٹ نہیں جاتا۔ بلکہ آگے چل کر پھر سطح پر نمودار ہوتا اور آسمان کو منعکس کرتا ہوا اسی رفتار سے بہتا نظر آتا ہے۔ یہی حال اس داستان کے مختلف واقعات کا سمجھنا چاہیئے۔

خیر تو پہلا سوال جو اس تفتیش میں میرے پیش نظر ہوا۔ وہ جزئیات سے قطع نظر من حیث المجموع یہ تھا۔ کہ اپنی بندوق کی گولی کا مہلک زخم کھا کر ایک پوشیدہ مقام پر مر

چھ ہفتے۔ بغیر کسی دوا، غذا یا حفاظت کے کیونکر زندہ رہا؟

اس کا جواب حاصل کرنے کو ہمیں آغاز واقعات کی طرف جانا پڑتا ہے۔ وہ اپریل جمعرات کی رات کو چار بجے آرسین لوپن چوری کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ وہ شاید ابھی ٹھہرتا مگر دو لڑکیوں کی آمد پر کمرے سے نکل کر کھنڈروں کی طرف چل دیا۔ ریمنڈ نے اس پر فیر کیا اور وہ زخم کھا کر وہیں گر پڑا۔ زخمی ہونے کے بعد وہ گھسٹتا ہوا آگے بڑھا۔ اور ایک بار اٹھ کر پھر گر پڑا معلوم ہوتا ہے۔ وہ کسی طرح گرجا تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ گرجا میں کوئی خفیہ مقام کوئی تہ خانہ ایسا ہوگا۔ جس کا راز اس کو پیشتر معلوم ہو چکا تھا۔ سعی عظیم کے بعد وہ کسی طرح اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر چھپنے سے پہلے پس پشت کسی کی چاپ سنائی دیتی ہے۔ زخمی نڈھال اور پریشان وہ مجبوراً ٹھہر جاتا ہے۔ اور یہیں میڈموازل ڈی سینٹ ویران جس کی گولی نے اس کو زخمی کیا تھا۔ اس کو تلاش کرتی ہوئی آ پہنچی ہے۔

یہ اس ناٹک کی تمہید یا پہلا سین ہے۔

اس موقعہ پر دونوں میں کیا باتیں ہوئیں۔ اس کا حال اندازہ ہی سے جانا جا سکتا ہے کیونکہ تیسرا آدمی کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ البتہ واقعات مابعد میں کچھ سراغ ہیں جو مدد دے سکتے ہیں۔ نظارہ یہ ہے کہ ایک آدمی مہلک زخم کھائے ہوئے فرش زمین پر پڑا ہے۔ اس کا پکڑا جانا محال نہیں۔ اور لوگ اس کی تلاش میں آ رہے ہیں۔ وہ اسی لڑکی کی گولی سے مجروح ہوا ہے۔ جو اس کے پاس کھڑی ہے۔ سوال جو میڈموازل کے دل میں پیدا ہوا وہ یہ ہے کیا اس آدمی کو گرفتار کرا دیا جائے؟

دفعتاً اس کے سلسلہ میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کیا جین ڈیول کا قاتل یہی ہے؟ اگر اس شخص نے واقعی جین ڈیول کو قتل کیا تھا۔ تو پھر اس کے بچاؤ کی صورت نہیں۔ اس حالت میں تقدیر کو تعزیر کا عمل پورا کرنا چاہیئے۔ وہ اس سے [illegible] ہے۔ اور شکستہ جملوں میں وہ شخص سارے حالات اسی ترتیب سے بیان کرتا ہے [illegible] وہ

پیش آئے تھے۔ اس کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ جین ڈیول کی ہلاکت اس کے ہاتھوں نہیں میڈموازل کے ماموں۔ ایم۔ ڈی جبورس کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اس کا بیان سچائی کی جھلک رکھتا ہے۔ اور وہ اس پر یقین کر لیتی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کرے؟

جہاں پر یہ دونو موجود ہیں۔ وہاں کوئی ان کو نہیں دیکھتا۔ ایک آدمی دکتر دروازہ پر کھڑا ہے۔ دوسرا البرٹ بیٹھک کی کھڑکی کے پاس ایک زبردست جدوجہد اس لڑکی کے ذہن میں ہو رہی ہے۔ وہ کیا چور کو حوالہ انصاف کرے یا نہ کرے؟

دفعتاً اس کے سینہ میں رحم پیدا ہوتا ہے۔ وہ رحم جو فقط عورت کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے ... وہ جس کی ماہیت کوئی عورت ہی سمجھ سکتی ہے۔ لوپن کے زیر ہدایت وہ اسی کے رومال سے زخم باندھ دیتی ہے۔ تاکہ لہو بہنا رک جائے۔ اور اس کے نشانات پیدا نہ ہوں۔ ریمنڈ کے پاس گرجا کی کنجی ہے۔ وہ خود دروازہ کھولتی ہے۔ اسی کے سہارے لوپن اندر جاتا ہے۔ اور عین اس وقت کہ وہ اسے گرجا میں بند کر کے فارغ ہوتی ہے۔ البرٹ آپہنچتا ہے۔

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر اسی وقت گرجا کا دروازہ کھول کر دیکھا جاتا۔ یا اس کے بعد چند منٹ کے اندر ہی جبکہ لوپن میں شدت ضعف سے تہ خانہ کا پتھر ہٹانے اور اس میں داخل ہونے کی طاقت نہ تھی۔ کوئی اندر آ کر دیکھتا۔ تو لوپن ضرور پکڑا جاتا۔ مگر گرجا کا دروازہ کھولنے کا خیال اس وقت کسی کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور جب ہوا تو اس واقعہ کو چھ گھنٹے گذر گئے تھے۔ اس وقت بھی جو تلاشی لی گئی۔ وہ محض سرسری تھی۔ نتیجہ کیا ہوا؟ لوپن بچ گیا۔ اور مزا دیکھئے کہ بچایا بھی اس لڑکی نے جس کی گولی سے وہ قریب المرگ ہو چکا تھا!

اس وقت کے بعد حالات نے میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کو مجبور کر دیا کہ وہ زخم خوردہ شخص کی امداد کرتی رہے۔ ایک طرح پر وہ اس کی شریک جرم ہو چکی تھی۔ کیونکہ مجرم کو چھپانا

بجائے خود جرم ہے۔ اب ایک طرف وہ اس کو حوالہ پولیس کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی۔ اور دوسری جانب اس کی امداد پر مجبور ہے۔ کیونکہ ایسا نہ کرے۔ تو بدنصیب زخمی کا تہ خانہ میں ہلاک ہونا یقینی ہے۔ یہاں پھر وہی نسوانی رحم غالب آتا ہے۔ اور وہ برابر اس کی امداد کئے جاتی ہے۔

اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ وہ کام جو کسی اور کے لئے موجب تکلیف ہوتا۔ وہ میڈموازل ڈی بینٹ ویراں کے لئے بالکل سہل ہے۔ وہ چونکہ ہوشیار اور سمجھدار لڑکی ہے اس لئے ہر کام اس خوبی سے کرتی ہے۔ کہ کسی کو اس کے مجرم یا نہ ہونے کا گمان تک نہیں ہوتا۔ چنانچہ یاد ہوگا۔ کہ جب یوم واردات کو صاحب مجسٹریٹ نے اس سے اور میڈموازل ڈی جیورس سے مجرم کا حلیہ دریافت کیا۔ تو دونوں میں عظیم اختلاف رائے تھا۔ جو اس لحاظ سے باعث حیرت نہیں سمجھا جاسکتا۔ کہ میڈموازل ڈی بینٹ ویراں نے قصداً غلط حلیہ بیان کیا۔ بعد ازاں اس نے بعض علامات سے جن کا حال ہمیں ابتک معلوم نہیں کرسکا۔ یہ بھی دریافت کیا کہ وہ گولی جو صاحب مجسٹریٹ لے کر آیا تھا۔ لوپن کا ساتھی ہے۔ یہ جاننے کے بعد اسی نے اس کو خبردار کیا۔ اسی نے اس کو یہ اطلاع دی کہ لوپن کو زخم شدید آیا ہے۔ اور گولی نکلوانے کو فوراً عمل جراحی ہونا چاہیئے۔ اسی نے دونوں ٹوپیاں تبدیل کیں۔ اور سب سے بڑھکر اسی نے وہ رقعہ لکھوایا۔ جس میں لوپن کے ساتھیوں کی طرف سے ان کے سردار کی ہلاکت پر انتقام کی خوفناک دھمکیاں درج تھیں۔ آنی عظیم احتیاطیں عمل میں لانے کے بعد کسے شک ہوتا کہ یہ خاتون درپردہ مجرموں کی مددگار ہے۔

ایک مزیداری اور دیکھئے۔ یاد ہوگا کہ جب روزادل ہی میں نے صاحب مجسٹریٹ کے روبرو اس راز کے انکشاف کی کوشش کی تو میڈموازل ڈی بینٹ ویراں نے یہ کہہ کر گفتگو منقطع کردی تھی۔ کہ پہلی شام کو اس نے مجھے پائیں باغ کی سڑک پر پھرتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ایک مصلحتی جھوٹ تھا۔ جس کی ضرورت محض اس لئے پیش آئی کہ صاحب مجسٹریٹ کی

توجہ اصل معاملے سے ہٹ جائے۔ اور اسے اس کوشش میں کامیابی بھی ہوگئی۔ یعنی ایم فلیول گھبرا گئے۔ اور میں چپ رہ گیا۔ چال بجائے خود بڑی خطرناک تھی۔ کیونکہ اسی سے میرے دل میں میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی نسبت شک پیدا ہوا۔ میں جانتا تھا۔ اس کا لگایا ہوا الزام غلط ہے۔ اور یہ ناممکن تھا۔ کہ دشمن کا کوئی آدمی میرا لباس پہن کر سڑک کا گشت کرتے آتا۔ لیکن خطرناک ہونے ہوئے بھی یہ ایک نہایت موثر چال تھی جس کا عارضی فائدہ یہ ہوا کہ وہ راز جو فی الاصل میں اچھالنا چاہتا تھا۔ معرض التوا میں پڑ گیا۔

اس موقعہ پر ایک اہم سوال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ لوپن اگر واقعی زخم کھانے کے بعد زندہ اور چھپا ہوا ہے۔ تو متواتر چالیس دن تک اس کی غذا کا انتظام کس نے کیا؟ یہاں پہ پھر میری نظر میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی طرف گئی۔ اور میری تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ وہی لوپن کو کھانا مہیا کرتی۔ اور دوائیں پہنچاتی تھی۔ اس کے متعلق اگر تصدیق کی ضرورت ہو تو دولی کے دوا ساز سے آسانی کی جا سکتی ہے جو صاف مانتا ہے کہ اس نے میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کے لئے نسخے تیار کئے۔ غرض وہ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں ہی تھی جس نے لوپن کی نگہداشت کی۔ اس کے زخموں پر پٹیاں باندھیں۔ اور وہ سب باتیں کیں۔ جو کسی زخم خوردہ شخص کے متعلق ہونی چاہئیں۔

یہاں پہنچ کر دو سوالوں میں سے جو میرے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک کا حل مل گیا۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا۔ کہ آرسین لوپن کا عدم پتہ ہونا غیر معمولی بات نہ تھا۔ زخمی ہونے کے بعد وہ گرجا کے تہ خانہ میں چھپا ہوا تھا۔ اور اگر کوئی اس وقت اس کو وہاں تلاش کرتا۔ تو یقیناً گرفتار کر لیتا۔ ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اس کی غذا۔ دوا۔ اور نگہداشت کا انتظام کیسے ہوا۔

خیر تو اب اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد کہ لوپن زندہ ہے۔ ہم دوسرے سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی امبر ٹیسی کے دوسرے راز کی طرف جس کا حل پہلے کی نسبت کم دشوار

نہ تھا۔ اور وہ راز یہ تھا کہ لوپن جو صحت یاب ہو کر زندہ اور صحیح سلامت اپنے شاگردوں سے پاس پہنچ گیا۔ اور اب ہر طرح صاحب اختیار تھا۔ کیوں اس بات کی کوشش کرتا تھا۔ کہ پولیس اور پبلک اس کو مردہ خیال کرے۔

ہم کو معلوم ہے۔ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں بے حد حسین لڑکی تھی۔ عدم پتہ ہونے کے بعد اخباروں میں اس کے جتنے فوٹو چھپے۔ ان سے دراصل اس کے حسن و جمال کا بہت کم اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس حالت میں وہی ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی پانچ چھ ہفتے متواتر اس نازنین کے ہر روز لوپن سے ملنے کے باعث آخر الذکر کے دل پر اس کا سحر حسن اثر انداز ہونے لگا۔ اب وہ ہر وقت اس کا منتظر رہتا۔ اور جب پاس ہو۔ تو ایک ناقابل بیان خوشی محسوس کرتا تھا۔ وہ خوشی جس کو سچی محبت کا لازمہ سمجھنا چاہیئے۔ وہ جب اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتی۔ یا جھک کر اسکی طرف دیکھتی یا اس کا ہاتھ سہلاتی۔ تو لوپن کا دل فرط مسرت سے باغ باغ ہو جاتا۔ رفتہ رفتہ وہ اس نازنین پر مفتون ہونے لگا۔ جذبات ممنونیت عشق میں تبدیل ہونے لگے۔ احساس تعریف جذبہ شوق میں چھپنا شروع ہوا۔ اب میڈموازل ڈی سینٹ ویراں اس کی آزادی کا ذریعہ ہی نہیں۔ اس کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور۔ اوقات تنہائی کی مونس زندگی کا سہارا بلکہ یوں کہنا چاہیئے بجائے خود اس کی زندگی تھی

مگر لوپن نہ دل سے اس کی عزت کرتا تھا۔ وہ اسکی عقیدت سے ناجائز فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا اسلئے اسکے ذریعہ سے اپنی جماعت کے نام کسی طرح کے احکام جاری نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ ان ایام میں اس کے کارکن افسردہ اور خاموش بیٹھے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وہ نہ دل سے اس کو چاہتا۔ اور اس پر جان نثار کرتا تھا۔ اسکی محبت وہ ہمہ گیر محبت تھی۔ جو رکاوٹوں سے دبنے کی بجائے ان پر غالب آنا جانتی ہے مگر دوسری طرف خود میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی کیا حالت ہے ؟ وہ اس کی محبت

کو دل میں جگہ دینا نہیں چاہتی۔ وہ اس کی ہمدرد و معاون ہو کر بھی اس کا عشق قابل اعتراض سمجھتی ہے اور ہیرلوپن کو بھت ہوتی ہے۔ ادہر اس کی آمد گھٹنے لگتی ہے۔ یہانتک کہ جس روز وہ پوری طرح صحتیاب ہوجاتا ہے۔ اسکی آمد قطعاً رک جاتی ہے۔ اس حالت میں رنج و غم سے بے قرار ہو کر۔ فرقت کی تاب نہ لاتے ہوئے لوپن ایک خوفناک عہد کرتا ہے۔ اور ۲۔ جون یوم شنبہ کو وہ اپنی جانے کمین سے کل کردہ انتہائی تدبیر عمل میں لاتا ہے جس کا وہ قصد مصمم کر چکا ہے۔ یعنی اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہیمنڈ کو بھگا لے جاتا ہے!

مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی ہر وقت لگا ہوا ہے کہ کسی کو ہیمنڈ کا میرے پاس ہونا معلوم نہ ہو۔ وہ نہیں چاہتا کوئی اس کو تلاش کرے۔ کوئی اس کو ڈھونڈتا ہوا لوپن تک آئے اس کی سہل ترکیب یہ ہے کہ لوگ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کو مردہ تصور کریں۔ قتل کی دھمکی پہلے سے موجود رہے۔ اب پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے بناوٹ درکار ہے۔ اور یہ ایسے طریقہ پر کی جاتی ہے۔ کہ کسی کو حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔ ذرا اس شخص کی عیاری دیکھئے کس خوبی سے سارے ثبوت مہیا کرتا ہے۔

بات اگر کہنے تک رہ جاتی۔ یعنی اتنا ہی کافی سمجھ لیا جاتا۔ کہ لوپن مجروح ہو کر مر گیا اور اس کے شاگردوں نے موت کا انتقام لینے کی غرض سے ہیمنڈ کو مار دیا۔ تو ممکن تھا کسی کے دل میں شکوک پیدا ہوتے۔ پس ضروری ہوا کہ ایسے مکمل ثبوت فراہم کئے جائیں۔ جن پر کسی اعتراض کی گنجائش نہ ہو۔ لوپن جانتا ہے۔ جلد یا دیر میں تہ خانہ کا راز ضرور ظاہر ہو جائیگا اس وقت تہ خانہ اگر خالی ہوا۔ تو لوگوں کو شک ہوگا۔ لوپن مرا یا نہیں مرا۔ اور مرا تو اس کی لاش کہاں گئی؟

پس فیصلہ کیا گیا۔ کہ تہ خانہ میں ایک لاش ضرور ہو۔ اور وہ لاش لوپن کی سمجھی جائے اسی طرح میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کے قتل کا ثبوت تبھی مہیا ہو سکتا تھا۔ کہ اس کی لاش دستیاب ہو جائے۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں نے ساحل بحر تک

سراغ پیدا کیا۔ تاکہ سمجھا جائے ریمنڈ کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش سمندر میں پھینک دی گئی چونکہ پانی ہمیشہ لاش کو کنارہ پر ڈال دیتا ہے۔ اس لئے ایک لاش ساحل بحر پر ضرور ملنی چاہیئے جس کی نسبت لوگ سمجھیں۔ مبلے موازل ڈی سینٹ ویراں کی لاش ہے۔

کام بے شک دشوار تھا۔ رکاوٹیں ایسی تھیں جن پر عام آدمی شاید غالب نہ آسکے مگر لوپن کو ناممکنات پر غالب آنے کا دعوٰے ہے۔ وہ مشکلوں سے ڈرنے والا آدمی نہیں جیسا اس کا خیال تھا۔ میں نے گرجا کا تہ خانہ دریافت کیا۔ میں اس تہ خانہ کے اندر بھی گیا۔۔۔ اور دنیا جانتی ہے۔ ایک لاش اس میں موجود تھی!

ایسے کوائفی حالات میں کوئی شخص جو لوپن کی موت ممکن سمجھتا ہو۔ ضرور پریشان ہو جاتا۔ مگر میں نے اس امکان کو شروع ہی سے دل میں جگہ نہ دی تھی۔ اول اس لئے کہ حقیقت نہیں جانتی۔ لوپن ایسا شخص اس آسانی سے مر سکتا ہے۔ دوم اس لئے بھی کہ داخل ہونے کے خلاف میں۔ پس میرے لئے اس کی بہانہ سازیاں لاحاصل اور بے سود تھیں۔ میں جانتا تھا لوپن مرا نہیں۔ تھوڑے مشاہدہ سے معلوم ہوا۔ کہ گرجا کے معبد کا وہ حصہ جو تہ خانہ کے اوپر واقع ہے۔ اس کا بھاری پتھر اکھاڑ کر اس طرح رکھ دیا گیا ہے کہ ہلانے سے فوراً تہ خانہ میں گر جائے گا۔ اور اس کے گرتے ہی آرسین لوپن کی فرضی لاش کا سر ایسا کچلا جائے گا۔ کہ شناخت ناممکن ہوگی۔ اس کے آدھا گھنٹہ بعد خبر سنی۔ کہ مبٹ موازل ڈی سینٹ ویراں کی لاش ڈیپ کے ساحل پر مل گئی ہے۔ بظاہر شناخت کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ کیونکہ چہرہ بگڑا ہوا اور لاش بوسیدہ تھی۔ نشان اگر کچھ تھا تو سونے کی چوڑی کا جو مبٹ موازل ڈی سینٹ ویراں پہنا کرتی تھی۔

دفعتاً ایک یاد میرے ذہن میں تازہ ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ راز جو دل کو پریشان کر رہا تھا۔ حل ہو گیا۔ ڈیپ کا اخبار وجی پڑھتے ہوئے میں نے ایک خبر اس مضمون کی دیکھی تھی۔ کہ ایک امریکن میاں بی بی نے جو انوز مو میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ زہر کھا کر

خودکشی کر لی ہے۔ کیا عجب یہ سوانگ انہی لاشوں سے بھرا گیا ہو۔ میں سیدھا [illegible] روانہ ہوا۔ معلوم ہو گیا۔ واقعہ سچا تھا۔ اور یہ بھی پتہ لگا۔ کہ دونوں لاشیں قانونی کارروائی کے بعد رشتہ داروں کے حوالہ کر دی گئی تھیں ... میں سمجھ گیا یہ نام نہاد رشتہ دار آرسین لوپن کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے!

بس راز حل ہو گیا۔ میں نے معلوم کر لیا۔ کہ لوپن نے کیوں اپنے مرنے کی خبر مشتہر کی۔ کیوں لوگوں کو اس بات کا یقین دلایا کہ مسماۃ ریمونڈ ڈی سینٹ دیراں کو قتل کر دیا گیا محض اس لئے کہ اسے اس لڑکی سے محبت تھی۔ مگر وہ اس راز کو ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس مدعا کو پیش نظر رکھ کر اسے دو لاشیں چرانے سے بھی دریغ نہ ہوا۔ وہ سمجھتا تھا میں اس نمائش کے بعد اطمینان کے ساتھ رہ سکوں گا۔ کوئی مجھ کو پریشان نہ کر سکے گا۔ کوئی اس حقیقت کو معلوم نہ کرنے پائے گا۔ جسے میں چھپانا چاہتا ہوں۔

مگر تین آدمی تھے۔ جن کے دلوں میں شک پیدا ہو سکتا تھا ... تین حریف۔ جن کا خدشہ اب بھی لگا ہوا تھا۔ ایک گینیمارڈ جس کی آمد کا ہر لحظہ انتظار تھا۔ دوسرا شرلک ہومز جو لندن سے روانگی کا فیصلہ کر چکا تھا۔ تیسرا یہ خادم جو موقعہ پر حاضر تھا کوئی خطرہ اپنے انتظام کی تکمیل میں اگر لوپن کو محسوس ہوا۔ تو وہ ان تین شخصوں کے متعلق تھا۔ اور اب دیکھئے اس خطرہ کو مٹانے کے لئے وہ کیا تدبیر عمل میں لاتا ہے۔ گینیمارڈ گم۔ شرلک ہومز بھی گم۔ رہ گیا بندہ۔ تو اس پر وہ اپنے شاگرد بریڈو کے ہاتھوں ایسا وار کرتا ہے۔ جو عرصہ دراز تک بالکل بے کار کر دے گا۔

اب حل طلب بات صرف ایک رہ گئی۔ یعنی کیوں لوپن مجھ سے پولی سوئی کا رقعہ جبراً چھیننے پر تلا ہوا تھا؟ نہ اس لئے کہ وہ کوئی خاص قیمت رکھتا تھا۔ نہ اس لئے بھی کہ وہ سمجھتا تھا۔ اس کو چھین کر وہ اس مختصر مضمون کو جس کی فقط پانچ سطریں تھیں۔ میرے حافظہ سے محو کر دے گا۔ تو پھر کیوں وہ اس کاغذ کو حاصل کرنا

چاہتا تھا۔ کیا اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا۔ اس کاغذ کی نوعیت یا کوئی اور چیز میرے ہاتھ میں اس راز کا کوئی زبردست سراغ دے سکے گی؟

لیکن خیر وجہ کچھ ہو۔ ایمپرومیبی کا راز حل ہو چکا میں نے پیشتر بیان کیا تھا۔ اور اب پھر لکھتا ہوں کہ اس توضیح میں مفروضات کو بہت سا دخل ہے۔ اور میری تحقیقات میں بھی تھا۔ مگر لوپن سے مقابلہ کرتے ہوئے کوئی آدمی اگر محض واقعات پر عمل کرنا چاہے تو سمجھ لو یا اس کو عمر بھر انتظار کرنا پڑے گا۔ یا فقط ایسے ثبوت ہاتھ آئیں گے جو خود لوپن کے اپنے پھیلائے ہوئے ہوں۔ اور ان کی بنا پر تحقیقات کرنے والا یقیناً غلط نتیجہ پر پہنچے گا۔ مجھے کامل امید ہے کہ صحیح واقعات جب بھی معلوم ہوئے میرے بیانات کی ضرور تصدیق کریں گے۔ والسلام۔

۴

مضمون پڑھ کر میں نے اخبار ہاتھ سے رکھ دیا۔

خیال آیا کہ بارلٹ نے تو وعدہ کیا تھا۔ میں اپنا اصل مضمون شائع نہ ہونے دوں گا۔ پھر یہ کیسے چھپ گیا؟ وجہ محض ایک ہو سکتی تھی۔ یعنی ہرچند آسیدڈور نے ہمت کے اضطراب میں اس وقت ایسا کہہ دیا۔ تاہم بعد میں انتہائی کوشش کے باوجود اندراج مضمون سے باز نہ رہ سکا۔ انکشاف اتنا عجیب اور دلکش تھا کہ وہ اسکی اشاعت پر مجبور ہو گیا۔ دنیا منتظر تھی اور اپنی طبیعت مائل۔ کوئی فرشتہ بھی ضبط نہ کر سکتا۔

جس دن یہ مضمون شائع ہوا۔ اسی شام کے اخباروں میں بارلٹ کے باپ کے گم ہونے کی خبر چھپ گئی۔ سہ پہر کے تین بجے خود آسیدڈور کے نام شربرگ سے ایک تار موصول ہوا۔ جس میں یہی اطلاع درج تھی جس سے ثابت ہو گیا۔ لوپن کی دھمکی پوری ہوئی۔

باب - ۵

سراغ

۱

باپ کے گم ہونے کا جو صدمہ نوجوان بارٹلٹ کے دل کو ہوا - اس کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے - ہرچند مضمون متنازعہ کی اشاعت میں احتیاط سے زیادہ اس فوری ترغیب کو دخل تھا - جو انسان کو ہر طرح کی دوربینی اور عاقبت اندیشی سے محروم کر دیتی ہے - لیکن یہ بھی امر واقعہ ہے کہ آسبڈور نے لوپن کی دھمکی کو اتنا قابل اہمیت نہ سمجھا تھا - باپ کا قاعدہ تہ برگ سے گم ہو جانا - اور یہ ایسی حالت میں کہ اس نے اتنی مکمل اور زبردست احتیاطیں اختیار کر لی تھیں - ناممکن نظر آتا تھا - ایم بارٹلٹ سینئر یعنی آسبڈور کے والد تہ برگ میں جن لوگوں کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے - ان کو نہ صرف اس بات کی ہدایت کر دی گئی تھی - کہ وہ ان کو ہر وقت زیر حفاظت رکھیں - بلکہ یہ بھی تاکید تھی - کہ ان کو اکیلا کہیں جانے نہ دیں - حتٰے کہ ان کے نام کوئی خط آئے - تو اسے کھول کر خود دیکھے بغیر ان کے حوالہ نہ کریں - ایسی مکمل تیاریوں کی موجودگی میں لوپن کی لفاظی کے باوجود - کونسا خطرہ تھا جس کے پیش آنے کا احتمال ہوتا ؟ ایمان کی پوچھیئے - تو بارٹلٹ کا خیال محض یہ تھا - کہ لوپن وقت حاصل کرنے یا رعب ڈالنے کو ایسی باتیں کر رہا ہے - ورنہ تہ میں کچھ نہیں -

قلب انسانی کے لئے سب سے سخت صدمہ وہ ہوتا ہے جو غیر متوقع ہو - پس نوجوان بارٹلٹ نے جب باپ کے گم ہونے کی خبر سنی - تو اس کے پیر تلے مٹی سی نکل گئی - حیران و سراسیمہ ہو کر رہ گیا - حتٰے کہ پہلی پریشانی میں یہ جاننا بھی دشوار ہوا - اب کیا کرنا چاہیئے - آخر کچھ عرصہ بعد جب دماغ ٹھکانے ہوا تو ایک خیال ذہن پہ

چنانچہ اب یہ تھا۔ یہ کہ خود موقعہ پر جا کر سارے حالات دیکھنا اور سننا چاہیئے کہ اس کے بعد جب میں بے مناسب کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔

پہلے اس نے سنر برگ کو تار بھیجا۔ پھر انتظار کی زحمت گوارا نہ کر کے خود روانہ ہو گیا نو بجے کے قریب وہ گیر سینٹ لیزر کے ریلوے سٹیشن پر کھڑا تھا جس کے چند منٹ بعد وہ نارمنڈی کی ایکسپریس پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔

روانگی سے پہلے اس نے ریلوے بک سٹال سے ایک اخبار خریدا تھا۔ مگر وہ دیر تک اسی طرح بند کا بند پڑا رہا۔ آخر جب سفر کا بڑا حصہ کٹ چکا تو اسے بند اخبار کا خیال آیا۔ اس نے اسے کھولا اور ورق گردانی کرنے لگا۔ اخبار میں لوپن کا ایک مضمون صبح والے مضمون کے جواب میں چھپا ہوا تھا۔ جس کو تمام تر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

بنام ایڈیٹر صاحب اخبار گرینڈ جرنل۔

جناب من! میں اس حقیقت کو چشم انداز نہیں کر سکتا۔ کہ میری ناچیز شخصیت نے جو عہد شجاعت میں یقیناً ہیچ اور ناقابل التفات سمجھی جاتی۔ اوچھی سنسنی کے اس زمانہ میں ایک ناگزیر شہرت حاصل کر لی ہے۔ بہت لوگ آرسین لوپن کے حالات اور اس کے کارنامے سننے کے مشتاق ہیں اور مجھے اس شوق پر کچھ اعتراض بھی نہیں۔ مگر ہر چیز کی طرح شوق تجسس کی بھی ایک حد ہے۔ جس کے آگے نظر سے جانا ناجائز اور نامناسب سمجھا جا سکتا ہے۔ ترقی تہذیب کے اس زمانہ میں اگر کوئی شخص چار دیواری کی حدود میں رہ کر بھی اس تجسس آمیز جبر سے محفوظ نہ رہ سکے تو یقین نہیں جانتا۔ وہ تمدن کہاں تک قابل فخر ہوگا۔ جو ایک شہری کے نجی حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتا۔

ممکن ہے کچھ لوگ مجھ سے اختلاف رائے رکھتے ہوئے یہ عذر پیش کریں کہ جو کچھ ہوا وہ محض تحقیق و تصدیق کے لئے تھا.. مگر تحقیق کس چیز کی؟ اگر کسی کے واقعات زندگی کا استفسار ہی تحقیق سمجھا جا سکتا ہے۔ تو لائیے۔ میں خود ان کے اخذ کئے ہوئے نتیجوں کی

تصدیق کئے دیتا ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میڈموازل ڈی بینٹ ویراں کو قتل نہیں کیا گیا۔ اور وہ زندہ ہے یہ سچ ہے۔ میں اس کو چاہتا ہوں۔ اور یہ بھی کہ وہ مجھ کو نہیں چاہتی۔ اس طفل مکتب بارٹلٹ کی معلومات حیرت انگیز حد تک صحیح ہیں۔ یعنی جو کچھ اس نے اپنے مضمون میں لکھا ہے میں اس کے ہر لفظ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس نے سارے معمے حل کر دیے۔ اور اب کوئی بات باقی نہیں۔ جو گرہ کشائی کا محتاج ہو۔ مگر ... اس سے ہوا کیا؟ بارٹلٹ کے ہاتھ کیا آیا؟ عام لوگوں نے اس سے کیا پایا؟

ایک آدمی گرداب ابتلا میں پھنسا ہوا مجروح مغلوب اور دل ریش درخواست کرتا ہے کہ اس کے باطنی حالات اور خفیہ امیدوں کو عوام کی نظروں میں نہ لایا جائے وہ امن چاہتا ہے ... خالی امن۔ مگر جواب میں اس کی ہجو کھول کر تشہیر کی جاتی ہے۔ اے صاحب ایمان لوگو۔ سچ کہنا۔ اس میں قصوروار کون ہے؟

امن۔ خدا کی عطا کی ہوئی بہترین نعمت۔ میرے دکھی دل کو سب سے زیادہ اسی کی ضرورت تھی۔ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی تشہیر کے لئے ان صدہا چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کا اثر باطل کرنے کے لئے۔ جو اسے اپنے ماموں اور ماموں زاد بہن کے ہاتھوں ایک غریب رشتہ دار کی اولاد کی حیثیت میں برداشت کرنی پڑی تھیں جن کا حال ابھی ذکر طلب ہے مگر جن کی یاد مدت دراز تک اس کے دل سے محو نہیں ہو سکتی۔ یہ فرض ہے جو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ یعنی میں اس کا خیرخواہ بنتا ہوں۔ وہ جو کچھ چاہتی ہے خواہ دنیا کے سب نایاب جواہرات یا ناقابل تحصیل خزانے اس کی خوشنودی پیش نظر رکھ کر میں اس کو کبھی حاصل کرنے سے دریغ نہ کروں گا یقیناً دانتوں سے لگا ہوا۔ وہ کیا سوال ہوگا جسے میں پورا نہیں کر سکتا۔ ان ذریعوں سے اگلی کدورتیں مٹا کر سائے آرام کی یاد کو کبھی میں اس کے سینہ میں عشق کا نور پیدا کرنے کی آرزو رکھتا ہوں۔

لیکن ان کوششوں میں میری کامیابی ان سے وابستہ ہے۔ پس کیسے

[illegible] ڈر کر نہیں حالات سے مجبور ہو کر میں ہتھیار رکھنا اور اپنے دشمنوں کو شاخ زیتون[1] پیش کرتا ہوں [illegible] وہ مان لیں۔ ان کی عنایت ہے۔ نہ مانیں ان کی مرضی۔ بہرحال میری اس فیاضی کو ڈر، خوف یا کمزوری پر محمول نہ کریں۔ کیونکہ اس آخری صورت میں اگر میں واقعی مقابلہ پر مجبور ہوا۔ تو انجام جو کچھ ہوگا۔ اس کے ذمہ دار وہ آپ سمجھے جائیں گے۔

آخر میں چند الفاظ میں مسٹر ہارنگٹن کی نسبت کہنا چاہتا ہوں۔ اس فرضی نام کے پردہ میں ایک پاک باطن آدمی کی شخصیت پوشیدہ ہے۔ جو امریکن کروڑپتی کوبے کا معتمد تھا۔ اور محض اپنے آقا کے زیر ہدایت فنون لطیفہ کے ان نادرات کو جو یورپ میں محفوظ ہیں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ نحوست طالع سے اس کا تعلق ایم ایٹین ڈی واڈرے المعروف آرسین لوپن یعنی آپ کے نیازمند سے ہو گیا۔ اور اس ذریعہ سے اس نے معلوم کیا۔ کہ ایک صلعب ایم ڈی جیورس ریوبنز کی بنی ہوئی چار نایاب تصویریں، اس شرط پر علیحدہ کرنے کو تیار ہیں کہ اصلی تصویروں کی بجا ویسی ہی نقلیں لگا دی جائیں۔ اور یہ سودا کسی کی نظروں میں نہ آئے۔ میرے دوست واڈرے نے ایم ڈی جیورس سے گرجا کے نادرات حاصل کرنے کا بھی ارادہ کر لیا۔ اور یہ کارروائی واڈرے کی ذہانت اور ہارنگٹن کی ایمانداری سے بوجہ احسن پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مگر ایک روز جبکہ وہ تصویریں اتاری جا چکیں۔ اور گرجا کے نادرات بھی حاصل کر لیے گئے۔ تو پولیس نے مسٹر ہارنگٹن کو گرفتار کر کے حوالات بھیج دیا گیا۔ کوئی جانے اس سے ان چیزوں کی بازیابی کا امکان تھا۔ چونکہ اس معاملہ میں غریب ہارنگٹن کا کچھ بھی قصور نہیں۔ اس لئے انصاف یہ چاہتا ہے کہ اس کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ اور تذلیل ہی درکار ہے۔ تو اس کے لئے مسٹر کوبے موجود ہیں۔ کیونکہ ان ساری باتوں کی تہ میں انہی کا ہاتھ کام کرتا تھا۔ خودغرضی دیکھئے کہ اپنے سکرٹری کی گرفتاری پر انہوں نے ذرا بھی اعتراض نہیں کیا۔

---

[1] مغرب میں شاخ زیتون کو صلح اور امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

میرا دوست لیٹن ڈی داؤرے البتہ مبارکباد کا مستحق ہے جس نے کوپے کے اس ناجائز سلوک کا انتقام لینے کو ایک لاکھ فرانک کی وہ رقم ضبط کرلی ہے جو نے علے الحساب اس سودے کے متعلق ادا کی تھی -

خط لمبا ہوگیا - میں اس بے جا طوالت کے لئے معافی مانگ کر ختم کرتا ہوں -

آپ کا صادق

آرسین لوپن

۲

مضمون پڑھ کر آسیدڑو - بارکٹ نے اس کے ہر لفظ کو اس حزم و احتیاط سے آنکنا شروع کیا جس سے پیشتر یولی سوئی کو پر اسرار دستاویز کو پڑھا تھا - وہ خوب جانتا تھا کہ لوپن بے مدعا کبھی اخباروں کے نام چٹھیاں نہیں لکھتا - پس اس مضمون کی اشاعت میں بھی ضرور کوئی راز مضمر ہوگا - جس کا حال جلد یا دیر میں ضرور ظاہر ہو جائے گا -

لیکن سردست یہ جاننا سخت مشکل تھا - کہ وہ راز کیا ہے - وہ کونسی خفیہ وجہ تھی جس کو مد نظر رکھ کر لوپن نے اپنی مہم کی ناکامی کا اعتراف کیا؟ اور پھر دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ راز اس خط کے کس حصہ میں پوشیدہ ہے؟ منشائے تحریر کیا اس اعلان ہزیمت میں ہے - یا مسٹر ہارلنگٹن کی تصریحات میں یا اس سے بھی آگے ان گول گول فقروں میں جو دیکھنے میں بے ضرر تھے - لیکن جو ممکن تھا مطالب خاص سے لبریز ہوں؟

گاڑی میں بیٹھا ہوا وہ دیر تک غور و فکر کرتا رہا - صریحاً وہ اس خط کو بدگمانی کی نظروں سے دیکھتا تھا - رہ رہ کر دل میں خیال آتا - کہ اس کی اشاعت کا منشا مجھ کو گمراہ کرنا ہے - یا کیا؟ وہ جب سے لوپن کے مقابلہ پر اترا تھا - آج پہلی بار ایک عجیب طرح کا خوف محسوس کرنے لگا - اور یہ اس لئے کہ وار کھلا نہیں مبہم اور نامعلوم تھا - اس سلسلہ میں اس کو اپنے بڈھے باپ کا بھی خیال آیا - جو محض اسکی حماقت سے - دشمن کی حراست میں آ چکا

تھا۔ اس خیال کے آتے ہی آسبڈر کے دل میں ایک عجیب درد پیدا ہوا۔ وہ سوچنے لگا کہ غیر مساوی حالات میں لوپن کا مقابلہ جاری رکھنا کیا داخلِ حماقت نہیں ہے۔ کیا ہر کارد دشمن پر فتح کی امید ہو سکتی ہے۔ کیا لوپن ابھی سے پوری کامیابی حاصل نہیں

مگر یہ ایک عارضی کمزوری تھی جس کا احساس فوراً زائل ہو گیا حتے کہ سویرے چھ بجے گاڑی سے اترا۔ تو چند گھنٹوں کی نیند سے طبیعت بحال ہونے کے ساتھ ہی وہ اندیشے جو پیشتر اس کے دل میں پیدا ہوئے — زائل ہو چکے تھے۔ پلیٹ فارم پر ایم۔ فریرول یعنی قلعہ کا محرر جس کے پاس آسبڈر کے والد ٹھیرے ہوئے تھے۔ اپنی بھتیجی جارت کو ساتھ لئے جو بارہ تیرہ سال کی ایک شوخ و شنگ لڑکی تھی۔ منتظر نظر آیا۔

"کہیے؟" آسبڈر نے اترتے ہی پوچھا۔

مگر اس کے جواب میں شخص مذکور نے کراہنا اور ٹھنڈی سانسیں لینا شروع کر دیا۔ آسبڈر نے اسے روکا۔ اور اپنے ساتھ پاس ہی قہوہ خانہ میں لے گیا۔ تین آدمیوں کے لئے کافی طلب کر کے اس نے فریرول سے مختلف سوالات پوچھنے شروع کئے تاکہ اس ذریعہ سے اصلی کیفیت معلوم کر سکے۔

"کیا واقعی دشمن والد کو پکڑ کے لے گیا؟" آسبڈر نے کہا "میرے خیال میں تو یہ سراسر ناممکن تھا۔"

"اس کے باوجود۔۔۔ دیکھیے"

"مگر وہ کب سے غائب ہیں؟"

"خدا جانے"

"کیا؟"

"بات یہ ہے کہ کل صبح چھ بجے سویرے جب وہ کمرے سے باہر آئے تو میں نے

دروازہ کھول کر دیکھا۔ وہ موجود نہ تھے۔"

"مگر پہلے تو ہوں گے؟"

"پرسوں تھے۔ اور کمرہ سے نکل کر نہیں گئے۔ وہ چونکہ تھکن ظاہر کرتے تھے۔ اس لئے بار مجھے چارلٹ ان کا پنچ وہیں لے گئی۔ شام کو سات بجے پھر اس نے ان کو کھانا پہنچایا"

"تو وہ گویا پرسوں شام سات بجے اور کل صبح چھ بجے کے درمیانی عرصہ میں گم ہوئے کیوں؟"

"ہاں۔۔۔ مگر۔۔۔"

"کیا؟"

"رات میں کسی کو قلعہ سے جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہے وہ قلعہ کی حد سے باہر نہیں گئے؟"

"بظاہر یہی۔ مگر میں نے اور میرے دوستوں نے اطراف قلعہ کو خوب ہی تلاش کیا۔ اور وہ نہ ملے۔"

"تو ظاہر ہے سے چلے گئے ہوں گے۔"

"یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ رستے سب محفوظ تھے۔"

"عجیب بات ہے" بارلٹ نے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا۔

"خیر اس کے بعد کیا ہوا؟"

"میں اسی وقت صاحب کمانڈنٹ کے پاس گیا۔ اور ان کو اس واقعہ کی خبر دی"

"اور وہ تمہارے ساتھ مکان پر آئے؟"

"جی ہاں۔ ساتھ میں پولیس کا ایک اہلکار بھی تھا۔ ہم نے دیر تک سب حصوں کو بغور دیکھا۔ مگر جب کوئی سراغ نہ ملا۔ تو مایوس ہو کر ناچار آپ کے نام تار بھیجا۔"

"اچھا یہ بتاؤ۔ والد جس بستر پر سویا کرتے تھے۔ وہ کیا شکن آلود تھا؟"

"نہیں"

"اس کمرہ کا کوئی اور سامان بے ترتیب نظر آیا؟"

"یہ بھی نہیں۔ میں نے دیکھا۔ ان کا پائپ۔ تمباکو، نیز وہ کتاب جسے پڑھ رہے تھے سب چیزیں ایک طرف قرینہ سے رکھی ہوئی تھیں۔ اور کتاب میں آپ کا ایک فوٹو بطور نشان موجود تھا۔"

"میرا فوٹو!... ٹھیرو میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

فرد بردل نے تصویر پیش کی جسے دیکھ کر بارلٹ چونک گیا۔ یہ ایک معمولی سنیپ شاٹ تھا جس میں نظر آیا۔ کہ بارلٹ ایک کشادہ لان پر دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے کھڑے ہے۔ اور پس پشت دور تک کھنڈر اور درخت پھیلے ہوئے ہیں۔

"یہ فوٹو شاید آپ نے حال میں اپنے والد کو بھیجا ہوگا۔" فرد بردل نے کہا۔ "دیکھئے پشت پر ۳ مارچ، اپریل تاریخ۔ فوٹو گرافر کا نام۔ آرڈی دال اور شہر کا نام لائین درج ہے۔ جس سے مراد غالباً لائین سر مرسے ہوگی۔"

آسپاڈور نے فوٹو الٹ کر دیکھا۔ واقعی اس کی اپنی تحریر میں یہ چند الفاظ درج تھے

آرڈی دال ۳-۴ لائین

وہ تھوڑی دیر چپ چاپ ان لفظوں کو دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"یہ تصویر والد نے پیشتر بھی آپ کو دکھائی تھی؟"

"نہیں میں نے کل اسے دیکھا۔ تو بڑی حیرت ہوئی۔ آپ کے والد بارہا آپ کا ذکر کرتے تھے۔ مگر اس تصویر کا حال انہوں نے کبھی نہیں کہا۔"

اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ بارلٹ گہری فکر میں ہے۔ آخر فرد بردل نے کہا۔

"مجھے ورکشاپ میں کچھ کام کرنا ہے۔ آئیے چلیں"

آسٹیڈ درچپ چاپ تصویر پر نظر جمائے اس کے ہر حصہ کو بغور دیکھ رہا تھا۔ بہت دیر کے بعد اس نے پوچھا۔

"یہاں پاس ہی لائین نام کی کوئی سرائے ہے؟... مثلاً لائین ڈار"

"ہاں۔ قریباً ایک فرسنگ کے فاصلہ پر۔"

"ولونز کی سڑک پر؟"

"ہاں ولونز کی سڑک پر۔"

"بس تو میرا خیال صحیح نکلا۔ لوپن کے آدمی اسی سرائے میں ٹھیرے ہوئے تھے وہیں سے انہوں نے والد کو بھگایا۔"

"آہ۔ یہ آپ کیا کہتے ہیں! آپکے والد نہ کسی سے ملے۔ نہ کسی سے گفتگو کی..."

"بے شک نہیں کی۔ دشمن نے یہ کام کسی "خاص" کی معرفت کیا ہے"

"ثبوت؟"

"یہ تصویر"

"تصویر تو خود آپ کی ہے۔"

"مگر میری بھیجی ہوئی نہیں۔ مجھے اس کا علم اب پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ فوٹو میری لاعلمی میں ایمبرومیسی کے کھنڈروں کے پاس لیا گیا۔ اور غالباً اس میں صاحب مجسٹریٹ کے محرر بریڈو کا ہاتھ تھا۔ جو آرسین لوپن کی جماعت سے ملا ہوا ہے"

"اچھا خیر"

"بس دشمن نے اس تصویر کو والد تک اپنی رسائی کا ذریعہ بنا لیا۔ عام حالات میں وہ بے شک کسی سے ملنا منظور نہ کرتے۔ مگر اس تصویر کو دیکھکر سارے شکوک جاتے رہے۔"

"آخر کوئی تو اس تصویر کو لیکر ان کے پاس آیا ہوگا۔ آخر وہ کون تھا؟"

"یہ میں بھی نہیں جانتا۔ بہرحال ان کو سخت دھوکا دیا گیا ہے۔ اس تصویر کے ذریعہ دشمن نے یہ بات ان کے ذہن نشین کرادی۔ کہ میں کہیں آس پاس ٹھہرا ہوا اور ان سے ملنا چاہتا ہوں یعنی سرائے لائین ڈار میں"

"مگر یہ سب خیال آرائیاں ہیں۔ ان کی نسبت یقین کیسے ہو؟"

"آسانی سے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو ان لوگوں نے پہلے میرے خط کی نقل اتاری پھر فوٹو کی پشت پر سڑک کا نام لکھا۔ کیونکہ آرڈی وال سے کسی فوٹو گرافر کا نام نہیں روٹ ڈی ولونسز مراد ہے یعنی ولونسز کی سڑک ۳۰۴ کا مطلب ۳ کلو میٹر کسر چار سو۔ اور لائین کے معنی سرائے لائین ڈار۔ والد یہ سمجھ کر کہ یہ سب کچھ میرا لکھا ہوا ہے۔ اس سرائے میں گئے۔ اور دشمنوں کے ہاتھ آ گئے۔"

فرویرول اس تشریح سے حیرت زدہ رہ گیا۔

"بالفرض یہ ٹھیک ہو" اس نے کہا۔ "تو بھی سوال رہ جاتا ہے۔ وہ راتوں رات رخصت کیونکر ہوئے؟"

"میرے خیال میں وہ رات کو نہیں۔ دن کے وقت یہاں سے گئے تھے۔ کچھ نے ملاقات پر پہنچنے سے پہلے رستہ میں رات کا انتظار کرتے رہے ہوں گے"۔

"پھر بھی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کیسے گئے ہوں گے۔ پرسوں دن بھر وہ اپنے کمرہ سے باہر نہیں آئے"۔

"خیر اس کی تصدیق ایک اور ذریعے سے کی جا سکتی ہے۔ آپ ذرا پہرہ دار سے مل کر دریافت کریں معلوم ہو جائے گا۔ مگر جلدی کیجئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اور میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا"

"کیا واپس جاؤ گے؟"

"ہاں۔ اگلی ٹرین پر چلا جاؤں گا۔"

"مگر آپ نے اب تک کوئی تحقیقات بھی تو نہیں کی۔"

"یہ نہ کہئے۔ میری تحقیقات ہر طرح مکمل ہو گئی ہے۔ جو کچھ مجھ کو جاننا تھا۔ جان لیا۔ اب تضیع اوقات بے سود ہے۔"

فرو برول اٹھا۔ اور بارٹلٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے چہرہ سے حیرت و تعریف ظاہر ہوتی تھی۔ ایک لمحہ تامل کر کے اس نے ٹوپی اٹھائی۔ پھر اپنی لڑکی سے کہا۔

"چارلٹ تم میرے ساتھ چلو گی؟"

"نہیں" بارٹلٹ نے جواب دیا۔ "فی الحال اس کو رہنے دو۔ میں ایک مدت سے اس کو جانتا ہوں۔ کچھ باتیں کریں گے۔"

۳

فرو برول چلا گیا۔ تو کمرہ میں صرف بارٹلٹ اور وہ لڑکی باقی رہ گئے۔ چند منٹ اسی طرح گذرے۔ اتنے میں ویٹر آیا۔ اور چاء کا سامان اٹھا کر لے گیا۔ دفعتاً بارٹلٹ کی آنکھیں چارلٹ کی آنکھوں سے ملیں۔ اور اس نے اپنا ہاتھ آہستہ سے لڑکی کے ہاتھ پر رکھا۔

چارلٹ پہلے مضطربانہ اسکی طرف دیکھتی رہی۔ اس کی صورت سے سخت پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ پھر اپنا چہرہ بازوؤں سے ڈھک کر سسکیاں لینے اور رونے لگی۔

بارٹلٹ چپ رہا۔ آخر جب چارلٹ کو روتے کئی منٹ ہو گئے۔ تو بولا۔

"سچ کہنا۔ یہ شرارت کیا تمہاری نہ تھی؟ کیا تمہیں اس فوٹو کو والد کے پاس نہ لائی تھیں؟ دیکھو انکار نہ کرو۔۔ تمہارا یہ کہنا کہ والد دو دن بیشتر اپنے کمرہ میں تھے۔ یہ بھی صحیح نہیں۔ اور یہ جھوٹ تم نے محض اس لیئے بولا ہے۔ کہ وہ تمہاری ہی تحریک سے رخصت ہوئے تھے۔"

لڑکی خاموش تھی۔ بارٹلٹ نے پھر کہا۔

"آخر کیوں تم نے ایسا کیا؟ کیا ان لوگوں نے تمہیں کوئی لالچ دیا تھا.. نئے کپڑوں کا یا کچھ اور؟"

اس نے بارلٹ کے دونو بازو ہٹا کر سر کو اٹھایا۔ تو دیکھا اس کا خوشنما چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ صورت سے کمزوری برستی تھی۔ صریحاً وہ ایسی لڑکی نہ تھی۔ کہ ترغیب و تحریص کا مقابلہ کر سکتی۔

"خیر جو ہو چکا۔ اس کا رنج لاحاصل ہے۔" بارٹلٹ نے کہا "اب میں نہ پوچھوں گا یہ کام کیسے ہوا۔ ہاں یہ بتا دو۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تم اگر تحقیقات میں کچھ بھی امداد دے سکتی ہو تو خدا کے لئے دریغ نہ کرنا۔ کیا جانتی ہو۔ ان لوگوں نے والد سے کیا کہا تھا۔ اور وہ انہیں کیونکر لے گئے؟"

"موٹر کار پر۔" لڑکی نے جلدی سے جواب دیا۔ "میں نے اس کے متعلق کچھ باتیں سنی تھیں۔"

"اور یہ بھی معلوم ہے۔ وہ کس راہ پر گئے؟"

"افسوس یہ میں نہیں جانتی۔"

"خوب سوچ کر جواب دو۔ تمہارے سامنے انہوں نے کوئی بات ایسی کہی تھی جس سے تحقیقات میں مدد مل سکے؟"

"نہیں... یاد پڑتا ہے۔ ایک آدمی نے اتنا کہا تھا۔ کہ وقت بہت قیمتی ہے۔ ہمارے سردار آج آٹھ بجے ٹیلیفون پر حکم دیں گے۔"

"جگہ معلوم نہیں... یعنی وہ کس جگہ ان کو لے گئے؟"

"نہ۔ جگہ کا نام یاد نہیں۔ بھول گیا۔"

"سوچو۔ سوچو... کسی شہر کا نام لیا تھا..."

"ہاں کسی شہر کا ہی لیا تھا۔ سنا تو... کوئی ایسا ہی لفظ تھا؟"

"شاٹو بریان؟... شاٹو تھیری؟"

"نہیں"

"شاٹو ڑو؟"

"ہاں بس یہ تھا... شاٹو ڑو!"

انتظار لاحاصل تھا۔ بارلٹ جھٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور فروبرول کا انتظار کئے بغیر۔ اس لڑکی سے بھی کچھ کہے بنا جو تصویر حیرت بنی ہوئی اس کی طرف دیکھ رہی تھی چل دیا۔

سٹیشن پر پہنچکر اس نے سیدھا ٹکٹ گھر کا رخ کیا۔

"شاٹو ڑو... میڈم ایک ٹکٹ شاٹو ڑو کا... ذرا جلدی کیجئے" اس نے ٹکٹ بیچنے والی عورت سے کہا۔

"کیا مانس اور تور ہو کر جانا پڑے گا؟"

"غالباً چھوٹا راستہ یہی ہے۔ کیا لنچ کھانے تک پہنچ جاؤں گا؟"

"افسوس نہیں؟"

"رات کے کھانے تک بھی؟"

"نہیں۔ اس کے لئے آپ کو پیرس ہو کر جانا چاہیئے تھا۔ پیرس کی ایکسپریس نو بجے چھوٹتی ہے۔ اب تو چل گئی ہوگی"

اتفاق سے گاڑی چھٹنے میں ابھی ایک منٹ باقی تھا۔ وہ دوڑا ہوا گیا۔ اور چلتی ٹرین پر سوار ہو گیا۔

ٹرین پوری رفتار سے چل رہی تھی۔ کہ بارلٹ نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے مشربرگ میں میرے دو گھنٹے ضائع نہیں ہوئے۔ اس قلیل عرصہ میں میں نے کئی ایک باتیں دریافت کر لی ہیں"

اس کے دل میں ایک لمحہ کو یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ جو کچھ چارلٹ نے کیا!!... جھٹ

ہوگا۔ فطرت انسانی کی نسبت اس کا مشاہدہ یہ کہتا تھا۔ کہ ایسی کمزور طبیعتیں گو بدترین غداری کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔ تاہم سچائی کی رمق ضرور ان میں باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چارلٹ کی سہمگیں آنکھوں میں اس نے وہ آثار ندامت دیکھے تھے۔ جو سچی پشیمانی کا مظہر سمجھے جا سکتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ خیال پوری طرح اس کے ذہن نشین ہو چکا تھا۔ کہ شاؤڈرو ہی وہ مقام ہے جس کا ذکر لوپن نے اپنی تقریر میں مبہم طور پر کیا تھا۔ اور وہیں اب والد کا سراغ ملے گا۔

۴

پیرس پہنچ کر سب سے پہلے اس نے یہ تحقیق کیا کہ کوئی پیچھا تو نہیں کرتا۔ اسکی زندگی میں یہ بڑا نازک وقت تھا۔ باپ کی تلاش میں سیدھی راہ پر چلتے ہوئے وہ اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔ کہ اگر ذرا سہو ہو گیا۔ تو کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔

سٹیشن سے چل کر وہ ایک طالب علم دوست کے مکان پر پہنچا۔ اور اس سے ایک گھنٹہ بعد باہر نکلا۔ تو صورت بالکل پہچانی نہ جاتی تھی۔ پاؤں میں لمبی گرم جرابیں اوپر نکر اور گلے میں براؤن چیک سوٹ۔ بشرہ سے تیس برس عمر کا انگریز نظر آتا تھا۔ تصویر کشی کا سامان ساتھ لئے وہ ایک بائیسکل پر چڑھا۔ اور گیرڈ آسٹرلز کی طرف روانہ ہوا۔

وہ رات اسوڈن میں بسر کی۔ سویرے پھر بائیسکل پر چلا۔ اور سات بجے کے قریب شاؤڈرو کے ڈاک خانہ میں پیرس کا رستہ دریافت کیا۔ اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ دو دن پیشتر قریباً اسی وقت ایک اور آدمی نے موٹر کا لباس پہنے ہوئے پیرس کا رستہ پوچھا تھا۔ اس سے سب سے شکوک جاتے رہے۔ وہ لوگ اس کے باپ کو ضرور یہیں لائے ہوں گے۔

سہ پہر تک ناقابل تردید شہادت حاصل ہو گئی۔ کہ ایک لموسین موٹر تورنے سے آتی ہوئی بوزن کانسے اور شاؤڈرو سے گذر کر جنگل کے پاس ٹھیری تھی۔ اسی روز دس بجے ایک

کرایہ کی گاڑی جیسے کوئی شخص نامعلوم چلاتا تھا۔ موٹر کے پاس پہنچی اور وادی بوزین کے رستہ جنوب کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس وقت اس میں گاڑیبان کے علاوہ ایک شخص اور بھی سوار تھا۔ گاڑی چلی گئی۔ تو موٹر سمت مخالف میں اسوڈن کی طرف روانہ ہوئی۔

اب ضرورت گاڑیبان کا پتہ لگانے کی تھی۔ اس میں کامیابی تو ہوگئی۔ مگر کام کی بات اس سے بھی معلوم نہ ہوسکی۔ اس نے بتایا۔ ایک آدمی دن بھر کے لئے میری گاڑی کرایہ پہ لے گیا۔ اور وہ خود ہی اس کو چلاتا رہا۔ دوسرے دن گاڑی واپس دے گیا۔ اس سے آگے میں کچھ نہیں جانتا۔

شام تک آسیڈور نے یہ بھی معلوم کر لیا۔ کہ موٹر کار اسوڈن سے گذر کر آرلینز کی سڑک پر روانہ ہوئی تھی۔ جس کا مطلب یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ پیرس چلی گئی۔

ان سب باتوں سے جو نتیجہ اس نے اخذ کیا۔ یہ تھا۔ کہ اس کے والد قریب ہی کسی مقام پر زیر حراست ہیں۔ ورنہ کیا وجہ تھی۔ کہ یون کے آدمی کئی سو میل کا فاصلہ طے کر کے شاتوڑو میں ٹیلیفون کا پیغام سننے آتے۔ اور اس کے بعد پیرس کی سڑک پہ چلے جاتے یقیناً وہ لوگ میرے باپ کو قریب ہی کسی مقام پہ چھوڑ گئے ہوں گے۔

ننھے سے دل میں امید وبیم کا اشتراک لئے ہوئے آسیڈور نے اپنے آپ سے کہا

"جگہ بالکل قریب ہے۔ اور والد میرا انتظار کر رہے ہیں۔ اب یہ فرض میرا ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو۔ ان کو بچانے کی کوشش کروں۔"

جیسا امید کی جا سکتی ہے۔ اس نے باپ کی تلاش کا کام پوری سرگرمی سے شروع کر دیا۔

دفتر جنگ کا بنا ہوا ایک مفصل نقشہ سامنے رکھ کر اس نے نواحی علاقہ کو کئی چھوٹے چھوٹے حصوں پر تقسیم کیا۔ اور پھر ایک ایک حصہ کی تلاش شروع کی۔ ایسا کرتے ہوئے اس نے کوئی

گھر۔ کوئی جھونپڑی نہیں چھوڑی۔ وہ کاشتکاروں۔ مدرسوں۔ گر[illegible] اور دیہی حلقے کے دہقا[illegible] کی عورتوں سے بھی ملا۔ کیونکہ اس بات کا عہد مصمم کر چکا تھا۔ کہ وال[illegible] میں بہت جلد کامیابی حاصل کروں گا۔ اس کام میں یہ خیال اور زیادہ باعث تحر[illegible] کہ یہ کوششیں والد کی رہائی تک ہی محدود نہ رہیں گی۔ ان کے ذریعہ سے میں ریمنڈ[illegible] ویران گیمبارڈ شریک ہوئے اور اسی طرح اور لوگوں کو بھی جنہیں لوپن نے قید کر رکھا [illegible] پکڑنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میری کوششیں اس سے بھی آگے لوپن کی جائے کمین تک پہنچیں گی اور میں اس کو گرفتار کرانے کے علاوہ وہ بیش بہا چیزیں جن کو چرا کر اس نے جمع کر رکھا ہے حوالہ پولیس کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔

پندرہ دن اس نے لگاتار کوشش جاری رکھی۔ لیکن جب اتنا عرصہ گذرنے پر بھی کامیابی کے آثار نظر نہ آئے۔ تو قدرتی طور پر اس کی امیدیں ہراس میں تبدیل ہونے لگیں۔ کامیابی کی امید ہی ہمت اور طاقت عطا کرتی ہے۔ جب وہ عرصہ قلیل میں پوری ہو جائے۔ ورنہ یاس فوراً اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اس طرح بارلٹ جو طبعاً بڑا پُر امید جوان تھا۔ ۱۵ دن کی لگاتار کوششوں کے بعد رفتہ رفتہ مایوس ہونے لگا۔ اور گو اس نے کوشش کا سلسلہ پھر بھی جاری رکھا۔ تاہم کامیابی کی امید اب بہت کم رہ گئی تھی۔

کچھ دن اور گذر گئے جن میں بارلٹ کی مایوسیوں نے اور بھی ترقی کی۔ ایک دن اس نے اخبار میں پڑھا۔ کہ کونٹ ڈی جیورس اپنی بیٹی سوزین کو ساتھ لے کر ایمبروسی سے انیس چلے گئے ہیں۔ اس نے ہارنگٹن کی رہائی کی خبر بھی پڑھی جس کے ساتھ ہی لکھا ہوا تھا۔ کہ آرسین لوپن کی پیش کردہ شہادت کے بعد چونکہ اس شخص کے خلاف کوئی الزام باقی نہیں رہا۔ اس لئے پولیس نے اس کو بے قصور سمجھ کر آزاد کر دیا۔

مایوس و ملول۔ افسردہ و دل خستہ بارلٹ نے اپنا مقام سکونت تبدیل کیا۔ [illegible]ن ہنارٹ میں ٹھیرا۔ دو دن آجنبش میں۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

ہوتے ہوتے معاملہ یہاں تک پہنچا۔ کہ اب وہ اپنی کوششوں سے دست بردار ہونے کو تیار تھا۔ خیال آیا۔ وہ لوگ والد کو اس گاڑی میں بٹھا کر ایک خاص مقام تک لے گئے ہوں گے۔ مگر اس سے آگے گاڑیاں بدل بدل کر خدا معلوم کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہوگا

ہر طرح تھک کر وہ اس جگہ سے روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ کہ دوشنبہ کی صبح کو ایک بیرنگ لفافہ موصول ہوا۔ جو پیرس کا چلا ہوا تھا۔ بارٹلٹ نے حرف پہچانا۔ نوشت سے جوش سے کانپنے لگا۔ اضطراب کی یہ حالت ہوئی۔ کہ خط کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ڈرتا تھا کہیں پھر میری امیدیں یاس میں نہ بدل جائیں۔ خط کھولتے وقت اس کا ہاتھ زور زور سے کانپ رہا تھا۔ اور وہ جی میں سوچتا تھا۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا دشمن نے میرے مغالطہ کو یہ کوئی نیا جال تو نہیں پھیلایا؟

بارے خط کھولا۔ چٹھی واقعی اس کے باپ کی لکھی ہوئی تھی۔ وہی انداز تحریر۔ وہی خصوصیتیں جو ان کے خط سے منسوب تھیں۔ پڑھا:۔

"عزیز بیٹے۔ میں نہیں جانتا۔ یہ خط تمہارے ہاتھ تک پہنچے گا بھی یا نہیں۔۔۔ کاش پہنچ جائے! رات بھر وہ لوگ مجھے موٹر پر بٹھا کر سفر کرتے رہے۔ پھر علی الصباح ایک گاڑی پر سوار کیا۔ چونکہ میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس لئے میں نہ دیکھ سکا۔ کہاں ہوں۔ نہ اب بھی کچھ معلوم ہے۔ پر ہاں باغ کی نباتات اور مکان کی طرز تعمیر سے خیال آتا ہے۔ کہ اندرون ملک میں کسی جگہ ٹھیرا ہوں۔ یہ کمرہ دوسری منزل پر واقع ہے۔ جس میں دو کھڑکیاں ہیں۔ لہٰذا ایک ان میں سے عشق پیچے کی گھنی بیل سے ڈھکی ہوئی ہے۔ سہ پہر کو اوقات مقررہ پر وہ لوگ سیر کی اجازت دیتے ہیں۔ مگر پہرہ کا انتظام سخت ہے۔

میں اس خط کو پتھر سے باندھ کر اس امید پر باہر پھینک دوں گا۔ کہ شاید کوئی نیک دل مزدور یا کسان اس کو اٹھا کر ڈاک میں ڈال دے۔ اور یہ تمہارے ہاتھوں تک پہنچ جائے

آخر میں تم سے کہتا ہوں میرے لئے نہ رنج کرنا نہ پریشان ہونا۔ مجھے کسی طرح

تکلیف نہیں ہے۔

تمہارا بڈھا باپ جس کو تمہاری پریشانیوں کا موجب ہونے کا سخت رنج ہے۔

بارٹرلٹ

خط واقعی بیرنگ تھا۔ آیڈور نے ڈاکخانہ کی مہر دیکھی۔ کزیون۔ انڈی۔

مگر اس مقام کو تو آیڈور کئی بار دیکھ چکا تھا۔

ایک چھوٹی سی گائڈ بک ہر وقت اس کے پاس رہا کرتی تھی۔ اس کو نکال کر دیکھا معلوم ہوا۔ کزیون ایگو ژدن کی چھاونی ہے۔

اس کو ان نواحات میں پھرتے ہوئے بہت دن ہو گئے تھے۔ اور اس کا موجودہ لباس عام لوگوں کی نظروں میں بھی آ چکا تھا۔ پس اب اس نے ایک انگریز جنٹلمین کا لباس اتار کر فرانسیسی مزدور کا بھیس اختیار کیا۔ اور کزیون روانہ ہوا۔ چھوٹا سا مقام تھا سوچا میں بہت جلد اس کو تلاش کر لوں گا۔

قسمت یاور تھی وہ اس جگہ کے میئر سے ملا۔ جو ایک شریف صورت تجارت پیشہ آدمی تھا۔ اس نے سارا حال سن کر کہا۔

"خط کیا بدھ کو روانہ ہوا تھا؟ تو سنو میں ایک سراغ مہیا کر سکتا ہوں۔ ہفتہ کی صبح کو گیفر جیرل جو جا قو تیز کرتا۔ اور اکثر میلوں میں جاتا ہے۔ گاؤں کے سرے پر مجھے ملا تھا۔ کہنے لگا۔ کیوں موسیو میئر بیرنگ خط بھی ڈاک میں جا سکتا ہے؟"

میں نے جواب دیا "ہاں جا سکتا ہے۔ مگر دوگنے محصول پر۔ میرا خیال ہے۔ وہ خط اسی نے اٹھا کر ڈاک میں ڈالا ہوگا۔"

"اور کیا آپ کو معلوم ہے۔ یہ آدمی کہاں رہتا ہے؟"

"اس طرف گرجا کے پاس ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں۔ کہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟"

اونچے درختوں میں گھری ہوئی ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ یہ جب گئے تو ہر طرف سکوت و سکون تھا۔ آواز سن کر تین نیل کنٹھ پھڑ پھڑاتے ہوئے اڑے۔ یہیں ایک درخت کے ساتھ بڑا سا کتا بندھا ہوا تھا۔ مگر ان کو دیکھ کر نہ وہ ہلا۔ نہ بھونکا۔

پاس جا کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مرا ہوا پڑا ہے!

یہ دوڑتے ہوئے جھونپڑی کے دروازہ پر گئے۔ دروازہ کھلا تھا۔ کیا دیکھتے ہیں مرطوب فرش کی میلی چٹائی پر ایک بڈھا آدمی کپڑے پہنے چت لیٹا ہے!

"گیفر جیرل!" ہیرنے آواز دی" اررر! کیا یہ بھی مر گیا؟"

بڈھے کے دونو ہاتھ سرد تھے۔ چہرہ پیلا۔ مگر دل اب بھی خفیف حرکت کر رہا تھا۔ انتہائی تجسس کے باوجود اس کے جسم پر کسی زخم کا نشان نظر نہیں آیا!

۵

دونو نے مل کر بڈھے کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ مجبور ہو کر بارٹلٹ کسی ڈاکٹر کو بلانے گیا۔ لیکن خدا جانے کیا بات تھی۔ کہ کامیابی ڈاکٹر کو بھی حاصل نہ ہوئی۔ مریض کی حالت سے کوئی تکلیف ظاہر نہ ہوتی تھی۔ بس غفلت کی نیند سویا ہوا تھا۔ ایسی نیند جو قدرتی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ہپناٹزم یا کسی نشہ آور دوا کے استعمال سے پیدا کی جا سکتی ہے

رات بھر آسیڈ ورا اس کے سرہانے بیٹھا رہا۔ آخر پچھلے پہر اس نے دیکھا کہ بڈھے کا سانس تیز چلتا اور بدن بھی کچھ حرکت کر رہا ہے۔ بظاہر قدرت ان زنجیروں کو توڑنا چاہتی تھی جن میں کہ بے حرکت جسم اب تک جکڑا ہوا تھا۔

دن نکلا تو بڈھے نے آنکھ کھولی۔ اٹھا۔ ناشتہ بھی کیا۔ اور پھر گھر کے متفرق کاموں میں مشغول ہو گیا۔ مگر بارٹلٹ جب کبھی اس سے کوئی سوال پوچھتا۔ تو وہ کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ بالکل ایسی حالت تھی۔ گویا دماغ سن ہو گیا۔ اور خارجی اثرات قبول نہیں کرتا۔

اس کے اگلے دن اس نے بارٹلٹ سے پہلی بار پوچھا

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

غالباً اب اس کو گھر میں ایک اجنبی کی موجودگی کا علم ہوا تھا!

اس کے بعد رفتہ رفتہ سب قوا بحال ہوتے گئے۔ اب وہ اچھی طرح باتیں کر سکتا تھا مگر بارٹلٹ جب کبھی اس رات سے پہلے کے حالات دریافت کرتا۔ تو وہ کچھ جواب نہ دے سکتا۔ بظاہر اس کے سوالوں کو سمجھ ہی نہ سکتا تھا۔

معلوم ہوا اس نیند سے پہلے کے واقعات قطعاً اس کے ذہن سے محو ہو گئے ہیں، حالت یہ تھی گویا حافظہ کا رشتہ کسی وسطی مقام پر ٹوٹ چکا ہے۔ نیند سے بعد کے حالات اس کو یاد تھے۔ مگر پہلے کے... بالکل نہیں۔

بارٹلٹ کے لئے بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ وہ جن باتوں کی تحقیق کرنا چاہتا ہے سامنے موجود ہیں۔ چاقو گھسنے والے بڈھے کے دماغ میں کسی اندھیری کوٹھی کے اندر چھپی ہوئی۔ مگر ان تک رسائی ناممکن ہے۔ وہ بارٹلٹ کے سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔ مگر نہیں دیتا انکشاف راز اتنا قریب ہوتے ہوئے اتنا دور ہے!

یہ ایک ایسی روک تھی۔ جس کا بارٹلٹ کو پیشتر گمان نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے اس سد سکندری کو توڑنے میں انتہائی کوشش سے کام لیا۔ مگر لا حاصل! صاف ظاہر تھا کہ اس کام میں آرسین لوپن کا ہاتھ ہے۔ اس آدمی کی شہادت چونکہ لوپن کے لئے مضر تھی لیں اس کے بے ضرر بنانے کی یہ ترکیب اختیار کی گئی۔ اور گو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لوپن کو خط لکھے جانے یا بھیجے کا علم تھا تاہم اس کی دور رس احتیاط ظاہر تھی۔ اور اوہ! کتنی مکمل احتیاط! اب اس بڈھے کا دماغ معطل ہونے پر کوئی ایسا نہ تھا جو بارٹلٹ کو اس بارہ میں واقفیت بہم کر سکتا۔

اس نے سوچنا شروع کیا۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ گیفر جیرل سے کسی طرح کی مدد نہ مل سکے گی۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی دریافت کیا جا سکتا تھا۔ کہ وہ آخری بار کس میلے میں

گیا۔ اور کس راہ سے واپس آیا؟ ممکن تھا اس راہ پر چل کر۔۔۔

اسپیڈور گیبفر جیرل کی جھونپڑی میں جانے کے موقعوں پر خاص احتیاط مدنظر رکھا کرتا تھا۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ دشمن کو اس کی موجودگی کا علم ہو جائے۔ اس طرف سے مایوس ہو کر اس نے فیصلہ کیا۔ کہ اب جھونپڑی میں واپس نہ جاؤں گا۔ بعض ذریعوں سے اس کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ہر جمعہ کو موضع فرنیلسز میں پہنچ لگتی ہے۔ اور وہاں جانے کے دو رستے ہیں۔ ایک شاہراہ دوسرا ایک پگڈنڈیوں سے۔ اس نے ان دونو کو تحقیق کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس سے اگلے دن وہ سڑک پر ہوتا ہوا۔ مقام مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ مگر کوئی قابل ذکر مکان نظر نہ آیا۔ کوئی دو منزلہ عمارت یا اونچی دیوار دکھائی نہ دی۔ جس کی نسبت گمان ہوتا۔

دوپہر کو کھانا کھا کر وہ اس جگہ سے واپسی کی تیاریاں کر رہا تھا۔ کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہے۔ وہی بڈھا گیبفر جیرل چاقو تیز کرنے کی مشین چلاتا گاؤں کے چوک سے گذر رہا ہے یہ بھی تھوڑا فاصلہ دے کر اس کے پیچھے ہو لیا۔

رستہ میں وہ تین جگہ چاقو تیز کرنے ٹھیرا۔ ان موقعوں پر یہ بارلٹ بھی جیب چاپ کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگتا تھا۔ آخر کچھ عرصہ بعد وہ اس گاؤں سے رخصت ہوا۔ اور اس سڑک پر ہو لیا۔ جو گروزان کی طرف جاتی اور ایگوزون کی منڈی سے گذرتی ہے۔

اسپیڈور پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ مگر پانچ ہی منٹ چلا ہو گا۔ کہ معلوم ہوا اس کے سوا ایک شخص اور بھی گیبفر جیرل کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ اسپیڈور کے آگے بھی اس کے اور گیبفر جیرل کے بیچ بڑے اطمینان سے چل رہا تھا۔ جیرل کہیں ٹھیرتا تو وہ بھی ٹھیر جاتا اور جب چلتا تو پھر اس کے ساتھ چلنے لگتا۔ مگر ایک عجیب بات اسپیڈور نے یہ دیکھی کہ وہ چھپنے کی کوشش بالکل نہ کرتا تھا۔

بارٹلٹ نے سوچا۔ یہ شاید پون کا آدمی ہوگا۔ جو اس خیال سے جیرل کا پیچھا کر رہا ہے کہ دیکھے اس مکان کے پاس ٹھہرتا ہے۔ یا نہیں۔

اب اس کا دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ واقعہ جس کا انتظار تھا پیش آیا ہی چاہتا تھا۔

تینوں اسی طرح چلتے ہوئے ایک ڈھال سے گذر کر موضع کروزان پہنچے۔ جیرل اس جگہ قریباً ایک گھنٹہ ٹھیرا۔ پھر دریا کے پاس جا کر پل پر سے گذر گیا۔

مگر اب ایک نہایت عجیب واقعہ پیش آیا۔ جس نے بارٹلٹ کو حیرت زدہ کر دیا یعنی دریا کے پاس جا کر بڈھا تو پل کی راہ سے پار چلا گیا۔ مگر وہ جو اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ وہیں ٹھیر رہا۔ تھوڑی دیر اس جگہ کھڑا ہو کر وہ جیرل کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد وہ جب نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تو یہ اس راہ پہ چلنے لگا۔ جو کھیتوں کی طرف جاتا تھا۔

بارٹلٹ نے تھوڑا تامل کیا۔ سوچتا تھا۔ بڈھے جیرل کے پیچھے جاؤں یا اس آدمی کے۔ تھوڑی دیر اس کشمکش میں رہنے کے بعد وہ اس مرد نامعلوم کے تعاقب میں ہو لیا۔ خیال آیا یہ آدمی غالباً تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ کیفر کدھر جاتا ہے۔ اور اب یہ جاننے کے بعد واپس جائے گا۔ کہاں؟ ... اسی مکان کو ... !

منزل مقصود قریب تھی۔ آسیڈر کو ایک ناقابل بیان خوشی محسوس ہونے لگی۔ وہ شخص ساحل دریا پر چلتا کٹ جنگل میں داخل ہوا۔ اور بارٹلٹ نے پیچھے جا کر دیکھا۔ ایک تنگ رستہ سیدھا افق تک جاتا تھا۔ وہ بھی کچھ فاصلے کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔

مگر جب سارا جنگل عبور کر لیا تو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ وہ آدمی اب کہیں نظر نہ آتا تھا۔ اسی فکر میں سامنے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کہ ناگاہ اس کی نظر ایک اونچی فصیل پر جا لگی اسے دیکھتے ہی منہ سے دبی ہوئی چیخ نکلی۔ وہ دو قدم ہٹا۔ اور درختوں کے سایہ میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ ایک اونچی دیوار جس پر جا بجا برج بنے ہوئے تھے جنگل کے ایک طرف واقع تھی

"یہی ہے! یہی ہے" اس نے اپنے دل سے کہا۔ "والد کی قبیہ کا راز اسی دیوار میں چُھپا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں ووین۔ ان لوگوں کو زیرِ حراست رکھتا ہے۔ جنہیں وہ اپنی راہ سے ہٹانا چاہتا ہو۔"

درختوں کے نیچے تاریکی تھی۔ مگر باہر آنے میں یہ ڈر تھا۔ کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ بڑی آہستگی سے ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتا آہستہ وہ دائیں طرف گھوم کر ایک چھوٹے سے باوڑے پر چڑھ گیا۔ جو درختوں میں چھپا ہوا تھا۔ مگر دیوار اس سے بھی اونچی تھی۔ بہرحال اس جگہ بیٹھ کر اس نے دیکھ لیا۔ کہ عمارت کی چھت پرانی۔ سو تیس سیزدہم کی طرزِ تعمیر پر بنی ہوئی ہے اور اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر برج ہیں۔

آج کے لئے اتنا ہی کام کافی تھا۔ مگر آگے قدم اٹھانے سے پہلے یہ سوچنا ضروری ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ ووین کا راز سامنے تھا۔ اس کو حل کرنے کے لئے اب فقط حزم و احتیاط کی ضرورت تھی۔

وہ چلا آیا۔

۲

پل کے پاس دو خوش ادا لڑکیاں دودھ لئے جاتی تھیں۔ ان سے پوچھا۔

"تم جانتی ہو۔ وہ عمارت جو درختوں کے پیچھے نظر آتی ہے۔ اس کو کیا کہتے ہیں؟"

"آپ کیا اس عمارت کو پوچھتے ہیں۔ جو جنگل کے سرے پر واقع ہے؟"

"ہاں"

"شاتوڈی لاگول اس کا نام ہے۔"

بارنٹ نے سرسری سوال پوچھا تھا۔ مگر اس جواب کو سن کر پاؤں تلے سے مٹی

"شاتوڈی لاگول!" اس نے حیرت سے کہا۔ "کیوں بھلا اس مقام کا نام کیا...

ہوتی ہے

جی نہیں۔ انڈی کی حد دریا کے پار شروع ہوتی ہے۔ ادھر کا علاقہ کریوز کہلاتا ہے۔

آسیڈو کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہوئی۔

شاٹوڈی لاگوٹل ... کریوز کے علاقہ میں!

دستاویز پر لکھا ہوا وہ بے معنی جملہ یعنی لاگوٹل کریوز ... یولی سوتی معنی خیز بن گیا! آسیڈو کے لئے یہ کامیابی غیر متوقع تھی۔

ایک لفظ تک ادا کئے بغیر وہ ان لڑکیوں سے رخصت ہوا۔ مگر واپس جاتے ہوئے اس کی ٹانگیں فرطِ مسرت سے شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتی تھیں۔

باب - ۹

گھرانا

۱

ہارلٹ نے جلدی ہی یہ بات طے کر لی۔ کہ میں اکیلا اس معاملہ کو اپنی کوششوں سے تکمیل تک پہنچاؤں گا۔ پولیس کو اطلاع دینا خطرناک ہوگا۔ ایک اس لئے کہ ضابطہ کی کارروائی ہمیشہ آہستگی کے ساتھ ہوتی ہے۔ دوم اس لئے بھی کہ پولیس کے اہلکار بسا اوقات اخباری رپورٹروں سے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ جن کا نتیجہ انجام کار مضر ہوتا ہے۔ مگر سب سے زیادہ اس خیال سے کہ اس ابتدائی کارروائی کے دوران میں جو پولیس کی شرکت سے لازماً مشتہر ہوگی۔ لوپن فوراً خبردار ہو کر فرار ہو جائے گا۔

... ارادہ مستحکم کر کے ... اگلی صبح اسباب کا بقچہ بغل میں لئے اس سرائے سے ... کر شہر سے ... زیون کے پاس ٹھیرا ہوا تھا۔ گھنی جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔ وہیں

اپنے میلے کپڑے اتارے اور پہلے کی طرح انگریز مصور کا لباس پہنا۔ پھر وہ ایگونڈن کے ایک وکیل سے ملنے گیا۔

اس سے اس نے بیان کیا۔ کہ میں ایک پیشہ ور مصور ہوں۔ اور ان نواحات میں اچھے نظاروں کا شہرہ سن کر تصویر کھینچنے آیا ہوں۔ اگر کسی اچھے مکان کا انتظام ہو جائے۔ تو میرا ارادہ چند سال اس جگہ قیام کرنے کا ہے۔

وکیل صاحب نے چند ایک مکانات کا حال کہا۔ ہارلٹ نے ان کا پتہ نوٹ بک میں لکھ لیا۔ اور پھر پوچھا۔

"آپ کو معلوم ہے۔ یہاں کریوز کے کنارے پر شاتو ڈی لاگول نام کی بھی کوئی عمارت ہے؟"

"شاتو ڈی لاگول!" صاحب مجسٹریٹ نے جلدی سے کہا۔ "ہاں ہے۔ یہ عمارت پانچ سال سے میرے ایک موکل کے پاس ہے مگر میرے خیال میں بکاؤ نہیں۔"

"کیا آپ کا موکل خود اس میں رہتا ہے؟"

"نہیں وہ تو نہیں رہتا۔ البتہ پہلے اس کی ماں اس میں رہا کرتی تھی لیکن عمارت چونکہ بہت کشادہ اور وسیع ہے۔ اور وہ اس میں اداس رہا کرتی تھی۔ اس لئے پچھلے سال اس کو چھوڑ کر چلی گئی۔"

"گویا اب کوئی اس مکان میں نہیں رہتا؟"

"نہیں ایک اطالوی امیر رہتا ہے جس نے گرما کے لئے یہ جگہ میرے ہی موکل سے کرایہ پر لی تھی۔ بیرن اینفرڈی اس کا نام ہے۔"

"بیرن اینفرڈی؟ کیا ایک سنجیدہ شکل و صورت کا نوجوان تو نہیں؟"

"میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا۔ بات یہ ہے کہ کرایہ کا فیصلہ براہ راست ہوا تھا کسی طرح ملاقات کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔"

"بیرن کی صورت تو آپ نے دیکھی ہوگی؟"

"نہیں وہ بہت کم باہر آتا ہے۔ البتہ سنتا ہوں کبھی کبھی رات کو موٹر پر بیٹھ کر چلا جایا کرتا ہے۔ رسد، سلف لانے کے لئے ایک بوڑھی عورت ہے۔ مگر وہ بھی کسی سے نہیں ملتی ... عجیب سے لوگ ہیں"

"آپ کا وہ موکل جس کا ذکر کر رہے تھے عمارت کو اس کی موجودہ صورت میں فروخت کرنے پر آمادہ ہوگا یا نہیں؟"

میری رائے میں ناممکن ہے۔ عمارت بڑی قدیم ہے۔ اور اسے اس کی علیحدگی یقیناً شاق ہوگی۔ کم از کم پہلے وہ اس کو فروخت کرنے پر آمادہ نہ تھا۔"

"اس کا نام اور پتہ تو آپ کو معلوم ہوگا؟"

"ہاں۔ لوئیس والمیراس۔ نمبر ۳۴ روڈو مونٹ تھیبر پیرس"

بارلٹ نے پتہ لکھ لیا۔ اور اگلی ٹرین سے پیرس روانہ ہوا۔

۲

روڈو مونٹ تھیبر میں لوئیس والمیراس کا مکان تلاش کرنا بہت مشکل نہ تھا۔ مگر اتفاق کی بات ہے۔ بارلٹ تین بار گیا۔ اور تینوں مرتبہ وہاں اس سے ملاقات نہ ہوئی۔ آخر چوتھی کوشش کامیاب ہوئی۔ اس نے دیکھا والمیراس قریباً تیس سال عمر کا جوان آدمی تھا۔ صاف گو۔ فرخندہ پیشانی۔ معاملہ کو پیچیدہ نہ کرنے کے خیال سے بارلٹ نے سارا حال اس سے کہہ دیا۔

"مجھے پورا یقین ہے" اس نے بیان کے خاتمہ پر کہا۔ کہ والد کو ان لوگوں نے بعض اور شخصوں کے ساتھ شاٹو ڈی لاگونل میں قید کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ کو بیرن ایمفرڈی کے اگر کچھ حالات معلوم ہوں تو دریغ نہ فرمائیے"

"بیرن کے متعلق میری معلومات کچھ ایسی وسیع نہیں" والمیراس نے جواب دیا۔ اس سے ... ری ملاقات پچھلی سردیوں میں مانٹی کارلو میں ہوئی تھی۔ وہاں اس نے کسی سے سن لیا

کرستانوڈی لاگوٹل میرے قبضہ میں ہے۔ وہ چونکہ گرما فرانس میں بسر کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے یہ جگہ مجھ سے کرایہ پر لے لی۔"

"نوجوان ہے؟"

"بالکل۔ آنکھیں تیز اور متجسس سر کے بال سنہرے . . ."

"داڑھی بھی رکھتا ہے؟"

"ہاں۔ چھوٹی سی۔ وضع بالکل پادریوں سے ملتی ہے۔ اور ویسا ہی کالر استعمال کرتا ہے"

"بس وہی ہے۔ حلیہ ٹھیک اس سے ملتا ہے۔"

"کس سے؟"

"مجھے پورا یقین ہے۔ یہ شخص بیرن ایفرڈی۔ آرسین لوپن کے سوا کوئی نہیں"

والمیراس کو اس بیان سے ہنسی آگئی۔ مگر بارٹلٹ نے اس کو یقین دلایا۔ کہ میرا اندازہ غلط نہیں۔ اس سے پہلے والمیراس اخباروں میں لوپن اور بارٹلٹ کے مقابلہ کا حال پڑھ چکا تھا۔ رفع شک ہوتے ہی اس نے خوشی سے ہاتھ ملنے شروع کئے۔

"خوب! اس سے شاتوڈی لاگوٹل خوب شہرت پائے گا۔ اور والدہ چونکہ اس میں رہنا نہیں چاہتیں۔ اس لئے بیچنے میں بھی ہرج نہ ہوگا مجھے پورا یقین ہے۔ اس واقعہ کے بعد کوئی نہ کوئی خریدار ضرور مل جائے گا۔ البتہ . . ."

"کیا؟"

"آپ کو اس کام میں احتیاط لازم ہوگی۔ کم از کم پولیس کو اس وقت تک خبر نہ دینی چاہیئے حتےٰ کہ پورا یقین ہو جائے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ وہ شخص آرسین لوپن نہ ہو . . ."

اس پر بارٹلٹ نے اپنی سوچی ہوئی تجویز پیش کی کہنے لگا۔

"بس آج ہی رات دیوار پھاند کر اندر چلا جاؤنگا۔ یہ طریقہ سب سے ؟"

"مگر یہ تیس والمیراس نے فوراً روک دیا۔ اور کہا۔

دیواریں بہت اونچی ہیں۔ آپ آسانی سے ان پر نہ چڑھ سکیں گے۔ علاوہ ازیں رات کو صحن میں دو تازی کتے کھلے رہتے ہیں۔ وہ میری والدہ کے پالے ہوئے تھے۔ مگر وہ جاتے وقت ان کو یہیں چھوڑ گئیں۔"

"اوہ۔ کتوں کا مضائقہ نہیں" بارٹلٹ نے جواب دیا۔ "ان کے لئے تھوڑا سا زہر کافی ہے۔"

"اگر آپ ان سے بچ بھی جائیں۔ تو حاصل کیا؟ آخر کمروں میں داخل ہونے کی بھی تو کوئی صورت ہو۔ دروازے مضبوط۔ اور کھڑکیاں محفوظ ہیں۔ سب میں لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی۔ اور فرض کرو آپ ان ساری مشکلات پر غالب آ گئے۔ تو پھر بھی سوال رہ جاتا ہے۔ اندر آپ کی رہبری کون کرے گا؟ کم و بیش ۴۰ کمرے ہیں۔"

"مگر میں نے معلوم کیا ہے۔ دوسری منزل پر ایک خاص کمرہ ہے۔ جس میں دو کھڑکیاں بنی ہیں۔ ایک ان میں بیلوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔"

"خیر۔ یہ میں پھر بھی کہوں گا۔ اس کمرہ تک بلا کسی رہبر کے پہنچنا ناممکن ہوگا۔ بہن بیٹے ہیں۔ اور بے شمار رستے۔ میں کچھ مراغ زبانی آپ کو دے دیتا۔ مگر نا بینہ ہے۔ آپ پھر بھی کامیاب نہ ہوں گے۔"

"تو میرے ساتھ کیوں نہیں چلتے؟" بارٹلٹ نے ہنس کر پوچھا۔

"افسوس میں نہیں جا سکتا۔ مجھے ماں سے ملنے جانا ہے۔"

بارٹلٹ چلا آیا۔ اور تیاریاں کرنے لگا۔ وہ ہر قسم کی مشکلوں پر غالب تیار ہو چکا تھا۔

لیکن اسی دن شام کو وہ جب تیار ہو چکا تھا۔ والیبر اس کے پاس

بڑی طاقت

"کیا ابھی آپ کو میری امداد درکار ہے؟"

"کیوں نہیں"

"تو چلئے میں ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ مجھے آپ کی کوششوں سے دلچسپی ہے۔ کیونکہ میں ایسی غیر معمولی باتوں کا بہت شائق ہوں۔ میری امداد آپ کے لئے فائدہ مند ہی ہوگی۔ دیکھئے یہ میرے پاس ہے"

اس نے ایک بہت بڑی زنگ آلود کنجی نکال کر دکھائی۔

"کنجی کہاں کی ہے؟" ہارٹ نے پوچھا۔

"سنئے عمارت کے چاروں طرف جو فصیل بنی ہوئی ہے۔ اس میں ایک جگہ دو پشتوں کے وسط میں چھوٹا سا دریچہ ہے۔ کئی صدیوں کا پرانا۔ اس کا حال ہمارے دوست ہرنر ایسفر کو معلوم نہیں۔ یہ دریچہ جنگل کی طرف کھلتا ہے"

ہارٹ کو فوراً یاد آ گیا۔

"معاف کیجئے" اس نے کہا۔ "وہ اس دریچہ کا راز پہلے ہی جانتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ آدمی جس کا میں پیچھا کر رہا تھا اسی راہ سے اندر گیا ہوگا۔ کیونکہ میرے دیکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ مجھے یقین ہے۔ ہم اس جدوجہد میں کامیاب ہونگے۔ مگر اس میں شک نہیں کام بڑی احتیاط سے کرنا ہوگا"

۱۳

اس کے دو دن بعد ایک گاڑی جس میں نیم مردہ سا ہشت استخواں گھوڑا جتا ہوا تھا۔ قصبہ کرڈان میں داخل ہوئی۔ اور گاڑیبان نے گاؤں کے سرے پر ایک خالی اصطبل میں گھوڑا باندھنے کا انتظام کیا۔

گاڑی میں چار آدمی تھے۔ گاڑیبان ولیمز، ایک آسیا، ہارٹ اور دو اس کے خاص دوست تھے۔

جب یہ لوگ موقع پر پہنچے تو گاؤں کے اندھیرے میں [illegible] بج چکے

نہ جا سکے تھے۔ ایک دن بارٹلٹ نے وہ کھڑکی بھی دیکھ لی جس کا ذکر والمیراس نے کیا تھا واقعی دو پشتوں کے درمیان جھاڑیوں میں چھپی ہوئی ایک تنگ کھڑکی تھی۔ جو سطحی نظروں کو بالکل دکھائی نہ دیتی تھی۔

چوتھی رات جب مطلع ابر آلود تھا۔ اور سیاہ طوفانی بادل وحشی ہوا پر اڑتے پھر رہے تھے۔ والمیراس نے مہم سر کرنے کا فیصلہ کیا۔ روانگی سے پہلے احتیاطاً یہ طے کر لیا گیا۔ کہ موقع حسب حال نہ ہوا۔ تو واپس لوٹ آنا بہتر ہوگا۔

یہ چاروں جنگل سے گذر کر کھڑکی کے پاس پہنچے۔ آگے بارٹلٹ تھا۔ اس کے پیچھے والمیراس اور سب کے آخر میں دونو طالب علم۔ جھاڑیوں سے گذرنے کی کوشش میں بارٹلٹ کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ لیکن بہرحال وہ دریچہ تک پہنچ گیا۔ اور جرات کر کے کنجی داخل کر دی۔ سوچتا تھا۔ کیا کھڑکی بغیر کسی شور کے کھل جائے گی؟

اس نے کنجی گھمائی۔ اور دروازہ واقعی بغیر کسی آواز کے کھل گیا۔

آگے ایک چھوٹا سا باغ تھا۔

"بارٹلٹ بارٹلٹ کہاں ہو؟" والمیراس نے آواز دی۔ "ٹھیرو میں بھی آتا ہوں" پھر دو ساتھیوں سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ "تم دونو یہیں ٹھیرو کہ رستہ کھلا رہے ذرا بھی خطرہ ہو تو سیٹی بجانا۔"

بارٹلٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے وہ اندر گھس گیا جس کے بعد دونو باغ کے درختوں سے گذر کر ایک مرکزی دالان پر جا نکلے۔

عین اس وقت چاند جو ابر میں چھپا ہوا تھا۔ نمودار ہوا۔ اور اس کی روشنی میں بارٹلٹ نے دیکھا۔ کہ عمارت بڑی وسیع اور کشادہ ہے۔ مگر اس وقت ہر طرف خاموشی تھی۔ روشنی کی جھلک تک نظر نہ آتی تھی۔

"بری علامت" بارٹلٹ کا ہاتھ دباتے ہوئے والمیراس نے کہا۔

"ٹھہرو!... ٹھہرو!"

"کیوں۔ کیا ہوا؟"

"وہ دیکھو۔ کتنے دو دڑتے ہوئے آرہے ہیں۔"

ان کے بھونکنے کی آواز ایک بار کانوں پہ آئی۔ مگر والمیراس کے سیٹی بجاتے ہی فوراً رک گئی۔ وہ قوی ہیکل کتے دوڑتے ہوئے پاس آئے۔ اور والمیراس کو پہچانتے ہی اس کے پاؤں میں لپٹ گئے۔

"چپ خبردار! اسی طرح بیٹھے رہو۔" اس نے کتوں سے کہا۔ اور پھر بارٹلٹ کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔ "آپ آؤ چلیں۔ خطرہ جو تھا ٹل گیا۔"

"مگر رستہ معلوم ہے؟"

"کیوں نہیں۔ ہم اب صحن میں پہنچ گئے ہیں۔"

"آگے کدھر جاتیں؟"

"اس طرف بائیں جانب ذرا بلندی پر ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے۔ وہ غالباً باہر سے کھل جائے گی۔"

دونوں چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس جا پہنچے۔ والمیراس کے پاس ہیرے کی کنی تھی۔ اس سے شیشہ کاٹ کر پٹ کھولے۔ پہلے والمیراس بالکونی پر چڑھا۔ پھر بارٹلٹ کو اوپر کھینچ لیا۔ آگے دو رستے مختلف اطراف کو جاتے تھے۔

"اس رستے کے سرے پر" والمیراس نے سمجھایا۔ "ایک رستہ اور آئیگا۔ جو ایک بہت بڑے ہال کی طرف جاتا ہے جس میں بے شمار سنگی بت رکھے ہیں۔ ہال کے سرے پر ایک زینہ ہے۔ اس کمرہ میں جو اس زینہ کے اوپر بنا ہوا ہے۔ غالباً آپ کے والد رہتے ہیں۔"

اتنا کہ کر وہ آگے چلنے لگا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ بارٹلٹ وہیں کھڑا ہے۔ آواز دی۔

"کیوں کیا ہوا۔ آتے کیوں نہیں؟"

کھڑا رہا ہوں۔"

"مگر میں دیکھتا ہوں۔ اب تک وہیں کھڑے ہو۔ آخر کیوں؟"

اس نے بارلٹ کا ہاتھ پکڑا۔ وہ برف کی طرح سرد تھا۔ اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ اس کا بدن اندر زور سے کانپ رہا ہے۔

"آخر ہو کیا گیا؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ ایک عارضی کیفیت ہے۔"

"یعنی کیا؟"

"خوف!"

"خوف؟ ... تم کو؟"

"ہاں"۔ بارلٹ نے تسلیم کیا "میرے اعصاب کمزور ہو گئے ہیں۔ پہلے میں ضبط کر سکتا تھا۔ مگر آج اس سکوت و انتظار نے بالکل نڈھال کر دیا ہے۔ دراصل جب سے ریڈیو نے ورکیا تھا۔ تب سے یہ حالت چلی جاتی ہے۔ مگر کچھ بات نہیں۔ جلدی ٹھیک ہو جاؤں گا۔ خوف کا احساس رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔"

وہ اٹھا۔ اور والمیراس کا سہارا پا کر چلنے لگا۔ دونوں اندھیرے میں رستہ ٹٹولتے ہوئے آگے بڑھے۔ مگر انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا مجال کسی طرح کی آواز پیدا ہو رہی ہو۔

اب وہ جس ہال کی طرف جا رہے تھے۔ اس میں روشنی کی ہلکی سی جھلک نظر آتی تھی۔ والمیراس نے سرے پر پہنچ کر گردن بڑھائی۔ اور دیکھا زینے کے پاس ایک چھوٹی تپائی پر شمع جلتی تھی۔ جس کی روشنی کھجور کے پودے سے چھن چھن کر آ رہی تھی۔

"ٹھیرو" والمیراس نے دبی آواز میں بارلٹ سے کہا۔

"ایک آدمی بندوق لئے زینے کے پاس پہرہ دے رہا تھا۔

معلوم ہوتا ہے اس احتیاط پر بھی اس نے کچھ آہٹ پالی۔ کیونکہ بندوق جو اس کے

ہاتھ میں تھی۔ فوراً چھینیا کر کھڑا ہو گیا۔

ہارلٹ وہیں ایک گملے کی آڑ میں دو زانو ہو گیا۔ اس کا دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔

پہرہ دار نے تھوڑی دیر سنا۔ پھر اس خیال سے کہ شاید کانوں کو دھوکا ہوا ہے بندوق اتار کر ہاتھ میں لے لی۔ مگر اب بھی نظر اس مقام پر لگی ہوئی تھی۔ جہاں ہارلٹ اندھیرے میں چھپا بیٹھا تھا۔

پانچ۔ دس۔ پندرہ ... انتظار کے لمحے بڑی تکلیف سے گذرے۔ چاندنی کی ایک کرن زینے کے پاس جدوجہد کر رہی تھی۔ دفعتاً ہارلٹ نے دیکھا۔ وہ آگے کی طرف حرکت کر رہی ہے۔ دس یا پندرہ منٹ کے عرصہ میں وہ ٹھیک اس کے چہرہ تک پہنچ جائے گی!

ہارلٹ گھبرا گیا۔ سرد پسینے کے بڑے بڑے قطرے پیشانی سے گردونو ہاتھوں پہ گرنے لگے۔ ذہنی اذیت ناقابل برداشت تھی۔ کئی بار جی میں آئی کہ اٹھ کر سیدھے پاؤں بھاگ جائے۔ مگر والمیراس کی موجودگی باعث اطمینان تھی۔ اس نے متجسس نظروں سے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی۔ اور یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ والمیراس بڑی آہستگی سے پھولوں کے سایہ میں گھسٹتا زینہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب اس میں اور پہرہ دار میں صرف چند قدم کا فاصلہ تھا!

ہارلٹ سوچنے لگا۔ اب کیا ہوگا؟ کیا والمیراس اس شخص کی موجودگی نظر انداز کر کے زینہ پر چڑھ جائے گا؟ مگر پہرہ دار کے ہاتھ میں بندوق تھی۔ مقابلہ یقیناً غیر مساوی ہوتا۔ دفعتاً وہ ہارلٹ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اب کوئی واقعہ پیش آنے کو تھا۔ خاموشی آنیوالے طوفان کی خبر دیتی تھی۔

ایک آدمی اچانک درختوں سے نکل کر پہرہ دار پر حملہ آور ہوا۔ یہ والمیراس تھا۔ [illegible] ناگہانی تھی ... اور اندھیرے میں جدوجہد کی آواز ابھی سنائی دے

لگیں۔ بارٹلٹ دوڑا ہوا پاس گیا۔ دو آدمی کشتی لڑتے ہوئے زمین پر آگرے۔

وہ کھڑا سوچ ہی رہا تھا۔ کہ پہلے ایک مدھم کراہٹ اور سرد آہ سنائی دی۔ پھر لڑنے والوں میں سے ایک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

یہ شخص والمیراس یلاکاستہ زور تھا!

بارٹلٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"جلدی کرو۔ وقت تھوڑا ہے۔"

دونوں زینہ پر چڑھ کر دوسری منزل پر گئے۔ اور اس جگہ پہنچکر والمیراس نے دبی آواز میں کہا۔

"دائیں طرف مڑ کر۔ بائیں ہاتھ . . . چوتھا کمرہ!"

وہ جلدی ہی اس جگہ پہنچ گئے۔ ایک آدمی واقعی اس کمرہ میں بند تھا۔ قفل توڑنے میں آدھا گھنٹہ اور صرف ہوا۔ لیکن آخر کامیابی ہو گئی۔

بارٹلٹ رستہ ٹٹولتا بستر کے پاس گیا۔ یہیں اس کا بڈھا باپ بے خبر سوتا تھا۔

اس نے آہستہ سے اس کو بیدار کیا۔

"میں ہوں . . . آسیڈور . . . نہ گھبرایئے۔ ہم آپ کو لینے آئے ہیں!"

باپ نے جلد جلد کپڑے پہنے۔ اور ساتھ ہو لیا۔ مگر وہ جس وقت رخصت ہو رہے تھے بڈھے نے اس سے کہا۔

"بیٹا آسیڈور۔ میں اس گھر میں اکیلا ہی قید نہ تھا۔"

"آہ۔ کچھ لوگ اور بھی آپکے ساتھ ہیں! گینارڈ . . . ہومز؟"

"شاید ہوں کم از کم میں نے ان کو نہیں دیکھا۔"

"تو کون ہے؟"

"ایک جوان لڑکی۔"

"میں سمجھ گیا۔ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں ہو گی۔"

"خیر نام تو مجھ کو معلوم نہیں۔ البتہ کئی بار باغ میں فاصلہ پر سے دیکھا ہے۔ میرے کمرہ کی کھڑکی سے اس کا کمرہ بھی نظر آتا ہے۔ کئی بار اس نے مجھ کو اشارے کئے۔"

"آپ بتا سکتے ہیں وہ کس کمرہ میں ہے؟"

"دائیں طرف تیسرے میں"

"معلوم ہو گیا۔۔ نیلے کمرہ میں" والیراس نے کہا۔ "اس جگہ فولڈنگ دروازے لگے ہوئے ہیں۔ ان کو کھولنا وقت طلب نہ ہو گا۔"

بہت جلد یہ لوگ اس کمرہ کو کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور لڑکی کو آگاہ کرنے کا فرض بارٹلٹ کے باپ کے سپرد ہوا۔

دس ہی منٹ بعد وہ اس کو ساتھ لئے باہر آ گیا۔ اور کہنے لگا۔

"آپ درست کہتے تھے۔ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں ہی تھیں۔"

چاروں خوش خوش زینہ سے اُترنے لگے۔ نیچے جا کر والیراس ایک لمحہ اس مقام پر ٹھہرا جہاں پہرہ دار ابھی تک زمین پر پڑا تھا۔

واپس آ کر اس نے کہا۔

"شکر ہے۔ مرا نہیں۔۔۔ جلدی ہوش میں آ جائے گا۔"

بارٹلٹ نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

"خوش قسمتی سے چاقو کا پھل مڑا ہوا تھا۔ اس لئے وار کاری نہ ہوا۔ مر بھی جاتا۔ تو کچھ بات نہ تھی۔ کیونکہ ایسے بدمعاش رحم کے مستحق نہیں سمجھے جا سکتے۔"

باہر ابھی دو کتے موجود تھے۔ اور وہ ان کو فصیل تک چھوڑ گئے۔ بارٹلٹ کے ملازم ابھی تک کھڑے ہوئے پہرہ دے رہے تھے۔ رات کے تین بجے یہ لوگ رخصت ہوئے اور کامیابی پر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

۴

باٹرلٹ ایسا آدمی نہ تھا۔ جو اس پہلی فتح کو کامیابی سمجھ کر اطمینان سے بیٹھ جاتا۔ میڈموازل ڈی سینٹ ویراں اور اپنے باپ کو مقام محفوظ پر پہنچانے کے بعد اس نے ان لوگوں کا حال پوچھنا شروع کیا۔ جو اس عمارت میں رہتے تھے۔ خصوصیت سے اس نے آرسین لوپن کے متعلق متعدد سوالات دریافت کئے۔

معلوم ہوا آرسین لوپن تیسرے دن موٹر پر بیٹھ کر رات کو آتا۔ اور صبح سویرے ہی چلا جاتا تھا۔ مگر جب کبھی آتا باٹرلٹ کے باپ اور میڈموازل ڈی سینٹ ویراں سے ضرور ملتا۔ اور انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ ان موقعوں پر اس کا برتاؤ ہر طرح کی نکتہ چینی سے بالاتر ہوتا تھا جس دن یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ وہ اتفاق سے اس جگہ موجود نہ تھا۔

لوپن کے علاوہ اس گھر میں ایک بوڑھی عورت بھی رہتی تھی۔ جس کا تعلق باورچی خانہ کے اہتمام سے تھا۔ دو آدمی فقط پہرہ دینے کو مقرر تھے۔ ان کے طور و اطوار سے پایا جاتا تھا۔ ادنےٰ طبقہ کے لوگ ہیں۔

"غالباً لوپن کے شاگرد ہوں گے۔" باٹرلٹ نے کہا۔ "دو مرد ایک عورت۔ خیر ان تینوں کو گرفتار کرنا چاہیئے۔ اب ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔"

وہ بائیسکل پر ایگوزون گیا۔ اور تھانہ میں خبر دی۔ آدھ گھنٹے کے اندر واپس آیا۔ تو ایک سارجنٹ اور آٹھ چند سپاہی اس کے ساتھ تھے۔ دو کو اس گاڑی کے پاس متعین کیا گیا جس پر یہ لوگ وہاں آئے تھے۔ دو باہر کے دریچہ پر پہرہ دینے لگے۔ باقی چار معہ سارجنٹ باٹرلٹ اور والمیراس کے ساتھ عمارت میں گھس گئے۔

مگر ان کی آمد بعد از وقت تھی۔ بڑا پھاٹک کھلا تھا۔ اور ایک دہقان سے معلوم ہوا کہ ایک گھنٹہ پہلے اس نے ایک موٹر کو وہاں سے رخصت ہوتے دیکھا تھا۔

تلاش سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔ بظاہر وہ جماعت یہاں عارضی قیام رکھتی تھی بعض کمروں میں چند میلے کپڑے اور کھانے کے برتن پائے گئے۔ نگران کے ... کچھ نہیں!

سب سے زیادہ حیرت یہ دیکھ کر ہوئی۔ کہ وہ آدمی جو رات جدوجہد میں زخمی ہوا۔ اب اس کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ اور تو خیر۔ جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ وہاں کسی جدوجہد کے آثار بھی نہ تھے۔ فرش صاف ہر چیز اپنی جگہ پر رکھی ہوئی۔ خون کا ایک قطرہ تک موجود نہ تھا!

ان حالات میں کونسی شہادت تھی جس کی بناپر باٹرلٹ یا والمیر اس کے بیان کو ئی وقعت دے سکتے؟ شاٹوڈی لاگوئل میں آرسین لوپن کی موجودگی کے آثار قطعاً نظر نہ آتے تھے۔ اور قریب تھا کہ سارجنٹ پولیس اس واقعہ کو افسانہ سمجھ کر باٹرلٹ اور والمیر دونوں کے ساتھ اس بے وجہ پریشانی کے لئے سختی سے پیش آتا۔ کہ ناگاہ خانہ تلاشی کے دوران میں اس کمرہ کے پاس جہاں مادموازل ڈی سینٹ ویران قید تھی۔ ایک کوٹھری میں چھ سات کھلائے ہوئے پھولوں کے گلدستے مل گئے۔ یہ وہ پھول تھے جو لوپن نے اظہار محبت کے لئے مختلف اوقات میں ریمنڈ کے پاس بھیجے مگر جن کو ہمیشہ اس نے نامنظور کیا۔ ان گلدستوں میں نہ صرف لوپن کا کارڈ بلکہ اس کی لکھی ہوئی ایک چھٹی بھی دستیاب ہوئی۔ جو پیشتر ریمنڈ کی نظر سے نہ گذری تھی۔ تاہم کو بند لفافہ صاحب مجسٹریٹ کی موجودگی میں کھولا گیا۔ تو اس میں سے ایک مبسوط عاشقانہ خط نکلا جس سے لوپن کی طرف سے ریمنڈ کو پھسلانے بہکانے اور دھمکانے کے سب طریقے جو کسی عاشق ناکام کی آخری حربے سمجھے گئے ہیں۔ موجود تھے۔ کیونکہ جیسا معلوم ہے۔ ریمنڈ اس شخص کی محبت کو شروع سے ہی ناپسند کرتی تھی۔ خط کے اخیر میں لکھا تھا:۔

جان سے پیاری ریمنڈ کسی طرح نہ مانو گی۔ تو مجبور ہوکر منگل کی رات تمہیں لینے آؤں گا۔ اس دوران میں اگر کچھ سوچنا ہو سوچ لو۔ کیونکہ تمہارا عاشق اب تاب

انتظار نہیں رکھتا۔ تمہیں پانے کو وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہے۔
مزید آگے دیکھیئے۔ وہ منگل ہی کی رات تھی۔ جب بارٹرٹ اور والمیراس ریمنڈ کو قلعہ کی حراست سے نکال کر لے گئے۔ اور لوپن جیسا تھا۔ ویسے کا ویسا رہ گیا۔

ریمنڈ کی رہائی پر جو حیرت اور جوش لوگوں میں پھیلا تھا۔ اس کا حال میرے بیان کا محتاج تفصیل نہیں۔ آپ لوگ ان واقعات سے بہتر واقف ہیں۔ وہ نظارہ کسے یاد نہیں۔ جب ہر شخص لوپن کی شکست پر بغلیں بجاتا اور بارٹرلٹ کی مدح کے گیت گاتا تھا۔ یہ کلمہ ہر فرد بشر کی زبان پر تھا۔ کہ لوپن نے اب کی بار وہ زک اٹھائی ہے کہ آئندہ سر ... سکے گا۔ ماننا آیا شکار زیح کر نکل جانے پر جو صدمہ لوپن کو ہوا تھا وہ بار لوگوں کا مشغلہ تفریح بن گیا۔ اور اس کے ساتھ بارٹرلٹ کے باپ کا رہا ہونا۔ وہ جسے لوپن نے یرغمال سمجھ رکھا تھا۔ ان دو کی رہائی اور پولی سوئی کے راز کے انکشاف پر بارٹرٹ کو جو مبارکبادیں دی جاتی تھیں۔ ان کا غلغلہ آسمان تک بلند تھا۔

جیسا قاعدہ ہے خلقت کو مغلوب فریق سے ذرا ہمدردی نہ تھی۔ حتےٰ کہ وہ لوگ بھی جو اب تک لوپن کے مداح تھے۔ آج اس کی ہجو کے گیت گاتے اور طرح طرح کے الزام لگاتے تھے۔ یاد ہو گا کتنی چٹھیاں اس کے خلاف اخباروں میں چھپی تھیں اور وہ بھی رنگا رنگ عنوانوں کے ساتھ۔ کسی نے لکھا "لوپن کی سرد آہیں" کسی نے "عاشق بیمار" کی افسانہ نما سرخی قائم کی۔ کسی نے "چور عاشق" کی بھدی اور مکروہ۔ لیکن جدھر جاؤ۔ لوپن کی مخالفت کے آوازے ہر جگہ کانوں میں پڑتے تھے۔

متعدد نامہ نگار ریمنڈ ڈی سینٹ ویراں سے ملنے گئے۔ اور انہوں نے اس سے زمانہ حراست کی نسبت صدہا سوالات پوچھے۔ مگر یہ ان سب کا جواب ایک چپ سے دیتی تھی۔ بہرحال یہ دیکھنا مشکل نہ تھا کہ ہر قسم کی گاؤ تازی کے باوجود لوپن کو اس کے

دل پر فتح پانے میں ذرہ کامیابی نہیں ہوئی۔ کمھلائے ہوئے پھولوں کے گلدستے اور منزہ عشقیہ خط یہ سب اس بات کی علامت تھے کہ وہ جو اندوں کی دولت پر ہاتھ صاف کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھتا تھا۔ یہاں ایک رہزن صبر و شکیب کے ہاتھوں بے سود متاع دل لٹا بیٹھا۔

میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کا جو بیان صاحب مجسٹریٹ کے روبرو ہوا تھا۔ اس سے بارٹ کی فتح کی اور زیادہ تصدیق ہوئی۔ اور اب ہر شخص کو ماننا پڑا۔ کہ لوپن... آرسین لوپن بھی آنیڈور بارٹ کے سامنے بازی ہار گیا۔ اب کی بار اس کو ایک ایسا حریف ملا جس پر غالب آنے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔

۵

بارٹ کا باپ ایک پہاڑی مقام پر رہا کرتا تھا۔ مگر بیٹے نے حراست کے اثرات زائل کرنے کے خیال سے مجبور کیا۔ کہ مکان پر جانے سے پہلے آپ چند روز کسی خوشگوار مقام پر قیام کریں۔ چنانچہ وہ انہیں اور میڈموازل ڈی سینٹ ویراں دونوں کو اپنے ساتھ نیس لے گیا۔ جہاں کونٹ ڈی جسورس اور ان کی بیٹی سوزین سرما بسر کرنے کو ٹھیرے ہوئے تھے۔ اس کے دو دن بعد والمیراس بھی ماں کے ساتھ وہیں جا پہنچا۔ گویا اب کونٹ ڈی جسورس کی کوٹھی میں ہر وقت ایک جمگھٹ لگا رہتا تھا۔ پانچ چھ آدمی یہ۔ پانچ چھ نوکر اور۔ غرض خاصی چہل پہل تھی۔

اوائل ماہ اکتوبر میں بارٹ پھر اپنے کالج کو چلا گیا تاکہ مطالعہ میں جو کمی واقع ہوئی تھی۔ اسے پورا کر کے امتحان کی تیاری کرے۔ اور اب کی بار وہ پوری دلجمعی کے ساتھ واپس ہوا۔ کیونکہ لوپن دب چکا تھا۔ اس کی طرف سے کسی نئے وار کی امید نہ تھی۔ جنگ ختم ہو چکی تھی۔ بارٹ فاتح لوپن مفتوح تسلیم کیا جا چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے۔ بارٹ کی کامیابی خود آرسین لوپن کے دل پر اثر انداز ہو چکی تھی اور اس نے جان لیا تھا۔ کہ اس زبردست حریف کے مقابلہ میں ہار ماننے کے سوا کوئی چارہ

نہیں۔ میڈیموازل ڈی سینٹ ویراں اور باڑلٹ کا باپ دونوں اس کی حراست سے نکل ہی چکے تھے۔ ایک لارڈن گینیاڈ اور شرلک ہومز بھی چنگل سے آزاد کر دیے گئے۔ اور۔۔۔ عجیب حالت میں! یعنی صبح کو کی ڈس اور فیورز کے گھاٹ پر پولیس چوکی کے سامنے اس طرح پائے گئے کہ ہاتھ پیر بندھے ہوئے۔ منہ بند۔ اور دونوں بے خبر پڑے سوتے تھے!

واپسی کے دن سے ہفتہ بھر تو یہ حالت رہی کہ نیند سے پہلے کے واقعات دونوں کو یاد نہ تھے۔ اس کے بعد شرلک ہومز تو پھر بھی ملاقات سے انکار کرتا رہا۔ البتہ گینیارڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ آرسین لوپن کے آدمی ان دونوں کو جہاز ہیرنڈل پر سوار کر کے جنوبی افریقہ کی سیر کرانے لے گئے تھے۔ دوران مسافت میں ان کو پوری آزادی حاصل تھی لیکن جب کبھی جہاز کسی غیر آباد بندرگاہ میں لنگر انداز ہوتا۔ تو دونوں کو اس کے زیریں حصہ میں بند کر دیا جاتا تھا۔

کی ڈس اور فیورز میں جہاز سے اتارے جانے کا واقعہ انہیں قطعاً یاد نہ تھا معلوم ہوتا ہے اس سے چند روز پہلے ان کو بیہوش رکھا گیا۔ اور اسی حالت میں کوئی شخص ان کو مقام مذکور پر چھوڑ گیا۔

مگر سمجھ ہو۔ ان دونامی جاسوسوں کی رہائی جنہیں لوپن بڑے مطراق سے گرفتار کر کے لے گیا تھا۔ اس کی ہزیمت کا آخری اعتراف تھا۔ ان سب باتوں کے ذریعہ سے ایک طرح علانیہ ہار مان لی۔ اور کہہ دیا کہ باڑلٹ کے مقابلہ میں میں اس جنگ کو جاری نہیں رکھ سکتا۔

کوئی دقیقہ اس کی ذلت میں اگر باقی تھا۔ تو وہ لوئیس والمیراس اور میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کی نسبت کے اعلان سے پورا ہو گیا۔ دونوں کی قربت جن حالات میں ہوئی تھی۔ اور وہ قرب جو اس کے بعد پیدا ہوا۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ امر باعث حیرت نہیں سمجھا جا سکتا۔ کہ دونوں ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ ایک طرف والمیراس پہلی

نظر میں ہی ریمنڈ کی افسردہ و غمگین صورت کا فریفتہ ہو چکا تھا۔ دوسری جانب ریمنڈ سیل حوادث کے مقابلہ سے عاجز اور ساحل امن کی متلاشی بے اختیار اس مرد جانباز کو چاہنے لگی جس نے صدہا خطروں کو نظر انداز کر کے اس کو لوپن کی حراست سے نجات دی تھی۔

غرض شادی کا دن مقرر ہو گیا۔ مگر لوپن کی دہشت دیکھئے کہ لوگوں کے دل میں یہ تشویش اب بھی موجود تھی کہ وہ ضرور کچھ مزاحمت کرے گا۔ اپنی موجودہ ہزیمت میں لوپن اتنا پست نہ ہو گیا ہو گا۔ کہ اس نازنین کو جس پر وہ سو جان سے فریفتہ تھا۔ آغوش رقیب میں جاتا دیکھے اور چپ رہے۔ کیا یہ ممکن تھا۔ وہ اس نقصان عظیم کو خوشی سے برداشت کر لیتا؟ بات واقعی مشکوک تھی۔ مگر لوپن نے کیا مجال دم مارا ہو۔ یہ سچ ہے۔ وہ تین موقعوں پر مشتبہ صورت لوگ ڈی جیوورس کی کوٹھی کے گرد جہاں یہ دونو ٹھیرے ہوئے تھے۔ پھرتے دیکھے گئے۔ اور ایک رات کسی بدمست شرابی نے والمیراس پر فائر بھی کیا۔ جس کی گولی اس کی ٹوپی سے ہو کر نکل گئی۔ لیکن شکر ہے۔ انجام کار رسم شادی خیر و خوبی سے ادا ہوئی۔ اور ایک دن وقت مقررہ پر میڈموازل ڈی سینٹ ویران نوتیب والمیراس کے عقد مناکحت میں آ گئی۔

معلوم ہوتا ہے۔ تقدیر جو لوپن پر اتنی نامہربان تھی۔ بارنٹ کے ہر قدم پر سو جان سے نثار ہو رہی تھی۔ انہی دنوں اس کے مداحوں نے لوپن کے زوال اور اس کی فتح کی خوشی میں ایک بڑی بھاری دعوت کا اہتمام کیا۔ اور پبلک کے جوش کا یہ عالم دیکھا گیا کہ چند دن کے عرصہ میں تین سو ٹکٹ فروخت ہو گئے۔ پیرس میں جتنے کالج تھے ان سب کے دو دو سیکنڈ ایئر طلبا اس تقریب پر مدعو کئے گئے۔ اخباروں نے آرٹیکل لکھے۔ شعرا نے مدحیہ نظمیں کہیں۔ غرض دعوت انتہائی کامیاب ہوئی کہ آسمدور بارنٹ ایک ... مناسب ... حسن و مرخاصت کا ہمدرد بن گیا۔ مگر ... کا تماشہ دیکھا۔ اگر کچھ عرصہ

دادتحسین دیتے یا کوئی شاعر اس کی غیر معمولی ذکاوت و فراست کا ذکر کرتا تو غریب پریشان سا ہو جاتا۔ اس کی منکسرانہ صورت ظاہر کرتی تھی۔ کہ اپنے آپ کو ان تعریفوں کا غیر مستحق سمجھتا ہے۔

بارے کھانا ختم ہوا۔ اور بارٹلٹ جوابی تقریر کرنے کے لئے اٹھا۔ حضار اس کے ہر لفظ کو دلی شوق کے ساتھ سنتے تھے۔ مگر وہ خود ایک ایک جملہ پر شرماتا تھا۔ دوران تقریر میں اس نے اپنی کامیابیوں کا ذکر محض ابتہاج کے ساتھ کیا۔ اور گو آدمی قانع اور ضابط تھا۔ تاہم اس موقعہ پر وہ بھی اس سچی مسرت کو چھپانے سے قاصر رہا۔ جو اس دل کو محسوس ہوتی تھی۔ فاخرانہ انداز سے گردن اٹھائے کبھی اپنے کالج کے دوستوں کی طرف دیکھتا۔ اور کبھی اپنے رفیق دالمیر اس کی طرف۔ وہ چمکیلی نگاہیں اور دلفریب تبسم جس سے وہ ایم۔ ڈی جسورس یا اپنے باپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی موجودہ حالت میں یقیناً قابل معافی سمجھا جا سکتا ہے۔

تقریر ختم ہو چکی تھی۔ اور جام صحت تجویز کرنے کو ساغر لبریز اس کے ہاتھ میں تھا کہ کمرے کے سرے پر ایک عجیب شور۔ جیسا چند آدمیوں کے آپس میں جھگڑنے سے پیدا ہوتا ہے۔ سنائی دیا۔ سرے پر بیٹھا ہوا۔ ایک آدمی کسی اخبار کا پرچہ ہاتھ میں لئے زور زور سے ہلاتا اور پرجوش اشارے کر رہا تھا۔ بڑی مشکل سے شور تھما۔ اور اس آدمی کو جو بانیٔ فتنہ تھا۔ بٹھا دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود حاضرین میں استعجاب کی رو پھیل گئی تھی ہر شخص معاملہ کی حقیقت جاننے کا مشتاق تھا۔ ایک آدمی نے اخبار کا پرچہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور باری باری کئی شخصوں نے اس کو پڑھا۔ مگر جتنے آدمیوں نے دیکھا سب کے منہ سے حیرت کی آوازیں سنائی دیں۔

جو لوگ اخبار دیکھنے سے محروم رہ گئے تھے۔ انہوں نے چلانا شروع کیا۔ "ذرا اونچی آواز سے پڑھیئے۔"

حاضرین میں ایک عجیب گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ ہر شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کو بے چین تھا۔ "اخبار بارٹلٹ کے باپ نے اخبار ایک آدمی کے ہاتھ سے لے کر بیٹے کو دیدیا" "پڑھ جائیے۔ پڑھ جائیے" لوگوں نے زور سے چلانا شروع کیا۔

اس کے ساتھ ہی "سنو، سنو" کی آوازیں آنے لگیں۔

اخبار کا پرچہ ہاتھ میں لئے بارٹلٹ میز کے پاس کھڑا ہوا کبھی اس پرچہ کو اور کبھی حاضرین کی طرف دیکھتا تھا۔ گویا اب تک اس ہنگامہ کا مطلب نہیں سمجھا۔ دفعتاً اس کی نظر ایک خاص مقام پر لگ گئی۔ جہاں پر نیلی پنسل کا نشان تھا۔ اس نے اشارہ سے لوگوں کو چپ رہنے کا حکم دیا۔ اور پھر نشان کردہ مضمون کو جو ایک نامی مورخ ایم سیبین کا لکھا ہوا تھا۔ اونچی آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ اس کا لہجہ پہلے تیز تھا۔ پھر مدھم ہونے لگا۔ حتیٰ کہ وہ جب ان حیرت خیز انکشافات کے بیان تک پہنچا۔ جو اس مضمون میں پولی سونی کے راز کے متعلق درج تھے۔ تو رنگت پیلی پڑ گئی۔ اور آواز تھرانے لگی۔ کیوں؟ ... اس لئے کہ اس نے دیکھ لیا آرسین کے مقابلہ پر آمادہ ہونا کتنا لاحاصل اور خطرناک ہے۔

مضمون یہ تھا:۔

۱۷ مارچ سنہ ۱۶۷۹ء کو ایک چھوٹی سی کتاب بدیں عنوان شائع ہوئی تھی: "پولی سونی کا راز۔ پوری حقیقت بار اول بیان کی گئی۔ فقط ایک سو جلدیں شائع ہوئی ہیں"۔

یوم مذکور کی صبح کو نو بجے۔ اس کتاب کے مصنف نے۔ جو ایک خوش پوش نوجوان تھا۔ مگر جس کا صحیح نام آج تک معلوم نہیں ہو سکا (واضح ہو کہ سرورق کتاب پر بھی اس کا نام درج نہ تھا) اس کتاب کی متفرق جلدیں دربار فروش کے متعدد دلالوں میں تقسیم کیں۔ مگر چند ہی جلدیں تقسیم ہوئی تھیں کہ دس بجے کے قریب شاہی فوج کے ایک کپتان نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کو حوالات دے کر خود تقسیم شدہ جلدیں تلاش کرنے گیا۔

جب سو کی سو جلدیں فراہم ہو چکیں۔ اور ایک ایک ورق دیکھ کر اس بات کی جانچ

ن کا کوئی حصہ کم نہیں ہے۔ تو بادشاہ سلامت نے خود اپنے ہاتھ سے ۹۹ وجلتی آگ میں ڈالا۔ اور سویں اپنے مطالعہ کے لئے رکھ لی۔

اس کے بعد کپتان کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ قیدی کو ایم۔ ڈی سینٹ مارس نامی وزیر فرانس کے پاس لے جائے۔ جس نے اس جوان کو پہلے قلعہ پینرول میں رکھا۔ پھر ال سینٹ مارگٹ کے قلعہ میں ڈلوا دیا۔ یہی آدمی تھا جس کا ذکر موزخوں نے آہنی نقاب[۵] پوش کے نام سے کیا ہے۔

معاملہ کی اصل حقیقت شاید آجتک نہ کھلتی۔ مگر کپتان مذکور نے جو بادشاہ سلامت کے حکم صادر کرنے کے موقعہ پر حاضر تھا۔ عین اس وقت جب بادشاہ کا منہ دوسری طرف پھرا ہوا تھا۔ یہ جاننے کے لئے کہ وہ کونسی کتاب ہے جس کی نسبت اتنے سخت احکام صادر کئے گئے ہیں۔ ایک کاپی جلتی آگ سے نکال کر جھٹ اپنی جیب میں ڈال لی۔

---

[۵] آہنی نقاب پوش کا معمہ ایک عظیم تاریخی راز ہے جسے آج تک پوری طرح حل نہیں کیا جاسکا تاریخوں سے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ وزیر سینٹ مارس نے احکام شاہی کے مطابق ۱۶۶۹ء میں ایک شخص نامعلوم کو پہلے قلعہ پینرول میں زیر حراست رکھا۔ پھر ۱۶۹۸ء میں جب قلعہ بیسٹیل کی گورنری اس کے سپرد ہوئی۔ تو اس کو بھی وہیں منتقل کر لیا۔ اسی قلعہ میں شخص مذکور نے ۱۹ نومبر ۱۷۰۳ء کو انتقال کیا۔ اور اس کی لاش کو فوراً دفن کر دیا گیا۔ ایک عجیب حکم اس پراسرار قیدی کے متعلق یہ نافذ کیا گیا تھا۔ کہ ہر وقت اپنا چہرہ آہنی نقاب میں چھپائے رکھے۔ حتے کہ حکم تھا اگر وہ ایک ثانیہ کو بھی نقاب آہنی اتارنے کی کوشش کرے۔ تو اس کو بے دریغ فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ اس زمانہ میں اس پراسرار قیدی کی نسبت کئی طرح کی افواہیں مشہور تھیں۔ کوئی کسی برسر حکومت خاندان کا رکن ظاہر کرتا تھا۔ کوئی ایک خطرناک سیاسی قیدی۔ مگر یہ معمہ صحیح طور پر آجتک حل نہیں ہوا کہ وہ کون تھا۔ کیوں اس کو گرفتار کیا گیا؟ کیوں اس کو جواب دہی کا موقعہ دیئے بغیر تازیست حراست میں رکھا۔ اور کس لیئے اس کو ہر وقت منہ چھپائے رکھنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ نامی مصنف ڈوماس نے اپنی بے نظیر تصنیف مین اندی آئرن ماسک میں اس سوال پر بڑی دلکش بحث کی ہے۔ بہرحال فی زمانہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص کونٹ گیرولا نو مبتھیولی نامی ایک اطالوی امیر تھا۔

اس کے چھ ماہ بعد کپتان مذکور گبن اور بینٹس کے درمیان شاہراہ پر مردہ پایا گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو ہلاک کرنے کے بعد قاتلوں نے بڑی احتیاط سے اس کی جامہ تلاشی لی۔ حتیٰ کہ اس کے سارے کپڑے اتار لیے گئے۔ مگر کسی کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ اصل چیز جس کی ان کو تلاش تھی۔ اس کے بوٹ میں چھپی ہوئی ہے۔ چنانچہ بعد ازاں ایک انمول ہیرا۔ بہت بڑا اور بیش قیمت اس کے داہنے بوٹ کی ایڑی میں چھپا ہوا پایا گیا۔

اس کی جیبوں سے چند کاغذات برآمد ہوئے۔ مگر ان میں گو اس کتاب کا ذکر درج نہ تھا۔ جو اس نے جلتی آگ سے نکالی تھی۔ تاہم اس کے ابتدائی چند باب کا خلاصہ موجود تھا اور اسی خلاصہ میں وہ راز ملا جو پہلے شاہان انگلستان تک محدود تھا۔ مگر جب انگلستان کا تاج سادہ لوح ہنری ششم کے قبضہ سے نکل کر ڈیوک آف یارک کے ہاتھ آیا۔ تو یہ راز بھی اس کے ساتھ ہی منتقل ہو گیا۔ چنانچہ یہی وہ راز تھا جسے جون[1] آف آرک نے چارلس ہفتم والئے فرانس پر ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد نسلاً بعد نسلاً شاہان فرانس میں محفوظ چلا آیا۔ مدت دراز تک یہ دستور تھا۔ کہ فرانس کا ہر ایک بادشاہ مرنے سے پہلے اس راز کو ایک سربمہر لفافہ میں بند کر کے اس پر اپنے ہاتھ سے یہ الفاظ لکھتا۔ "فرانس کے نئے بادشاہ کے لئے" اور اسے اپنے جانشین کے لئے چھوڑ جاتا تھا۔

یہ راز درحقیقت ایک عظیم الشان دفینہ کے متعلق تھا جس کا حال شاہان فرانس تک محدود رہا۔ ان کے سوا جس نے اس کے انکشاف کی کوشش کی نقصان اٹھایا۔

---

[1] جون آف آرک فرانس کی وہ بہادر لڑکی جس نے پندرہویں صدی کی جنگ انگلستان و فرانس میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ ۲۹ اپریل ۱۴۲۹ء کو اسی کے زیر کمان فرانسیسی فوجوں نے قلعہ آرلینز کو تسخیر کیا۔ مگر ۲۵ مئی ۱۴۳۰ء کو برگنڈی والوں نے دھوکے سے اس کو گرفتار کیا۔ اور انگریزوں کے ہاتھ بیچ ڈالا جنہوں نے ایک سرسری مقدمہ کے بعد ۳۰ مئی ۱۴۳۱ء کو اسے جادوگرنی قرار دے کر بمقام روان پر زندہ جلا دیا۔

آخر ۱۲۱۱ سال بعد جب لوئیس شانزدہم[۵] والئے فرانس کو گرفتار کرکے ٹمپل میں زیر حراست رکھا گیا۔ اور اس نے دیکھا اب بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ تو ایک وفادار افسر کو خلوت میں بلا کر اس سے کہا۔

"موسیو۔ تم کو معلوم ہے۔ تمہارے بزرگوں میں سے ایک شخص والد مرحوم کا اہلکار تھا؟"

"جہاں پناہ۔ تھا۔"

"تو کیا میں تم پر اتنا بھروسہ کرسکتا ہوں کہ۔۔۔کہ۔۔۔"

بادشاہ رک گیا۔ اور افسر مذکور نے یہ کہکر فقرہ پورا کیا۔

"کہ میں حضور والا کے راز کو محفوظ رکھ سکوں گا؟۔۔۔ اطمینان فرمائیے۔۔۔"

"تو سنو"

اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی کتاب نکال کر پہلے ایک ورق پھاڑا۔ پھر کچھ سوچ کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ بہتر ہوگا میں اس کی نقل کردوں۔"

اس نے سادہ کاغذ کا ایک بڑا ٹکڑا لے کر اس سے چھوٹا سا مستطیل چاک کیا اور اس پرزہ پر مطبوعہ ورق کو دیکھ کر حرفوں نقطوں اور متفرق علامتوں کی پانچ سطریں نقل کیں۔ بعدازاں مطبوعہ ورق جلا دیا۔ مسودہ کو تہ کیا۔ اور اس پر سرخ لاکھ کی مہریں لگا کر یہ کہتے ہوئے افسر مذکور کے حوالہ کردیا۔

"موسیو۔ یہ میرے بعد ملکہ کو دے دینا۔ اور کہنا بانو۔ اسے بادشاہ نے آپ کے

---

۵ لوئیس شانزدہم فرانس کا وہ بدنصیب بادشاہ جو ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر میں ملکہ میری انٹائنٹ سے شادی کرکے فرانس کے تخت پر بیٹھا۔ آدمی نیک نہاد تھا۔ مگر طبعی کمزوریوں کے باعث عنانِ حکومت سنبھال نہ سکا۔ ادھر اس نے عیش و عشرت پر کمر باندھی۔ ادھر ملکہ لہو و لعب میں مشغول ہوگئی۔ آخر انقلاب فرانس کے دنوں میں بادشاہ اور ملکہ دونوں گرفتار ہوئے۔ ۲۱ جنوری ۱۷۹۳ء کو بادشاہ اور اس کے چند ماہ بعد ملکہ کا گلوٹین سے سر قلم کردیا گیا۔

اور شہزادہ کے لئے بھیجا ہے۔ بالفرض نہ بھیجیں۔۔۔"

"فرمائیے اس صورت میں میرے لئے کیا ارشاد ہے؟"

"اس صورت میں اتنا اور کہنا کہ اس کاغذ میں سوئی کا راز ہے۔۔ پھر سمجھ لیں گے"

یہ کہکر بادشاہ سلامت نے وہ کتاب جس سے ورق پھاڑا تھا۔ دھکتی آگ میں ڈال دی۔۔۔

دنیا جانتی ہے انقلاب پسندوں نے ۲۱ر جنوری کو ان کا سر قلم کرا دیا۔

ملکہ کو چونکہ علیحدہ مقام پر زیر حراست رکھا گیا تھا۔ اس لئے افسر کو اس سے ملنے اور رقعہ پہنچانے کا موقعہ مہینوں تک نہ ملا۔ آخر کئی چالوں کے بعد وہ ایک دن بدنصیب ملکہ سے اسٹائنٹ سے ملنے میں کامیاب ہوا۔

اس کو مودبانہ وہ رقعہ پیش کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"بانو یہ چیز شاہ جم جاہ نے آپکے اور شہزادہ عالم کے لئے دی تھی۔۔۔"

ملکہ نے رقعہ لے لیا۔ پھر یہ جاننے کے لئے کہ پہرہ داروں میں سے تو کوئی نہیں دیکھتا چاروں طرف متفکرانہ نظر ڈالی پہلے پہروں کا معائنہ کیا۔ پھر کاغذ کھول کر ان مبہم سطور کو بغور دیکھا۔ دفعتاً اس انداز سے گویا وہ اس کا مطلب سمجھ گئی۔ پہلے مسکرائی۔ پھر بڑبڑاتے ہوئے چند الفاظ کہے جن میں سے یہ جملہ افسر کے کانوں میں بھی پہنچا۔

"افسوس! اتنی دیر کیوں کی؟۔۔۔"

وہ اب متامل نظر آتی تھی۔ بظاہر سوچ رہی تھی۔ اس قیمتی چیز کو کہاں چھپائے۔ آخر وہ انجیل اٹھا کر جو اس کو زمانہ حراست میں پڑھنے کے لئے دی گئی تھی۔ کاغذ کو جلد پر منڈھے ہوئے چمڑہ کی تہ میں داخل کر دیا۔

واقعہ میں اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بے معنی نہیں تھے۔ تحریر حقیقتاً بعد از وقت ملی تھی۔ کیونکہ ماہ اکتوبر میں ملکہ کا نازک سر بھی اسی گلوٹین[1] پر قلم کر دیا گیا۔ جس پر

---

[1] دیکھو صفحہ ۱۸۶۔

۹ ماہ پیشتر اس کے عالی قدر شوہر نے جان دی تھی۔

کچھ عرصہ بعد افسر مذکور کو بعض خاندانی کاغذات دیکھتے ہوئے ایک قدیم مسودہ دستیاب ہوا۔ جو اسی راز کے متعلق تھا۔ اور اس وقت سے یہ خیال پختگی سے اس کے ذہن میں جاگزین ہو گیا۔ کہ جس طرح ممکن ہو اس عجیب راز کے حل کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مطلب کے لئے اس نے بہت سے قدیم لاطینی مصنفوں کا مطالعہ کیا۔ فرانس کی تاریخیں پڑھیں ممالک متصلہ کی تاریخی روایات پر غور کیا۔ خانقاہوں میں گیا۔ پرانے روزنامچے دیکھے۔ عہد ناموں کی جانچ کی۔ اور اس طرح سعی عظیم کے بعد چند ایسے حوالے جو سالہا سال سے متفرق پڑے ہوئے تھے یکجا کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس سلسلہ میں جو معلومات اس نے حاصل کیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

فرانس کی پرانی جنگوں پر قیصر کی تنقیدات جلد سوم (مسودہ سکندریہ) میں لکھا ہے کہ جب ٹولیس سابیس والے کلیبٹ نے وریڈووز کو شکست دی۔ اور آخرالذکر کو پابہ زنجیر قیصر روم کے حضور میں پیش کیا گیا۔ تو اس نے زرتاوان کے بدلے پولی سوئی کا راز ظاہر کیا۔

چارلس درویش صفت والئے فرانس اور رولو سردار نارمنڈی میں سینٹ کلیر کا جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس میں رولو کے نام کے ساتھ بانی القاب کے علاوہ یہ جملہ بھی درج ہے۔ "پولی سوئی کے راز کا مالک"

(حاشیہ صفحہ ۱۸۵) فرانس میں ان مجرموں کو جن کے لئے سزائے موت تجویز کی گئی ہو۔ پھانسی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کا سر کاٹا جاتا ہے جس کے لئے گلوٹین نام ایک خوفناک آلہ تیار کیا گیا ہے یہ کل ڈاکٹر گلوٹین نامی ایک رحمدل شخص کی ایجاد ساخت میں بڑی حد تک دفتریوں کی کٹائی کی مشین سے ملتی ہے۔ مجرم کی گردن دو تختوں میں رکھ کر اوپر سے تیز بوجھل چھری کل کے ذریعے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اس بدنصیب کا سر چشم زدن میں کٹ کر برادہ کی بھری ہوئی ٹوکری میں جا گرتا ہے۔ انقلاب فرانس کے زمانہ میں ہزاروں بے قصور بندگان خدا کی گردنیں اس آلہ کی مدد سے کاٹی گئیں۔ فرانس میں سزائے موت کا یہ طریقہ اب تک رائج چلا آتا ہے۔

سیکسن کرانیکل (گبسن ایڈیشن) صفحہ ۱۳۴ پر ولیم فاتح کے ذکر میں یہ عبارت لکھی گئی ہے:۔ "اس کے جھنڈے کی لکڑی پر لوہے کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ جس میں سوئی کی مانند سوراخ تھا۔"

جون آف آرک کو سماعت مقدمہ کی غرض سے ججوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو اس نے ایک مبہم سا فقرہ یہ کہا تھا۔ کہ "میں شاہ فرانس کو ایک راز سے واقف کرنا چاہتی ہوں ..." مگر ججوں نے یہ کہہ کر روک دیا "ہم کو معلوم ہے۔ تم جس راز کا ذکر کرتی ہو۔ درحقیقت وہ راز ہی تمہاری موت کا باعث ہونیوالا ہے۔"

شاہ لوئیس یازدہم اور ہنری چہارم والیان فرانس کا ذکر کرتے ہوئے دو نامی مورخ حب ڈی کمینز اور سلی ایک جگہ لکھتے ہیں۔ کہ دو نو بادشاہ عموماً پولی سوئی کی قسم کھاتے تھے شاہ فرانسس اول نے ۱۵۲۰ء میں ہیور کے سرداروں کے آگے تقریر کرتے ہوئے ایک فقرہ کہا تھا۔ جو آجتک اس جگہ کے ایک نامی خاندان کی ڈائری میں درج ہے یعنی:۔ "شاہان فرانس کچھ ایسے راز رکھتے ہیں۔ جن سے معاملات نظم و نسق اور مسائل بلدیت طے کئے جا سکتے ہیں۔"

یہ تمام حوالے جو مرد نقاب پوش۔ گارد فورج کے کپتان اور اس کے ورثا کے متعلق میں نے جمع کئے ہیں۔ ان سب کو میں نے آج ایک رسالہ میں یکجا دیکھا۔ جو کسی اہلکار نے جون ۱۸۱۵ء میں معرکہ واٹرلو سے پہلے یا بعد غالباً اس لئے ہلچل کے زمانہ میں شائع کیا تھا۔ کہ ایسے موقعوں پر غیر معمولی باتیں حکام کی نظروں سے اکثر مخفی رہتی ہیں۔

سوال یہ ہے اس رسالہ کی معنوی قیمت کیا سمجھی جائے؟ آپ کہیں گے کچھ نہیں اور بادی النظر میں واقعی اس سے کوئی کارآمد بات معلوم نہیں ہوتی۔ ممکن تھا۔ یہی خیال اس رسالہ کو دیکھنے کے بعد میرے اپنے دل میں پیدا ہوتا۔ مگر میں نے جب تنقیدات قیصری کو حوالہ لئے کھول کر دیکھا۔ تو یہ جان کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ وہی فقرہ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ اس

میں بھی لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ان سب حوالوں کی جو عہد نامہ سینٹ کلیر۔ کتاب سیکس کرانکل اور مقدمہ جون آف آرک کے متعلق درج کئے گئے ہیں۔ اور جو رسالہ مذکور میں موجود ہیں۔ پوری جانچ کرلی گئی۔ اور ان کا صحیح ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

آخر میں ایک واقعہ اور ہے جس کا ذکر ۱۸۱۵ء والے رسالہ کے مصنف نے خصوصیت سے کیا ہے۔ شہنشاہ نپولین نے جب روس پر چڑھائی[۱] کی۔ تو یہ بھی اس مہم میں شریک تھا واپسی پر جب اس کا گھوڑا۔ تھک کر گر گیا۔ تو اس نے رات بسر کرنے کو عہد قدیم کے ایک قلعہ کے دروازہ پر دستک دی۔ شاہی زمانہ کے ایک بڈھے اہلکار نے دروازہ کھولا اور اس سے گفتگو کرتے ہوئے شخص مذکور نے معلوم کیا۔ کہ یہ عمارت دریائے کریوز کے ساحل پر بنی ہوئی اور شاٹوڈی لاگوٹل کے نام سے مشہور ہے۔ اہلکار نے بیان کیا کہ شاہ لوئیں چہار دہم نے اس کو قلعہ کی طرز پر تعمیر کرایا تھا۔ اور اسی کے حکم سے اس پر ایک اونچا کلس سوئی کی شکل کا تیار کرایا گیا۔ اس عمارت کی تاریخ تعمیر ۱۶۸۱ء ہے۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ کہ مرد نقاب پوش کو جس کا حال اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۱۶۷۹ء میں گرفتار کیا گیا تھا۔ اب اگر ان دو باتوں یعنی مرد نقاب پوش کی حراست اور قلعہ کی تعمیر کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو سارا حال آسانی سے واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی صاف نظر آتا ہے کہ شاہ لوئیں چہار دہم نے محض اس خیال سے کہ پولی سوئی کا راز یعنی نقاب پوش کی حراست کے باوجود خلقت پر ظاہر نہ ہو جائے۔ اس راز قدیم کا ایک نیا حل پیش کرنے کو شاٹوڈی لاگوٹل یعنی پولی سوئی نام کا ایک محل کریوز کے کنارے تیار کرا دیا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ اس ذریعہ سے لوگوں کی نظر اصل معمے سے ہٹ کر اس قلعہ پر لگ

---

[۱] نپولین اعظم کی روسی مہم جو بالآخر اس کے زوال و انحطاط کا باعث ہوئی۔ ۱۸۱۲ء میں اختیار کی گئی تھی۔ ماسکو پہنچنے تک اس میں عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ لیکن مراجعت پر فرانسیسی فوج روس کی شدید سردی اور برف باری کا مقابلہ نہ کرسکی۔ سنا ہے نپولین کے ۴ لاکھ ۵۷ ہزار سپاہی رستہ میں ہلاک ہو گئے۔

جائے۔ اور لوگ یہ سمجھیں کہ پولی سوئی کا راز جو قدیم سے مشہور چلا آتا ہے۔ وہ محض اسی پولی سوئی نامی عمارت کے متعلق تھا۔

یہ بات کہ شاہ مذکور کا اندازہ غلط نہ تھا۔ اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ دو صدی بعد ایم بارٹلٹ ایسا دوراندیش اور فہمیدہ نوجوان بھی اس غلط فہمی کا مرتکب ہو گیا۔ پس میرے اس مضمون کا منشا یہ ہے کہ اگر لوپن نے بیرن ابنفر ڈلمی کے نام سے دریائے کریوز کے ساحل پر شاتو ڈلمی لاگوٹل نام کی عمارت ایم والمیر اس سے کرایہ پر حاصل کی۔ اور یہ سوچکر کہ ایم بارٹلٹ کی تحقیقات بالآخر اسی عمارت کا رخ کرے گی۔ دو نو قیدیوں یعنی بارٹلٹ کے باپ اور میڈموازل ڈی سینٹ ویراں کو اسی میں زیر حراست رکھا۔ تو وجہ محض یہ تھی کہ وہ جانتا تھا۔ اس کا طاقتور حریف ایم۔ بارٹلٹ اسی عمارت کو پولی سوئی کے راز کا حل سمجھیگا لوپن نے وہ امن حاصل کرنے کو جس کی اس نے اتنی ضرورت ظاہر کی تھی۔ ایم۔ بارٹلٹ کے لئے وہی جال پھیلایا۔ جو شاہ لوئیس چہار دہم نے رعیت کے لئے پھیلایا تھا۔ دیکھا جاتی ہے کہ بارٹلٹ کس آسانی سے اس میں پھنس گیا۔

آخری نتیجہ جس پر ہم پہنچتے ہیں یہ ہے کہ لوپن نے بلا امداد غیرے ان حالات کی بنا پر جو ہم کو معلوم ہیں۔ محض اس غیبی طاقت کی مدد سے جو اسے حاصل ہے۔ شاہ لوئیس شانزدہم کے لکھے ہوئے رقعہ کا صحیح مضمون سمجھنے میں کامیابی حاصل کی۔ گویا اصلی راز جو شاہان فرانس تک محدود تھا۔ آج فقط آرسین لوپن کو معلوم ہے۔ اور وہی پولی سوئی کا صحیح راز جانتا ہے۔

۶

مضمون ختم ہو گیا۔ مگر اس کو پڑھتے ہوئے بارٹلٹ جب شاتو ڈلمی لاگوٹل کی تعمیر والے مقام پر پہنچا۔ تو وہ جو اس دوران میں حیرت۔ خوف اور اضطراب کی منزلوں سے گذر چکا تھا مضمون کا مطالعہ جاری نہ رکھ سکا۔ لوپن کے مقابلہ میں اپنی شکست فاش سمجھ

کرکے اس نے اخبار ایک طرف ڈال دیا۔ اور دونو ہاتھوں سے منہ ڈھک کر مایوسانہ بیٹھ گیا مضمون کا آخری حصہ اس کی بجا ایک اور شخص نے پڑھ کر سنایا تھا۔

اس اثنا میں خلقت کا ہجوم اس عجیب وحیرت خیز انکشاف سے متحیر آگے ہی آگے بڑھتا آتا تھا۔ ہر شخص ذہنی اضطراب کی حالت میں وہ الفاظ سننے کو بے چین تھا۔ جو بارٹلٹ ان اعتراضوں کے جواب میں کہیگا۔ لوگ اس مضمون کے متعلق اس کا جواب الجواب سننے کے منتظر تھے۔

لیکن جواب کون دیتا ؟ بارٹلٹ چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا۔۔ چپ چاپ بے حرکت یہ حالت دیکھ کر دالمبیر اس آگے بڑھا۔ اس نے بارٹلٹ کے دونو ہاتھ ہٹا کر اس کا منہ اونچا کیا۔

اپنی ہزیمت کے غم میں آسیڈر بارٹلٹ زار زار رو رہا تھا۔

باب ۔ ۷

پولی سوئی

۱

رات کے چار بجے ہیں۔ مگر آسیڈو رات تک بیسی جانسن نہیں گیا۔ لوپن کی اس جنگ کے خاتمہ تک وہ تعلیم و تدریس کو سلام کر چکا ہے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد وہ جب مغلوب و مایوس اپنے دوستوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا ہوا آرہا تھا۔ تو اس نے دل ہی دل میں یہ عہد لیا اور اب وہ اس پر قائم رہنا چاہتا تھا۔

مگر کیسا عہد! لاحاصل۔ بے کار مجنونانہ۔۔ جبکہ اس خوفناک لڑائی میں جو لوپن اور اس کے درمیان ہوتی تھی۔ لوپن ایسے طاقتور حریف کے مقابلہ میں نہتا اور تنہا

بارٹلٹ .. محض ایک خورد سال لڑکا ۔ کامیابی کی کیا امید رکھ سکتا تھا ؟ .. بکامیابی ! ... لوہن پر ! جو اتنا مستحکم ہے ۔ کہ اس پر کسی پہلو سے وار نہیں ہو سکتا ۔ جو اتنا مضبوط ہے کہ اس کو زخمی کرنا ممکن نہیں ... وار یا زخم کا توڑ کر ہی کیا .. بارٹلٹ کا اس تک پہنچنا غیر ممکن ہے !

رات کے چار بجے ہیں ۔ اور آسیڈور اپنے ایک کالجی دوست کے مکان پر ٹھیرا ہوا ہے ۔ خوابگاہ میں آتش دان کے پاس کھڑا ہوا حسرت و یاس کے انداز سے وہ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ رہا ہے ۔ اب وہ روتا نہیں ۔ نہ بےچینی کا اظہار کرتا ہے ۔ یہ باتیں اس سے پہلے ہو چکیں ۔ اس وقت سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ بارٹلٹ کھڑا ہوا دل ہی دل میں سوچ رہا ہے ۔

آئینہ میں اپنا عکس غور سے دیکھتے ہوئے وہ کئی منصوبے باندھتا ہے ۔ لیکن نگاہ کو آئینہ سے نہیں ہٹاتا ۔ خدا جانے یہ سمجھتا ہے کہ دوہری صورت غور کرنے میں دوہری مدد دے گی ۔ یا وہ خیال کرتا ہے ۔ اس عقدہ کے حل کی طاقت جو مجھ میں نہیں اس عکس میں مل جائے گی ۔

چار بجے سے چھ بجے تک وہ برابر اسی طرح کھڑا ہوا سوچتا ہے ۔ اور آخر نوبجے اوہین طور کے ساتھ یہ بات تا وہ سادات کی طرح صاف اور واضح گوشہ ذہن میں جم تی ہے ۔ کہ میں نے واقعی غلطی کی ۔ ساری تفصیلات پر غور کرنے سے وہ انجام کار اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ پہلی سوئی کا راز حقیقتاً وہ نہ تھا جو میں نے سمجھا ۔

لفظ ایگول کا تعلق اس قلعہ سے نہیں ہو سکتا ۔ جو دریائے کریوز کے ساحل پر بنا ہوا ہے ۔ لفظ ڈی بیلا کا تعلق ریمنڈ ڈی سینٹ ویران اور سوزین کی ذات سے ہے کیوں ؟ اس لئے کہ وہ تو تحریر ہی صدیوں پہلے کی تھی !

پس لازم ہوا اس عقدہ کو از سر نو حل کرنے کی کوشش کی جائے ۔

مگر کس طرح ؟ ...

شہادت کا ایک حصہ ناقابل تردید ہے ۔ وہ کتاب جو لوئیس چہاردہم کے عہد میں شائع ہوئی تھی ... پولی سوکی کے راز کی کتاب جس کی سو کاپیاں آہنی نقاب پوش نے شائع کی تھیں ۔ ان میں سے فقط دو آگ میں جلنے سے بچیں ۔ ایک وہ جسے گارد فوج کے کپتان نے جلتی آگ سے نکالا ۔ اور جو اس کی موت کے بعد گم ہو گئی ۔ دوسری جسے لوئیس چہاردہم نے اپنے پاس رکھا ۔ جو اس نے بعد ازاں اپنے بیٹے لوئیس پانزدہم کو دی ۔ اور جسے انجام کار اس کے پوتے لوئیس شانزدہم نے کتاب کے سب سے قیمتی ورق کی نقل لے کر جس میں اس راز کا صحیح حل مختلف عددوں اور علامتوں میں چھپا ہوا تھا ۔ جلا دیا ۔ یہی پرزہ کاغذ آخر ملکہ میری انٹائنٹ کے ہاتھوں تک پہنچا ۔ اور اس نے اپنی انجیل کے چرمی غلاف میں چھپا دیا ۔

اب سوال یہ تھا کہ اس کے بعد اس کاغذ کا کیا ہوا ؟ کیا یہی وہ کاغذ تھا جس کا مطلب بارٹلٹ نے صاحب مجسٹریٹ ایم فلیول کو سمجھانے کی کوشش کی ۔ اور جسے لوپن نے بریڈوک کی معرفت چھنوایا تھا ؟ یا ... وہ اصلی کاغذ اب تک اس انجیل کے غلاف میں رکھا ہوا ہے جسے ملکہ میری انٹائنٹ پڑھا کرتی تھی ؟

اور ضمناً ایک سوال اور بھی پیدا ہوا ۔ یعنی ملکہ میری انٹائنٹ کی انجیل اب کہاں ہے ؟

اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد آسیڈور بارٹلٹ نے پوری توجہ اس آخری سوال پر دینی شروع کی ۔ اس کے باپ کے دوستوں میں ایک شخص پرانی کتابیں جمع کرنے کا شوق کرتا تھا ۔ اس کی رائے ایسے معاملات میں مستند خیال کی جاتی تھی ۔ بارہا سرکاری کتب خانوں اور عجائب گھروں کی فہرستیں تیار کرنے میں مدد دی ۔ بارٹلٹ اس سوال کا جواب حاصل کرنے اسی کے پاس گیا ۔

"میری انٹائنٹ کی انجیل!" اس نے بارٹٹ کے سوال پر حیرت سے پوچھا "مجھے یاد ہے۔ واقعی ملکہ نے قتل ہونے سے پہلے ایک کتاب اپنی خادمہ کو دی تھی۔ اور اس کو ہدایت کی تھی۔ کہ میرے بعد اسے کونٹ فرسن کے پاس بھجوا دینا۔ مدت دراز تک وہ کتاب کونٹ کے خاندان میں محفوظ رہی۔ اب گذشتہ پانچ برس سے ایک شیشہ کے کیس میں بند ہے۔۔۔"

"کہاں؟"

"مکارنا والٹ کے عجائب خانہ میں"

"آپ کو اس کے کھلنے کا وقت معلوم ہے؟"

"بس اب بیس منٹ تک کھل جائے گا۔"

۴

آسیڈور اور اس کا دوست کرایہ کی موٹر پر بیٹھ کر عین اس وقت عجائب خانہ میں پہنچے۔ جب باہر کے دروازے کھل رہے تھے۔

"ہلو۔ ایم۔ بارٹلٹ!" کسی شخص نے مل کر آواز دی۔

اور اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ اخباری رپورٹروں کا جمغفیر لوپی سوئی کے راز کی تحقیقات کو پہلے سے اس جگہ موجود ہے۔ ایک نے بارٹلٹ سے کہا۔

"عجیب بات ہے۔ کہ وہی خیال سب کے دلوں میں ایک ہی وقت پیدا ہوا۔ لیکن خبر دار ہم میں آرسین لوپن نہ ملا ہوا ہو۔"

سب لوگ اندر گئے۔ عجائب گھر کے ڈائرکٹر سے ذکر آیا تو وہ فوراً آمادہ امداد ہو گیا۔ یہیں ایک شیشہ میں بدنصیب ملکہ کی انجیل تھی۔ نہایت معمولی۔ سادہ در ہر طرح کی زیبائش سے عاری۔ کوئی اسے دیکھ کر نہ کہہ سکتا۔ یہ کتاب ایک زمانہ میں شاہی ہاتھوں میں رہی ہے۔

انجیل کو الماری سے نکالتے ہوئے ہر شخص کا جی بھر آیا۔ ہر بشر کی آنکھوں میں اس خوفناک زمانہ کی تصویر پھر گئی۔ جب بدنصیب ملکہ۔ مایوس و ملول آخری تسکین حاصل کرنے کو اس کتاب کی ورق گردانی کیا کرتی تھی۔ خدا جانے کتنے تلخ آنسوان اوراق پر بہے ہونگے کتنی سرد آہیں اس سے مس ہوئی ہوں گی۔ کسے جرأت تھی۔ اس صحیفہ مقدس کو کھول کر اس پرزہ کاغذ کو تلاش کرے۔ ایسا کرنا گناہ۔ خوفناک گناہ معلوم ہوتا تھا!

دفعتاً آواز آئی۔

"مسٹر بارٹلٹ۔ اب کیا انتظار ہے؟ کتاب ملاحظہ کیجیے۔"

اس نے کتاب ہاتھ میں لی۔ بے شبہ وہی کتاب تھی۔ جس کا حال پولی سوئی کے دوسرے رسالہ میں درج تھا۔ اور چمڑے کی جلد بندی ہوئی۔ جو اب اثرات زمانہ سے میلی اور خراب ہو گئی تھی۔

بارٹلٹ نے دھڑکتے ہوئے دل سے خفیہ مقامات تلاش کرنے شروع کئے۔ مگر جی میں سوچتا تھا۔ یہ بھی محض ایک دل خوش کن افسانہ تو نہیں ہے؟ کیا واقعی وہ رقعہ جو لوئیس شانزدہم نے ملکہ کے نام لکھا اور ملکہ میری انٹانٹ نے اپنے مداح کونٹ فرسن کو دیا تھا۔ اسی کتاب میں رکھا ہوا ملیگا؟

اس نے کتاب کے مختلف حصوں کو دیکھنا شروع کیا۔ مگر ایک دو مقامات پر کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

"نہیں ہے" اس نے بڑبڑا کر کہا۔

"کیا واقعی؟" کئی شخصوں نے یک زبان ہو کر پوچھا۔

لیکن آخر کار جلد کے پچھلے حصہ میں ایک چھوٹا سا شگاف نظر آیا۔ بارٹلٹ نے اس شگاف میں دو انگلیاں ڈالیں۔ واقعی اندر کوئی چیز موجود تھی... غالباً تہ کیا ہوا کاغذ۔

"اوہ" اس نے ناقابلِ ضبط حیرت سے کہا۔ کیا یہ ممکن ہے!

"دیکھیے۔ دیکھیے" حاضرین نے لہجہ اضطراب میں کہا۔

بارٹلٹ نے کاغذ نکالا... ایک چھوٹا سا پرزہ۔ موڑ کر دوہرا کیا ہوا۔ آوازیں آئیں۔

"اسے پڑھیے۔ اس پر سرخ روشنائی کے چند الفاظ ہیں۔ شاید خون سے لکھے ہوئے پڑھیے۔ پڑھیے"

بارٹلٹ نے کاغذ کھول کر یہ الفاظ پڑھے۔

"فرسن میں اس کو تمہارے پاس بھیجتی ہوں۔ شہزادہ کے لئے ۱۶۔ اکتوبر ۱۷۹۳ء

میری انٹائنٹ

مگر الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے۔ کہ ساتھ ہی حیرت کی چیخ بھی نکل گئی۔ کیونکہ ملکہ کے دستخط کے عین نیچے سیاہ روشنائی سے لکھے ہوئے دو لفظ اور تھے۔ صرف دو...

آرسین لوپن

سب نے باری باری کاغذ ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ سب کے منہ سے حیرت کی آوازیں نکلیں صاف تحریر تھا۔

"میری انٹائنٹ"... "آرسین لوپن"

۳

حاضرین میں گہری خاموشی چھا گئی۔ بدنصیب ملکہ میری انٹائنٹ کی انجیل میں چھپے ہوئے اس پرانے کاغذ پر دو متضاد شخصیتوں کے دستخط ایک۔ وہ جسے اس دارِ فانی سے کوچ کئے صدیاں گذر گئی تھیں۔ دوسری ہمعصر ایک چور کی... اور ۱۶ اکتوبر ۱۷۹۳ء کی یادگار تاریخ جب ملکہ کا نازک سر بے رحم جلاد کے ہاتھوں کٹ کر گرا... نظارہ کتنا درد انگیز اور اندوہناک تھا۔ مدت دراز تک یہ کاغذ اس انجیل میں پڑا رہا تھا

اب جو اس کو نکالا تو . . . ملک کے تخت میں آرسین لوپن کا نام درج تھا!

"آرسین ل لوپن!" حاضرین میں سے ایک نے لکنت سے کہا۔ اور وہ دہشت جو لوگوں کے دلوں میں اس پاک کاغذ پر آرسین لوپن کا نام دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ اور بڑھ گئی۔

"آرسین لوپن" بارٹیٹ نے مری ہوئی آواز سے تسلیم کیا۔ "معلوم ہوتا ہے وفادار فرمن ملکہ کی آخری اپیل کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ اس نے اس کاغذ کو جو ملکہ نے غرض خاص سے اس کے پاس بھیجا تھا۔ محفوظ تو رکھا۔ مگر یہ معلوم نہ کر سکا۔ کہ اس کا مدعا کیا ہے . . . اس کے برعکس لوپن نے سارا حال سمجھ لیا۔ اور . . . لے گیا!"

"کیا؟"

"وہ جنتر جو لوئیس شانزدہم نے ملکہ میری انتائنٹ کے نام بھیجا تو اس رقعہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا . . . وہی کاغذ بعد کو میرے ہاتھ آیا۔ اور لوپن نے اس کو برٹیڈو کی معرفت بھیجا۔ اب یہ بات سمجھ میں آئی۔ کہ لوپن کیوں وہ جنتر حاصل کرنے کو بے قرار تھا . . . اس لئے کہ میں اگر بغور اس کا معائنہ کر لیتا۔ تو ضرور فائدہ اٹھاتا۔"

"پھر؟"

"تحریر چونکہ اصلی تھی۔ اور میں خود اس پر سرخ مہروں کے نشان دیکھ چکا ہوں۔ نیز ملکہ میری انتائنٹ کے رقعہ سے چونکہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بیان جو ایم سیبن نے اخبار میں شائع کیا تھا۔ صحیح ہے۔ یعنی پولی سولی کا راز واقعی ایک چیز ہے۔ اس لئے . . . میں ضرور کامیابی حاصل کروں گا۔"

"لیکن کس طرح؟ تحریر لاکھ اصلی ہو۔ اپنی موجودہ صورت میں محض بیکار ہے کیونکہ لوئیس شانزدہم نے وہ رسالہ جس کی مدد سے ان نشانات کو حل کیا جا سکتا۔ اپنے ہاتھ سے تلف کر دیا تھا۔"

"بیشک کردیا۔ مگر ایک اور جسے لوئیس چہار دہم کی گارد فوج کے کپتان نے جلتی آگ سے نکالا تھا۔ وہ تلف نہیں ہوا۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"اس طرح کہ اتلاف کا کوئی ثبوت نہیں۔"

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ بارٹلٹ آنکھیں بند کرکے سوچتا تھا۔ دفعتاً اپنے خیالات کو اس نے بدیں الفاظ بیان کیا۔

"گارد فوج کے کپتان کے پاس اس راز کا صحیح حل موجود تھا۔ کتاب کی حفاظت کے لئے اس نے تھوڑا تھوڑا مضمون اپنے روزنامچہ میں درج کرنا شروع کیا۔ جو بعد ازاں اس کی اولاد کے ہاتھ آیا۔ مگر اصل معمے کا حل اس میں بھی درج نہیں۔ کیوں؟ ... اس لئے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ آپ پوچھیں گے ثبوت؟ میں کہتا ہوں اس کا قتل ... یا اور زیادہ ثبوت درکار ہو تو وہ انمول ہیرا جو اس کے بوٹ کی ایڑی میں پایا گیا۔ کیونکہ ایسے نادر جواہرات شاہی خزانوں کے سوا کہاں مل سکتے ہیں؟ یہ باتیں لوپن نے اشارتاً مجھ سے کہی تھیں۔ اور ... معلوم ہوتا ہے۔ اس نے جھوٹ نہیں بولا۔"

"خیر تو اب آپ کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں؟"

"دوستو میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں یہ ہے کہ اب یہ بات اخبارات کے ذریعہ مشتہر کی جائے۔ کہ ہمیں لوئی سوئی کا رسالہ درکار ہے۔ کیا عجب اس کی دوسری جلد کسی پرانے کتب خانہ میں رکھی ہوئی مل جائے۔"

اشتہار کا مضمون اسی وقت تیار کیا گیا۔ مگر بارٹلٹ نے اس کے علاوہ اور ذریعوں سے بھی اپنی کوششوں کو جاری رکھا۔ اس کو معلوم تھا۔ کہ گارد فوج کا کپتان گیلین کے قریب قتل ہوا تھا۔ وہ اسی روز وہاں پہنچا۔ اس میں شک نہیں واردات دو سو سال کی پرانی تھی۔ مگر بعض جرم ایسے ہوتے ہیں جن کی یاد مدت دراز تک لوگوں کے دلوں سے

ہو رہی ہوتی۔ آثار قدیمہ کا کوئی ماہر یا پرانی روایات کا کوئی شائق اس کی بنا پر کوئی مضمون لکھ کر اس کو دوامی حیثیت دے دیتا ہے۔

اس نے آثار قدیمہ کے تین چار ماہروں سے ملاقات کی جیل خانوں کے پرانے کاغذات دیکھے۔ ضلع کے رجسٹروں کا معائنہ کیا۔ مگر اس قتل کی واردات کا ذکر ان میں نہ ملا۔

مگر بارٹ نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری۔ پیرس جا کر تلاش جاری رکھی۔ مگر نتیجہ وہاں بھی نفی ثابت ہوا۔

ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ ایک اور سراغ پر چلا۔ سوچا۔ اس آدمی کا نام معلوم کرنا بہت مشکل نہ ہوگا جس کی اولاد عہد انقلاب میں جمہوریت کی خدمت گذار تھی۔ اور اس حیثیت میں خاندان شاہی کی محافظ مقرر کی گئی۔ سعی عظیم کے بعد اس نے دو نام تحقیق کئے۔ جو ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ ایم۔ ڈی لابری شاہ لوئیس چہاردہم کے عہد میں اور سٹیفن لابری زمانہ انقلاب میں۔

مشابہت پوری تھی۔ بارٹ نے اس کی بنا پر اخباروں میں استفسار کیا "کوئی صاحب ایم۔ ڈی لابری اور اس کی اولاد کے حالات مہیا کر سکیں۔ تو داخل عنایت ہوگا"

اتفاق دیکھئے۔ کہ اس کا جواب بھی ایم سیبین نے دیا۔ اسی ایم سیبین نے جو پہلے ایک مضمون کے ذریعہ کتاب کا راز ظاہر کر چکا تھا۔ اس مرتبہ اس نے جو چٹھی شائع کی اس میں تحریر تھا:۔

جناب من۔ میں آپ کی توجہ والٹ نر کے مسودہ لاسیکل ڈی لوئیس ۱۴۰ (باب ۲۵) خاندان شاہی کی منتخب حکایات پر دلاتا ہوں۔ اس کتاب کے تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت محذوف ہے۔

میں نے سابق وزیر مال ایم۔ ڈی کو مارٹن کی زبانی جو وزیر کیمیلا [illegible] دوست تھے سنا ہے کہ ایک روز بادشاہ سلامت کو خبر پہنچی۔ کہ ایم ڈی لابری کو [illegible] سونے

قتل کر دیا۔ اور نادر جواہرات جو اس کے پاس تھے چھین کر لے گئے۔ قبلہ عالم یہ خبر پاتے ہی بے قرار ہو گئے۔ اور گاڑی پر بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ مضطربانہ کہتے تھے "سب کچھ جاتا رہا... افسوس سب کچھ جاتا رہا!"

اس کے اگلے برس لاربری کے بیٹے اور اس بیٹی کو جس نے مارگوئیس ڈی ویبنر سے شادی کی تھی۔ جلا وطن کر کے ان کی آبائی ریاست پر ادلس اور برٹنی میں بھیج دیا گیا۔ صاف ظاہر ہے اس میں کوئی بھید تھا۔"

اس اقتباس پر میں اپنی طرف سے اتنا ہی اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ والٹ بیئر کے بیان کے مطابق ایم۔ ڈی کیمیلارڈ وہ آخری وزیر تھا جس کو مرد نقاب پوش کا راز معلوم ہوا۔

اس اقتباس اور ان دو واقعات کے تقابل سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مجھ سے پوچھئے۔ تو ہر چند کہ ہمیں چاروں طرف سے شکوک اور اندیشوں کے بارے میں کوئی خاص رائے قائم کرنا دشوار ہے۔ تاہم یہ دیکھتے ہوئے کہ ایم۔ ڈی لاربری کی اولاد میں ایک بیٹا سٹیفن لاربی کا داداا) اور ایک بیٹی تھی۔ یہ فرض کرنا مشکل نہیں کہ لاربری کے چھوڑے ہوئے کاغذات کا کچھ حصہ بیٹی کے ہاتھ ضرور آیا۔ اور انہی میں وہ کتاب تھی جسے گارد فوج کے کپتان نے جلتی آگ سے نکالا تھا۔

دیہات کے رجسٹر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پرن ڈی ویبنر نام ایک شخص رینبر سے تھوڑے فاصلہ پر رہتا ہے۔ کیا عجب وہی اس مارگوئیس کی اولاد ہو۔ بہرحال ہم نے ایک خط کل اس کے نام لکھا۔ اور دریافت کیا تھا۔ آپ کے پاس کوئی چھوٹی سی کتاب جس کے سرورق پر لفظ ایگول لکھا ہوا ہو۔ ہے یا نہیں؟ اب اس کے جواب کا انتظار ہے۔

آپ کل کریں ان ساری باتوں پر تبادلہ خیالات کرنا چاہتا ہوں۔ وقت ہو تو ملئے

مگر یہ کہ میں ان دریافتوں کا حال اخباروں کو نہ بھیجوں گا۔ منزل پر پہنچنے کے بعد سب سے زیادہ دور اندیشی درکار ہوتی ہے۔"

بارٹلٹ نے اس تحریر کو پسند کیا۔ اور ہنٹلے کے خط کے مطابق ان اخبار نویسوں سے جو دریافت حال کے لئے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ کچھ فرضی حکایات بیان کر دیں۔

اسی سہ پہر کو وہ ایم سیبن سے ملنے گیا جس کا مکان ۱۷ کی واٹ سٹریٹ میں واقع تھا۔ لیکن معلوم ہوا ایم سیبن خلاف توقع شہر سے باہر چلے گئے۔ البتہ اس کے نام ایک رقعہ چھوڑ گئے ہیں۔ آسیڈور نے خط کھول کر پڑھا۔ لکھا تھا:۔

ابھی ایک تار موصول ہوا ہے۔ جس سے بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ میں آج شہر سے باہر جاتا ہوں۔ اور رات کو رینز میں رہوں گا۔ آپ اگر چاہیں تو شام کی ٹرین پر رینز بغیر سیٹ کے ویلنز پہنچ جائیں۔ قلعہ سٹیشن سے ڈھائی میل ہے۔ غالباً وہیں ملاقات ہوگی۔

۴

بارٹلٹ کو یہ انتظام پسند آیا۔ خصوصاً اس لئے کہ اب دونو ایک ہی وقت قلعہ پہنچیں گے۔ اسے ڈر تھا سیبن اپنی ناتجربہ کاری سے کام نہ بگاڑ دے۔

دن کا باقی حصہ اس نے اسی دوست کے ہاں بسر کیا۔ اور شام کو برٹنی ایکسپریس پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ گاڑی دن کے چھ بجے ویلنز کے سٹیشن پر پہنچ گئی۔

ڈھائی میل کا راستہ گنجان جنگل سے گذرتا تھا۔ اس نے پیدل ہی اس کو طے کیا۔ قلعہ کی عمارت قدیم وجدید طرز کی آمیزش سے بنی ہوئی دور سے نظر آتی تھی۔ چاروں کونوں پر چار برج اور خندق پاٹنے کا چوڑا پل ایک عجیب شان سطوت رکھتے تھے۔

قریب پہنچا تو اسیڈور کا دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔ کیا میری تحقیق

کی آخری منزل یہی ہے؟ کیا اس راز کا حل اسی قلعہ میں ملے گا؟

دل میں امید کے ساتھ کئی ایک اندیشے تھے۔ وہ جانتا تھا۔ ایسی عظیم مشکلیں اس آسانی سے حل نہیں ہوتیں۔ کئی بار اس نے سوچا۔ یہ بھی لوپن کی کوئی چال تو نہیں ہے؟... کیا عجب یہ شخص مبین بھی لوپن کا آدمی ہو... لیکن نہیں! اس نے ہنس کر اپنے دل سے کہا۔

"میں بھی کیسے فضول خیالات کو دل میں جگہ دے رہا ہوں۔ لوپن آخر انسان ہے۔ خطا اس سے بھی ہو سکتی ہے۔ وہ کوئی فوق الفطرت ہستی نہیں جس سے غلطی کا امکان نہ ہو۔ میری طرح وہ بھی حالات کے رحم پر ہے۔ وقتی سہو اس سے بھی ہو سکتے ہیں۔ عین ممکن ہے۔ میں اس کی کمزوری سے فائدہ حاصل کروں۔ آدمی کی ایک غلطی صدہا دوراندیشیوں کو خاک میں ملا سکتی ہے..."

اس طرح کے خیالات کو دل میں لئے ہوئے بارلٹ نے بڑے اعتماد سے قلعہ کی گھنٹی بجائی۔

نوکر نے دروازہ کھولا اور پوچھا۔

بارلٹ نے کارڈ پیش کیا اور کہا "میں برن ڈی ویلنز سے ملنا چاہتا ہوں"

"موسیو برن" نوکر نے جواب دیا "ابھی تک بیدار نہیں ہوئے۔ لیکن آپ اگر تھوڑا انتظار کریں..."

"مجھ سے پہلے کوئی اور بھی ان سے ملنے آیا تھا؟ ایک آدمی جس کی داڑھی سپید۔ اور کمر میں ہلکا سا خم ہے؟" بارلٹ نے مبین کا حلیہ بیان کرتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ وہ اسکی تصویر اخباروں میں دیکھ چکا تھا۔

"جی ہاں ایک صاحب آئے تھے... قریباً دس منٹ ہوئے اور اب گول کمرہ میں بیٹھے ہیں۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔"

گول کمرہ میں بارٹلٹ اور سیبین کی ملاقات بڑی پرتپاک تھی۔ آئیڈورنے ایم سیبین کا ان معلومات کے لئے جو اس نے فراہم کی تھیں۔ شکریہ ادا کیا۔ سیبین نے بھی اس کی دریافتوں کی تعریف کی جس کے بعد وہ اس پراسرار تحریر اور اصل کتاب کی دریافت کے بارہ میں تبادلہ خیالات کرنے لگے۔

سیبین نے وہ معلومات بیان کیں۔ جو اس نے رینیز میں ایم ڈی وینز کے متعلق حاصل کی تھیں۔ معلوم ہوا بیرن قریباً ساٹھ سال عمر کا تنہا مرد ہے۔ چند سال ہوئے اس کی بی بی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب وہ اپنی بیٹی گیبریل ڈی ولیمن کے ساتھ علیحدگی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس خاتون کا شوہر اور بڑا بیٹا موٹر کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے تھے۔

ان میں باتیں ہو رہی تھیں کہ نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی

"موسیو بیرن نے آپ لوگوں کو اوپر کی منزل پہ یاد کیا ہے۔"

وہ اس کے ساتھ چلتے زینہ سے گذر کر بھد دیواروں کے ایک فراخ کمرہ میں پہنچے جس میں بہت سے ڈیسک اور خانہ دار الماریاں رکھی ہوئی تھیں۔ میزوں پہ متفرق کاغذات اور حساب کی کتابیں بکھری ہوئی نظر آئیں۔

بیرن ڈی وینز بہت اخلاق سے پیش آئے۔ اور ان لوگوں کی طرح جو تنہائی کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں۔ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ بڑی مشکل سے ان دونو کو اپنی آمد کا مدعا بیان کرنے کا موقعہ ملا۔

"ہاں یاد ہے"۔ آخرکار بیرن نے ایم سیبین کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کا وہ خط مجھ کو ملا تھا جس میں پولی سوتی کے متعلق کسی کتاب کا جو قدیم سے میرے خاندان میں چلی آتی ہے۔ کچھ استفسار کئے۔۔۔"

"جی ہاں وہ خط میں نے ہی لکھا تھا۔"

"تو خیر میں شروع میں ہی کہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میرا ان گذری ہوئی نسلوں سے کوئی

واسطہ نہیں۔ عہد قدیم میں لوگوں کے خیالات عجیب ہوتے تھے۔ ان کا زمانہ گذر گیا۔ میں عصر حال میں رہتا ہوں۔ ماضی سے میرا کوئی تعلق نہیں۔"

"یہ ٹھیک ہے" ہارٹلے نے بے صبری سے کہا۔ "مگر ایسی کتاب اگر واقعی آپ کے خاندان میں تھی تو کبھی نہ کبھی ضرور آپ کے ملاحظہ سے گذری ہوگی۔"

ایم سیبن حالت اضطراب میں کھڑا ہو گیا تھا۔ کمرہ میں ٹہلتا ہوا وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھڑکیوں سے باہر کی طرف دیکھنے لگتا۔ اسی سے مخاطب ہو کر بیرن نے کہا۔

"صاحب میرے کتب خانہ میں نئی اور پرانی صدہا کتابیں ہیں۔ شاید میں نے یا میری بیٹی نے کبھی اس طرح کی کتاب دیکھی ہو جس کی نسبت آپ پوچھتے ہیں۔ بہرحال ساری کتابوں کو پڑھنا غیر ممکن ہے۔ اور میں تو آجکل اخبار تک نہیں دیکھتا۔ البتہ گیبرئیل کبھی کبھی پڑھا کرتی ہے۔ وہ بھی ان موقعوں پر کہ اس کا چھوٹا بیٹا جارج بیمار نہ ہو۔ اور میں تو فقط مزارعین سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھے حساب کی کتابوں سے ہی فرصت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ قصہ جو آپ نے کہا تھا۔ اس کا حال افسوس میں نہیں جانتا۔"

بیرن کی اس تقریر نے آسیڈور ہارٹلے کی رہی سہی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ پریشانی کے لہجہ میں کہنے لگا۔

"موسیو۔ آپ جو فرماتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ مگر ذکر اس کتاب کو دیکھنے کا تھا..."

"گیبرئیل نے اس کو تلاش کیا تھا۔ کل دن بھر وہ اس کو ڈھونڈتی رہی..."

"پھر؟"

"چند گھنٹے ہوئے۔ آپ کی آمد سے پہلے وہ اس کو مل گئی تھی۔"

"اور اب... اب کہاں ہے؟"

"کہاں ہے! اس نے یہیں میز پر رکھی تھی... وہ دیکھیے اس جگہ..."

آسیڈور دوڑ کر گیا۔ کاغذات کے ملے جلے ڈھیر پر سرخ مراکو سے جلد بندھی ہوئی ایک

ایک کتاب اس جگہ پڑی تھی۔

اس نے زور سے ایک ہاتھ اس پر رکھ دیا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا۔ کوئی اب اس کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور خود بھی اٹھانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

"کیا مل گئی؟" ایم میبین نے مضطربانہ پوچھا۔

"ہاں ... شکر ہے۔ آخر کار!"

"لیکن سرورق دیکھا؟ وہی ہے؟"

"ہاں۔ ہاں۔ دیکھیئے۔"

اس نے پشتے کے سنہرے حرف دکھائے لکھا تھا: "پولی سوئی کا راز۔"

"دیکھیئے اب یقین آیا؟"

"ذرا پہلا صفحہ دیکھیئے ... اس پر کیا لکھا ہے۔"

"سنیئے: - پولی سوئی کا راز۔ پوری حقیقت بار اول بیان کی گئی۔ فقط ایک سو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔"

"وہی ہے!" میبین نے گلوگیر لہجہ میں تسلیم کیا۔ "وہی نسخہ جسے جلتی آگ سے نکالا گیا تھا اس کتاب کا جسے لوئیس چہاردہم نے جلوایا تھا۔"

"وہ مضطربانہ ورق گردانی کرنے لگے۔ حصہ اول میں وہ تشریحات تھیں جن کا ذکر کپتان ڈی لاریری نے اپنے روزنامچہ میں کیا ہے۔

"آگے ... اور آگے۔" بارلٹ نے جو اس راز کا حل جاننے کو بیتاب تھا۔ جلدی سے کہا۔

"آگے؟" ایم میبین نے حیرت سے جواب دیا۔ "آگے کیا جائیں؟ ... یہ تو ہم کو معلوم ہے۔ آہنی نقاب پوش کو اس لئے زیر حراست کیا گیا تھا۔ کہ فرانس کے شاہی خاندان کا راز ظاہر نہ ہو۔ مگر دیکھنا یہ ہے۔ وہ راز اسے کیونکر معلوم ہوا؟ اور وہ کیوں اسے ظاہر کرنا

چاہتا تھا؟ پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے۔ کہ وہ مردِ پُراسرار کون تھا۔ کیا لوئیس چہاردہم کا کوک جیسا والٹائر نے لکھا ہے۔ یا گیرولا نومیتھیولی۔ اطالوی وزیر جیسا زمانہ حال کے مورخ بیان کرتے ہیں۔ میری رائے میں سب سے پہلے ان سوالوں کو حل کرنا چاہیئے۔"

"یہ سب بعد میں دیکھا جائے گا۔" بارٹلٹ نے ایک ہاتھ سے کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے۔ گویا ڈرتا تھا۔ یہ کہیں پھر نہ گم ہو جائے۔ اور دوسرے سے جلد جلد ورق الٹاتے ہوئے کہا۔

"لیکن" سیبن نے اعتراض کیا "یہ بھی تو دیکھنا ہے۔ سب سے پہلے ان تفصیلات کو علامات کی صورت کس نے دی؟"

"نہ گھبرائیے اس کے لئے بہت وقت ہے۔ پہلے اس راز کا حل دیکھنا چاہیئے"

وہ دفعتاً ورق گردانی کرتے ہوئے رک گیا۔ کتاب کے وسط میں بائیں ہاتھ کے صفحہ پر نقطوں اور عددوں کی وہی پانچ سطریں موجود تھیں۔ اس نے ان کو بغور دیکھا ساری علامات اس کاغذ کی علامتوں سے ملتی تھیں جسے بریڈمنے اس سے چھینا تھا۔ یہ نقشہ اس دوسرے نقشہ کی نقل تھا۔ وہی علامات۔ وہی فاصلہ وہی الفاظ۔ ڈی مائیسلز۔ ایگویل اور کریوز اس سے بھی تیار ہوتے تھے۔ نقشہ کے ساتھ ایک حاشیہ تھا:۔

"معلوم ہوتا ہے۔ ساری تفصیل کو شاہ لوئیس سیز دہم نے اس نقشہ کی صورت دے دی تھی۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے:۔"

اور اس سے آگے نقشہ درج تھا۔

بعد میں اس کی تشریح تھی۔ بارٹلٹ نے رکتی ہوئی آواز میں پڑھنا شروع کیا۔

لکھا تھا:۔

جیسا اس نقشہ سے واضح ہوگا۔ محض اعداد کو حروف علت کی صورت دینے سے کچھ

معلوم نہیں ہوتا۔ اس سے خیال آتا ہے۔ کہ نقشہ کو وہی لوگ حل کر سکتے ہیں۔ جو پہلے سے اس کا حال جانتے ہوں یعنی علامات فقط ان لوگوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے درج کی گئی ہیں جو پہلے ہی اس راز سے واقف ہیں۔

"خیر ہمیں بھی اس سراغ پر چلنا چاہیئے۔"

"سب سے پہلے چوتھی سطر لیجئے۔ اس میں چند ناپ اور اشارے درج ہیں ان اشاروں اور پیمانوں کی مدد سے ہم بے شک مدعا حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ بات پہلے سے معلوم ہو کہ پولی سوئی کا مطلب کیا ہے۔ اور وہ کہاں ہے؟ مگر یہ بات نقشہ کی پہلی تین سطروں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ پہلی اس طرح تیار کی گئی ہے۔ کہ بادشاہ سے انتقام لیا جا سکے یہیں نے خود خبردار کر دیا تھا ۔۔۔"

بارٹلٹ رک گیا۔ اس کے چہرے سے حیرت برستی تھی۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟" مسیبن نے پوچھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا لکھا ہے۔"

"عجیب فقرہ ہے ۔۔۔" پہلی اس طرح تیار کی گئی ہے۔ کہ بادشاہ سے انتقام لیا جا سکے ۔۔۔" آخر اس کا مطلب کیا ہوگا؟"

"اوہو!" بارٹلٹ نے دفعتاً کہا۔

"کیوں؟"

"اب سمجھا۔ یہاں تو سرے سے دو ورق ہی ندارد ہیں۔ ان کے بغیر ربط کیسے ہو؟ صاف پھاڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

بارٹلٹ غصہ اور یاس کی حالت میں زور سے کانپ رہا تھا۔

مسیبن نے آگے جھک کر دیکھا۔ اور کہا۔

"سچ ہے۔ دو ورق واقعی پھاڑے گئے ہیں۔ دیکھئے ان کا نشان صاف نظر آتا

ہے ۔کسی نے ان کو کاٹا نہیں ۔جلدی سے نوچ لیا ہے ۔غور کیجیے ۔کتاب کے اگلے صفحے بھی تو مڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔"

"مگر یہ کام کس نے کیا ہوگا؟" ایڈوسنے پایوسانہ دونو ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔کسی نوکر یا لوپن کے آدمی نے؟"

"کیا عجب یہ ورق مدت سے گم ہوں" میسین نے رائے دی۔

"بلا سے کبھی ہوئے ہوں ۔یہ تو صاف ثابت ہے ۔کسی نے کتاب تلاش کرکے دو ورق پھاڑے" پھر برین کی طرف دیکھ کر "موسیو آپ کہہ سکتے ہیں یہ کام کس نے کیا ہوگا؟"

"مَیں نہیں جانتا۔۔۔یا شاید گیبرل سے دریافت کرتا ہوں ۔ممکن ہے ۔اس کو معلوم ہو۔"

اس نے زور سے گھنٹی بجائی ۔اور جب نوکر حاضر ہوا ۔تو اسے گیبرل کو بھیجنے کا حکم دیا۔

اس کے چند منٹ بعد وہ داخل ہوئی ۔عورت جوان تھی ۔مگر چہرہ پر حسرت و یاس کے آثار ملے ہوئے ۔ بارلٹ نے آتے ہی اس سے سوال کیا۔

"میڈم یہ کتاب آپ کو لائبریری میں ملی تھی؟"

"ایک لپیٹے میں بندھی ہوئی۔"

"اور آپ نے اس کو پڑھا تھا؟"

"ہاں کل رات"

"اچھا تو سوچ کر جواب دیجیے ۔آپ نے جب اس کو پڑھا ۔تو یہ دو ورق اس میں موجود تھے؟"

گیبرل کے چہرہ سے اور زیادہ حیرت ظاہر ہونے لگی ۔بولی ۔

"میں نے جب اس کو دیکھا ۔تو سب ورق پورے تھے ۔کوئی پھٹا ہوا نہ تھا۔"

"حالانکہ صاف نظر آتا ہے۔ کسی نے..."

"مگر کتاب کل رات میرے کمرہ میں تھی۔ ورق کس نے پھاڑے ہوں گے؟"

"ممکن ہے۔ آج صبح..."

"صبح!... صبح ہی اسے اپنے ساتھ لائی تھی۔ یہ تب کا واقعہ ہے۔ کہ نوکر نے ایم سیبن کے آنے کی خبر دی۔"

"پھر کیا...؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا معاملہ ہے۔ ممکن ہے... مگر نہیں۔"

"کیا؟"

"میرا لڑکا جارج صبح اس کتاب سے کھیل رہا تھا۔ شائد اس نے..."

وہ دوڑتی ہوئی باہر گئی۔ ہارٹ سیبن اور بیرن سب اس کے ساتھ تھے۔ مگر بچہ کمرہ میں نہیں ملا۔ انہوں نے چاروں طرف ڈھونڈا اور آخر بہت دیر بعد وہ قلعہ کے پچھواڑے کھیلتا ہوا پایا گیا۔ مگر یہ لوگ اتنے گھبرائے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ اس بے تابی سے سوالات پوچھنے شروع کئے۔ کہ بچہ جواب دینے کی بجائے چیخیں مار کر رونے لگا۔

گھر میں ایک عجیب اضطراب پھیل گیا۔ سب لوگ دائیں بائیں دوڑ رہے تھے۔ کوئی نوکروں سے پوچھتا۔ کوئی مکان کے مختلف حصوں کو ڈھونڈتا۔ پھر رہا تھا۔ اور ہارٹ... اس کے دل میں بے اختیار یہ احساس پیدا ہونے لگا کہ رشتہ قابو آکر پھر ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

بڑی مشکل سے ضبط کر کے وہ گیبرئیل کا بازو تھامے بیرن اور سیبن کے ساتھ اس گول کمرہ میں لے گیا۔ اور وہاں جا کر آہستگی سے کہنا شروع کیا۔

"یہ کتاب نامکمل ہے۔ صاف نظر آتا ہے اس میں دو ورق موجود نہیں۔ مگر

آپ کہتی ہیں میں نے ان کو پڑھا تھا۔ غور کیجیے۔ آپ کو اچھی طرح یاد ہے؟"

"ہاں۔ ہاں۔ میں نے واقعی پڑھا تھا۔"

"پھر شاید آپ کو ان کا مضمون یاد ہوگا؟"

"ہاں ہے۔"

"یعنی آپ بیان کر سکتی ہیں۔ ان میں کیا لکھا تھا؟"

"میں نے اس کتاب کو پوری توجہ سے پڑھا تھا۔ مگر وہ دو صفحے خاص طور پر دلچسپ تھے۔ کیونکہ ان میں کسی انکشاف کا حال درج تھا۔"

"اچھا۔ تو مہربانی سے جو کچھ آپ کو یاد ہو۔ بیان کیجیے۔ ان صفحوں کا مضمون بڑا اہم ہے۔ دیکھیے میں التجا کرتا ہوں۔ ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ پولی سوئی کا مطلب۔۔۔؟"

"سنئے۔ میں بیان کرتی ہوں۔ پولی سوئی کا مطلب یہ ہے۔۔۔"

مگر عین اس وقت ایک نوکر کمرہ میں داخل ہوا۔ اور کہنے لگا۔

"میڈم یہ خط آپ کے لیے ہے۔"

"مگر چٹھی رساں کبھی کا ہو گیا۔"

"ایک لڑکا یہ خط لیکر آیا تھا۔۔۔"

گیبرلی نے خط کھولا۔ مگر پڑھتے ہی دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر رہ گئی۔ چہرہ زرد آنکھوں میں دہشت کے آثار نظر آنے تھے۔ معلوم ہوا غش کیا چاہتی ہے۔

کاغذ اس کے ہاتھ سے فرش زمین پر گر پڑا تھا۔ بارٹ نے آگے بڑھ کر اٹھا لیا اور بلا معذرت پڑھنے لگا۔

"چپ! خاموش!۔۔۔ اس میں لکھا تھا۔" ایک لفظ بھی کہا۔ تو یاد رکھو تمہا سوتے کا سوتا رہ جائے گا!"

"میرا بیٹا!۔۔۔ میرا عزیز بیٹا!" بدنصیب گیبرئیل نے انداز وحشت سے

اٹھا کر کہا۔

وہ اس خبر سے اتنی سہمی کہ باہر تک جانا محال ہوگیا۔

بارٹلٹ نے تسلی دی۔

"ہاتو۔ کیوں ڈرتی ہو؟ بات کچھ نہیں خالی مذاق ہے ... یہ خط آخر کس نے لکھا ہوگا؟"

"شاید آرسین لوپن نے"۔ ایم سیبن نے آہستہ سے کہا۔

گویا بارٹلٹ نے اس کو چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ دشمن سایہ کی طرح یہاں بھی پہنچ چکا ہے۔ وہ اس کی عیاری اور مستعدی سے واقف تھا۔ اسی لئے میڈم ڈی ویمین یعنی گیبرل سے اصل راز کی حقیقت وقت پر معلوم کرنے کو بے قرار تھا۔

"میڈم میں پھر التجا کرتا ہوں" اس نے کہا۔ "اطمینان فرمائیے ... ہم سب دوست ہیں، خطرہ مطلق نہیں ..."

خیال تھا ان تسلیوں سے اسکی ڈھارس بندھ جائے گی ... اور وہ کچھ کہنے کو تیار بھی ہوگئی تھی کہ دروازہ پھر کھلا۔ درماہ داخل ہوئی۔

وہ سخت پریشان نظر آتی تھی

"چارجز ... میڈم ... چارجز ..."

میڈم ڈی ویمین کا ضبط اب جواب دے گیا۔ عنان صبر ہاتھ سے جاتی رہی۔ بے تحاشہ دوڑتی ہوئی زینہ سے اتر کر اس جگہ پہنچی جہاں چھوٹا چارجز تھوڑی دیر پہلے کھیل رہا تھا۔ مگر اب جو دیکھا تو اس کو بید کی کرسی تلے بے خبر بے حرکت پڑے پایا۔

ماما سے کہنے لگی۔

"کیا ہوا؟ ... کیا سوتا ہے؟ ..."

"ابھی ابھی کھیل رہا تھا۔ آناً فاناً کھلا گیا۔ میں نے لاکھ پرچایا۔ مگر آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں۔ دیکھئے ہاتھ بھی برف کی طرح ٹھنڈے ہیں۔"

"آہ۔ سچ ہے!" ماں نے بچے کے ہاتھوں کو چھو کر کہا "میرے لال۔ سو کیوں گئے؟ آنکھیں کھولو..."

بارٹلٹ کے منہ پر ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا۔ پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی روکنے کی کوشش کرتا میسن پر فائر کر دیا۔

لیکن معلوم ہوتا ہے وہ اس کے ارادہ سے پہلے ہی آگاہ تھا۔ فائر ہوتے ہی جھکا اور بچ گیا۔ گولی سنسناتی ہوئی پاس ہو کر نکل گئی۔

دفعتاً بارٹلٹ نے زور سے چلانا شروع کیا۔

"پکڑو۔ پکڑو... لوپن ہے!"

گولی چلتے ہی میسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اب آواز سن کر اٹھا اور پستول بارٹلٹ کے ہاتھ سے چھین کر کہنے لگا۔

"بس بہت ہوئی۔ چپ رہو... حیرت ہے اتنی دیر نہ پہچانا... کیا میسن سے میری مشابہت اتنی ہی بڑی تھی؟"

اب وہ اپنی اصلی حالت میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ٹانگوں کی لچک۔ کمر کا خم۔ ضعف کے آثار سب جاتے رہے۔ آرسین لوپن اب ایم میسن نہیں۔ اصلی آرسین لوپن تھا۔

"آئیسیڈور" اس نے اپنے معروف لہجہ طنز سے کہا۔ "افسوس ایسا قیمتی موقعہ ناحق ضائع کر دیا۔ تم اگر لوپن کا نام نہ لیتے۔ تو یہ لوگ ضرور مجھ کو پکڑ لیتے۔ اور چار کے مقابلہ میں ایک کی کوئی ہستی نہ تھی!"

وہ متحیر ہیرن اور سراسیمہ نوکر کی طرف دو قدم بڑھا پھر کہنے لگا۔

"دوستو۔ مجھے کسی کو ایذا پہنچانا میرے ایمان کے خلاف ہے۔ پھر بھی میں نہ جانتا تھا۔ تم اتنے کم حوصلہ ثابت ہو گے۔" پھر نوکروں میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہا،

تمہیں کو میں نے ۱۰۰ فرانک کی رشوت دی تھی ۔۔۔ ہاں تم کو میں خوب پہچانتا ہوں۔ تمہیں کو وہ خدا دیا گیا تھا۔ کہ میڈم ڈی ڈیمین کو دے آؤ۔" نفرت سے غدار آدمی۔ تم اپنے مالک سے بیوفائی کرتے ہو۔ نوکسی اور سے کیا وفا کرو گے ۔ لاؤ وہ ایک سو فرانک کا نوٹ واپس دیدو!"

نوکر حیران وششدر دیکھنے لگا۔ اور آخر لوپن کی تیز نظروں کا مقابلہ نہ کر کے نوٹ اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔ اور کہا۔

"یہ نمک حرامی کا انعام تھا۔۔ میں اسے چھونا بھی پسند نہیں کرتا۔"

اس کے بعد ٹوپی اتاری۔ میڈم ڈی ڈیمین کو جھک کر سلام کیا اور کہنے لگا۔

"ہاں تو میں آپ سے معافی چاہتا ہوں جبتی انسانی کے واقعات بارہا آدمی کو ان فعلوں پر مجبور کرتے ہیں۔ جن کو اس کا دل پسند نہیں کرتا۔ بجز مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے۔ کہ آپکے بیٹے کو بیہوش کرنا پڑا۔ مگر اطمینان فرمائیے۔ خطرہ کچھ نہیں۔ ہم جب اس سے سوالات پوچھ رہے تھے۔ تو میں نے ایک موقعہ پر نشہ آور دوا میں بجھی ہوئی سوئی اس کے بازو میں چبھو دی تھی۔ آدھے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ میں بچہ صحتیاب ہو جائے گا۔ آپ قطعاً اندیشہ نہ کریں۔ چونکہ آپ کو چپ کرانا لازم تھا۔ اس لئے مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔"

اس نے دوبارہ جھک کر سلام کیا۔ اور بیرن ڈی ویلینز کا شکریہ ادا کر کے خود سگرٹ جلایا۔ پھر ایک اور بیرن کو پیش کیا۔ بعد ازاں ٹوپی ہاتھوں میں لئے ہوئے اپنے بازو کو نصف گولائی میں گھما کر ہارٹ لٹ سے کہنے لگا۔

"تمہیں سلام۔ اب ہم جاتے ہیں۔"

اور زور زور سے سگرٹ کے کش لگاتا اطمینان کے ساتھ رخصت ہو گیا۔

ہارمٹ چند منٹ چپ چاپ کھڑا سوچتا رہا۔ بظاہر حیران تھا کہ کیا کرے۔ میڈم

ڈسی ولیمین اب حالت سکون میں کھڑی اپنے بچہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دریافت حال کی ایک آخری کوشش کرنے وہ اس کے پاس گیا۔ دونوں آنکھیں چار ہوئیں۔ مگر بارلٹ کی زبان ادائے الفاظ سے قاصر رہی۔ وہ اس کی آنکھوں کے انداز سے جان گیا کہ جو حادثہ بچہ کو پیش آیا ہے۔ اس کے بعد وہ ہرگز زبان کھولنے پر آمادہ نہ ہوگی۔ یوین کی حکمت دیکھئے راز کو ظاہر ہوتے ہوتے روک دیا۔ اب پولی سوتی کے اسرار اس عورت کو معلوم تھے۔ مگر دریافت کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اندھیری رات میں کھوئی ہوئی چیز کی مانند وہ بالکل گم تھے!

عالت یاس میں وہ بھی اس گھر سے رخصت ہوا۔

۵

اس وقت ساڑھے دس بجے تھے۔ گیارہ بجے پاس پر ایک ٹرین پیرس روانہ ہوتی تھی باغ سے ہوتا ہوا بارلٹ اس سڑک پر پہنچ گیا۔ جو سٹیشن کی طرف جاتی ہے دفعتاً آواز آئی۔

"کیوں جنٹلمین اب کیا رائے ہے؟"

مڑکر دیکھا۔ تو یوین وہی مسیبن کا بھیس بنائے کھڑا تھا۔ معلوم ہوتا ہے ہمارے پیچھے پیچھے بارلٹ کا انتظار کر رہا تھا۔

پھر اس کو جواب کا موقعہ دیے بغیر کہنے لگا۔

"کیوں دوست۔ کام کس ہوشیاری سے ہوا ہے کہو اب تسلی فرماتے ہو۔ یا نہیں؟ تم شائد اپنے جی میں سوچتے ہو گے۔ کہ مسیبن نام کا کوئی آدمی ہے بھی یا نہیں۔ اور ہے تو کیا واقعی ادب و تاریخ کا ماہر ہے؟ سو میں اس کے متعلق تمہارا اطمینان کرتا ہوں مسیبن نام کا آدمی واقعی ہے۔ اور تم چاہو۔ تو اس سے تمہاری ملاقات بھی کرا دوں گا مگر ٹھہرو۔ اپنا پستول لیتے جاؤ ۔ ۔ ۔ آہ۔ تم دیکھتے ہو۔ اس میں گولیاں بھی ہیں یا نہیں؟

میں بتاتا ہوں ہیں... ایک نہیں پانچ ہیں جن میں سے ایک میرے لئے کافی ہوتی مگر ... تم اسے جیب میں رکھے ہوئے ہو... خیر یہ بہت اچھا ہے - آدمی کو ایسا ہی دور اندیش ہونا چاہئے - تھوڑی دیر پہلے بیرن کے مکان پر تم نے جو غیر معمولی جوش ظاہر کیا - وہ نہایت نامناسب تھا۔ مگر کچھ بات نہیں - جوانی میں آدمی سے ایسی غلطیاں ہوا ہی کرتی ہیں... تم یہ سوچ کر کہ لوپن سامنے ہے - یعنی فقط تین قدم فاصلہ پر - پستول چلانے چلے - خیر مضائقہ نہیں - میں یہ قصور معاف کرتا ہوں - کینہ رکھنا میرا شیوہ نہیں - اور سنو! میں تم سے بالکل ناراض نہیں ہوں - آؤ موٹر تیار ہے - میرے ساتھ چلتے ہو۔ تو چلو"

اس نے دو انگلیاں منہ میں دے کر زور کی سیٹی بجائی - اور بارٹ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا - کہ لوپن جو اس سے پہلے میسن کے بھیس میں غیر معمولی سنجیدگی کا اظہار کر رہا تھا - طفلانہ اور بھیس اختیار کر رہا ہے - اس قلب ماہیت کو دیکھ کر اسے بے اختیار ہنسی آ گئی۔

بارٹ کو ہنستے دیکھ کر لوپن نے بچوں کی طرح خوشی سے تالیاں بجائیں اور کہنے لگا "ہنس دیئے! ہنس دیئے!... میرے دوست اس عمر میں اتنی ثقاہت زیب نہیں دیتی - تم لڑکے ہو - اور لڑکپن کا زیور سادگی ہے - افسوس۔ تم ان خوبیوں کی قدر نہیں کرتے۔" پھر دفعتاً سنجیدہ صورت بنا کر اس نے کہا "تو اب اگر چاہو - تو میں دلا کر بھی دکھا سکتا ہوں - جانتے ہو - میں نے تمہاری اس تحقیقات کا حال کیونکر معلوم کیا تھا - اور کس طرح مجھ کو اس بات کا علم ہوا - کہ میسن نے ایک چٹھی تمہارے نام لکھی ہے جس میں آج صبح تم سے یہاں ملنے کا فیصلہ کیا ہے؟ آہ - تم نہیں جانتے... تو سنو - یہ باتیں مجھ کو تمہارے اس دوست کی زبانی معلوم ہوئی تھیں - جس کے ہاں تم ٹھیرے ہوئے ہو - تم اپنے راز اس سے بیان کرتے تھے - وہ کسی اور سے بیان کر دیتا تھا... یعنی اس لڑکی سے جس سے اس کی محبت ہے - اور وہ لڑکی کوئی بات لوپن

سے چھپا کر نہیں رکھتی... دیکھا۔ اب آنکھیں بھر آئیں۔ کیا میں نے نہ کہا تھا۔ ابھی ابھی تم کو رولا سکتا ہوں... تمہیں اپنے دوست کی بے وفائی کا رنج ہے۔ اور مجھے تمہاری اس زود اعتقادی کا... مگر آسیٹڈ۔ تمہاری اس بھولی صورت پر یہ انداز حیرت کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ بس یہی جی چاہتا ہے۔ تم کو گلے لگا لوں۔ آہ وہ موقعہ مجھ کو کب بھول سکتا ہے۔ تم جب گیلن میں مجھ سے مشورہ کرنے آئے تھے... ہاں۔ ہاں وہ تمہارا بڈھا وکیل میں ہی تو تھا... تم چپ ہو۔ میں معلوم ہو گیا۔ وہ میرا اندازہ صحیح تھا۔ کہ تم مذاق سمجھنا نہیں جانتے۔ میری طرح غم کو خوشی میں بدلنا تم کو نہیں آتا۔ حالانکہ یہ وہ ہنر ہے...‘‘

اس وقت دور سے موٹر کی آواز سنائی دی۔ لوپن نے بارٹ کا بازو پکڑ لیا۔ اور اس کے چہرہ کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

’’اب دیکھو چپ رہنا۔ شور وغل سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ جو شخص جان کر مصیبت مول لے۔ اس کا انجام یہی ہوتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔‘‘

اس نے اس کا بازو زور سے ہلایا۔ اور مسکرا کر کہنے لگا۔

’’میں کتنا بے وقوف ہوں کہ تم مجھ پر رحم نہیں کرتے۔ اور میں کرتا ہوں۔ اس وقت تم میرے اختیار میں ہو۔ میں اگر چاہوں۔ تو بڑی آسانی سے تم کو راہ سے ہٹا سکتا ہوں تمہاری کلائی کو اس طرح موٹر کے ہتھے پر باندھ دینا ذرا مشکل نہیں جس کے بعد میں کسی ایسے مقام پر رکھوا سکتا ہوں۔ جہاں تم مہینوں گم رہو۔ اور میں بڑے مزے سے اپنے اسلاف شاہان فرانس کی جائے قیام میں آرام کروں اور وہ قیمتی خزانہ جو انہوں نے کئی پشتوں میں جمع کیا تھا۔ حاصل کر لوں... مگر نہیں میری تقدیر میں برا ہے۔ دم آخر تک غلطیاں کرتا رہوں۔ کمزوریاں ہر شخص میں ہوتی ہیں۔ مجھ میں یہ ہے کہ تم پر رحم کھاتا ہوں علاوہ ازیں تم کو اس راز کا حال بھی معلوم نہیں۔ اور جب تک ہو گا۔ تب تک میرا کام نکل

ہو جائے گا۔ مجھے ... لوپن کو یہ راز حل کرنے میں دس دن لگے تھے۔ نہیں تو شاید دس سال لگیں گے۔ اس لئے تمہاری طرف سے اب کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے"

اتنے میں ایک بھاری بند موٹر آکر کھڑی ہو گئی۔ اور لوپن نے دروازہ کھول دیا مگر اس کو دیکھتے ہی ہارکٹ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیا دیکھتا ہے۔ اس موٹر میں ایک آدمی بالکل لوپن کا ہم شکل اس کی موجودہ صورت سے ٹھیک ملتا ہوا بیٹھا ہے۔ آن واحد میں اصل حقیقت ظاہر ہو گئی۔ یعنی وہ سمجھ گیا۔ اصلی مسبین یہ ہے ہارکٹ کو پریشان دیکھ کر لوپن نے کہا۔

"ڈرو نہیں۔ وہ بے خبر سوتا ہے۔ میں نے تم کو اصلی مسبین دکھانے کا وعدہ کیا تھا... دیکھ لو۔ تمہارے سامنے ہے۔ کیا اب بھی اس حقیقت کو سمجھے۔ یا نہیں؟ میں نے آدھی رات کو سنا تھا۔ کہ تم اور مسبین سویرے اس قلعہ میں آؤ گے۔ میں دو نوں سے پہلے آپہنچا۔ پھر جب مسبین یہاں سے گذرا۔ تو میرے لئے اس کو پکڑ کر خواب آور سوئی کی نوک چبھو دینا بالکل سہل تھا۔ میں نے تھپکا کر اس کو سلا دیا۔ اور کہا سے پیچھے تو یہاں دھوپ میں آرام کر تیری قائمقامی میں کرتا ہوں۔ واہ بھائی مسبین اچھی کامیابی حاصل کی... یہ ارسین لوپن کے مقابلہ میں آنے کا انجام ہے۔"

نظارہ بڑا دلچسپ تھا۔ ایک ہی صورت کے دو آدمی۔ ایک سوتا ایک جاگتا پاس پاس موجود تھے۔

اتنے میں لوپن کی آواز پھر سنائی دی۔

"دوست ہارکٹ دور۔ اب کیا فکر ہے؟ موٹر میں بیٹھ جاؤ چلیں۔" ڈرائیور سے۔ "کیا سنتے نہیں ہو۔ پورے رفتار سے چلاؤ۔ ہم کو ۵۷ میل ایک گھنٹہ میں طے کرنے ہیں۔ آج ہمارے دوست مسبین کے انسٹی ٹیوٹ کا اجلاس ہے۔ پورے ساڑھے تین بجے اس کو ایک مضمون پڑھ کر سنانا تھا۔ مگر کچھ بات نہیں۔ وہ مضمون وقت پر سنا دیا جائے گا مسبین

کا کام امید ہے میں پیدا کر دوں گا۔ یوں تو لوپن کو ایسی تقریر کے بہت کم موقعے پیش آتے ہیں۔ مگر وہ ساری ضرورتیں پورا کر سکتا ہے۔۔۔ ڈرائیور تم نے رفتار پھر کم کر دی۔ یعنی صرف ساڑھے اکہتر میل۔۔۔ کیا ڈرتے ہو؟ یاد رکھو۔ لوپن تمہارے ساتھ ہے۔۔۔ دوست بیڈڈ لوگ اس بات کی شکایت کیا کرتے ہیں۔ کہ زندگی میں اب کوئی دلچسپی باقی نہیں۔ مگر غور کرو کتنی دلفریب ہے۔ ضرورت محض یہ جاننے کی ہے کہ زندگی کی دلچسپیاں کس طرح حاصل کی جائیں۔۔۔ تم میری اس وقت کی خوشی کا اندازہ نہ کرو۔ جب تم بڈھے ڈیلمن سے باتیں کر رہے تھے۔ اور میں کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا کتاب کے ورق پھاڑ رہا تھا۔۔۔ سچ! تمہاری نظروں کے سامنے۔ مگر ہاں تم جب میڈم ڈی ڈیلمن سے پوچھنے پر آمادہ ہوئے۔ تو میرے لئے بڑی مشکل کا سامنا تھا۔ کیسی کیسی خیالات جی میں پیدا ہوتے تھے۔ کیا عجب وہ تمہارے سوالوں کا جواب دے دے۔ جس صورت میں لوپن کا خدا حافظ! کیونکہ میری تجویزیں تو اس کے بولتے ہی سب کی سب خاک میں مل جاتیں۔ یہ وہ وقت تھا جب میں نے نوکر کے ہاتھ رقعہ بھیجنے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے جب دیر کر دی۔ تو پھر سوچنے لگا۔ کہ ایسا نہ ہو میڈم ڈی ڈیلمن اس کے آتے آتے سارا حال کہہ دے۔ لیکن شکر ہے۔ سارا کام وقت پر ہو گیا۔ مگر پھر میرے جی میں خیال آیا۔ کہ اب تم ضرور مجھ کو پہچان لو گے۔ کبھی سوچتا۔ تم میری طرف گھور کر دیکھتے ہو۔ اور کبھی یہ کہ تم کو میری حقیقت بالکل معلوم نہیں۔ اس پر بھی نظر تمہارے ہاتھ پر لگی ہوتی تھی۔ اور جب تم نے پستول نکالا تو میں جھٹ بٹنی دے کر بچ گیا۔ خیر باتیں بہت ہو چکیں۔ اب آرام کرنا چاہئے۔ میری تو آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ تم بھی لیٹ جاؤ۔۔۔ شب بخیر!"

اور یہ کہہ کر وہ موٹر کے گدے پر لیٹ گیا۔ اور بارٹلٹ کے دیکھتے دیکھتے بے خبر سو گیا۔

اس اثناء میں موٹر پوری تیزی رفتار سے چلی جا رہی تھی۔ کھیتوں اور میدانوں پر ہوا

کی طرح گذرتی گاؤں اور قصبوں کو پس پشت چھوڑتی وہ اس حد افق کی طرف چلی جاتی تھی۔ جو پاس جانے سے اور پرے ہٹ جاتی۔

دیر تک بارٹلٹ سوتے ہوئے لوپن کی طرف حیرت سے دیکھتا رہا۔ شاید اس کی صورت سے اس کی خصوصیات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دیر تک وہ ان خیالات کی الجھن میں چپ چاپ بیٹھا رہا۔ لیکن آخرش بابس اضطراب نے اس کی آنکھوں میں بھی غنودگی پیدا کر دی۔ وہ بھی سامنے والی نشست پر لیٹا اور سو گیا۔

آنکھ کھلی تو لوپن بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا تھا۔ بارٹلٹ نے آگے جھک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا کتاب ہے۔ مگر آپ اس کی حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب دیکھا کہ فرانس کا نامی چور آرسین لوپن فیلسوف سینیکا[۱۵] کا ایک مشہور رسالہ دیکھ رہا ہے۔

باب ۔ ۸

قیصر سے لوپن تک

۱

شاٹو ڈی ویلینز سے رخصت ہونے کے بعد آرسین لوپن نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں جو یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ مجھے ... لوپن کو یہ راز حل کرنے میں دس دن لگے میں تمہیں تو شاید دس سال لگیں گے۔ وہ بادی النظر میں لاکھ سرسری معلوم ہوں، بارٹلٹ کے دل پر ان کا اثر بہت گہرا ہوا تھا۔

اس میں شک نہیں آرسین لوپن بالطبع ضابطہ، پرسکون اور فہمیدہ شخص تھا۔ مگر

۱۵۔ روما کا بڑا مشہور فلاسفر ۴ ق م میں پیدا ہوا اور ۶۵ء میں خودکشی کر گیا۔ روما کا ظالم بادشاہ نیرو اس کا شاگرد تھا۔ مگر سینیکا کا اثر اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ جب تک زندہ رہا نیرو کو جور و ستم کی جرأت نہ ہو سکی۔

اس کے باوجود ایک کمزوری اس میں تھی یعنی بعض اوقات غیر معمولی کامیابی کی خوشی میں تھیٹریکل انداز اختیار کر لیتا تھا۔ ایسے موقعوں پر اس کے منہ سے بے اختیار ایسی باتیں نکل جاتیں جن کو وہ عام حالت میں کہنا ہرگز پسند نہ کرتا۔ ایسی ہی ایک بات یہ تھی۔ جس کو کوئی دوسرا شاید نظر انداز بھی کر دیتا۔ مگر بارلٹ نے اس کو ذہن میں رکھا۔

صحیح یا غلط طور پر وہ اس فقرہ کو غیر معمولی اہمیت دے چکا تھا۔ دس بارہ سال کی بحث سے قطع نظر لوپن کا یہ اعتراف قابل غور تھا۔ کہ یولی سوئی کا راز ناقابل حل نہیں۔ بالواسطہ وہ تسلیم کر چکا تھا۔ کہ بارلٹ بھی اس راز کو حل کر سکتا ہے۔ گو اس کو اس کام کی تکمیل کے لئے بہت زیادہ عرصہ درکار ہوگا۔ زیر دست نظروں سے دیکھا جائے تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ انکشاف راز کے وسائل دونوں کو حاصل ہیں۔ دونوں حالتوں میں کامیابی کے ذریعے اور موقعے یکساں ہیں۔ ضرورت فقط تیزی ذہانت کی ہے جس میں لوپن اپنے آپ کو بارلٹ پر فائق سمجھتا ہے۔

پس جذبات آسودہ بارلٹ نے سوچی وہ یہ تھی۔ کہ ان ذریعوں اور موقعوں کا ماحصل کیا ہے جن پر لوپن کو اپنی دہ روزہ کامیابی کا ناز ہے؟... فقط یہ کہ وہ یولی سوئی کے متعلق ۱۸۱۵ء کا چھپا ہوا رسالہ دیکھ چکا ہے... وہ رسالہ جس کا حال سیبن کی طرح لوپن کو بھی اتفاقیہ معلوم ہوا تھا۔ اور جس کی بدولت وہ اس پرزہ کاغذ کو حل کرنے میں کامیاب ہو گیا جو بدنصیب ملکہ میری انٹائنٹ کی انجیل میں محفوظ تھا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ لوپن کی معلومات دو ہیں۔ ایک وہ رسالہ دوسرے دستاویز انہی دو چیزوں کی بنا پر اس نے ساری باتیں دریافت کی ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی منبع معلومات نہیں... رسالہ اور پرزہ کاغذ۔ یہی اس کا سرمایہ تحقیق ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

اب بارلٹ نے سوچنا شروع کیا۔ کہ میں بھی ان دو چیزوں کی بنا پر تحقیقات کروں تو کوئی وجہ نہیں مجھ کو کامیابی حاصل نہ ہو۔ فروعات کو شامل کرنا لاحاصل تھا۔ ان سے فائدہ

کچھ نہیں۔ البتہ نقصان یہ ہوگا۔ کہ دوران تحقیقات میں کئی غلطیاں ہو جائیں گی بالفرض ایسی غلطیوں کا بھی امکان نہ ہو۔ تو نتیجہ کوشش کے مقابلہ میں بہرحال قابل قدر نہ ہو سکتا تھا۔

سارے حالات سوچ کر اس نے اپنے جی میں فیصلہ کر لیا۔ کہ سیدھا رستہ انہی دو چیزوں کی مدد سے پایا جا سکتا ہے۔ اور وہی دریافت کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں پہلا کام جو اس نے کیا۔ وہ اپنے کالج دوست کی مہمانی ترک کرنا تھا۔ یوین کو اس کی اکثر باتیں اسی دوست کی معرفت معلوم ہوئی ہیں۔ پس اس خطرناک تعلق کو قائم رکھنا نامناسب سمجھ کر بارٹلٹ نے رخت سفر باندھا۔ دوست کو الوداع کہی۔ اور ایک چھوٹا سا ہوٹل جو وسط شہر میں واقع تھا۔ تلاش کر کے اس میں قیام کیا۔ کئی دن وہ اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا حالات پر غور کرتا رہا۔ وہ وقت کھانا کھاتا۔ اور اس کے بعد غور و فکر کے سوا کوئی کام نہ کرتا تھا گھر کیا اور دروازے بند کر کے چپ چاپ سوچے جاتا۔

آرسین لوپن نے دس دن کی مہلت بیان کی تھی۔ بارٹلٹ نے بھی اسی عرصہ میں کسی نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش شروع کی۔ اب تک جو باتیں اس نے معلوم کی تھیں۔ ان سب کو نظر انداز کر کے فقط اس رسالہ اور پرزہ کاغذ کو مدنظر رکھتے ہوئے بارٹلٹ کی سعی و جہد اس نقطہ واحد پر مرکوز تھی۔ کہ مجھے بھی دس دن کے عرصہ میں کامیاب ہونا چاہیئے۔

مگر نو دن گزر گئے ... پورے نو۔ اور کامیابی کی کوئی صورت نہ ہوئی۔ دسویں دن اس نے اور سرگرمی سے دماغ سوزی کی۔ خیال تھا آج کوئی غیبی ذریعہ یقیناً باعث امداد ہوگا لیکن معجزوں کے دن گئے جس کی سب سے زیادہ امید رکھی جائے۔ وہ بات کمتر ظہور میں آتی ہے ... دسواں دن بھی گزر گیا۔ اور اس کے بعد گیارہواں اور بارہواں بھی۔ اور اب بارٹلٹ بڑی حد تک مایوس ہونے لگا تھا۔ کہ ناگاہ تیرہویں دن شام کو۔ اس کے دماغ میں روشنی کی ایک ہلکی سی شعاع پیدا ہوئی۔ یہ سچ ہے۔ کہ اصل معمے کا حل اب بھی معلوم

نہ ہوا تھا۔ بہرحال ایک بات ایسی تحقیق ہو گئی جس نے یاس کو بڑی حد تک امید میں بدل دیا۔ اور یہ خیال پوری طرح ذہن نشین ہو گیا کہ وہی ذریعہ ہوگا جس سے پوہن نے کامیابی حاصل کی۔

سچ پوچھیے۔ تو طریقہ بالکل سہل تھا۔۔ یعنی یہ دیکھنا۔ کہ پولی سوئی کے مارز کے متعلق جس قدر تاریخی واقعات رسالہ میں درج ہیں۔ کیا ان میں کوئی باہمی تعلق ایسا ہے جس کو مشترک سمجھا جائے؟

بادی النظر میں یہ ایک لاحاصل کوشش تھی۔ کیونکہ واقعات متفرق اور زمانہ کے اعتبار سے مختلف تھے۔ مگر بارٹ نے یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی۔ کہ ان مختلف اور متنوع واقعات میں کوئی بات ذریعہ اشتراک ہے یا نہیں۔ بہت دیر سوچنے کے بعد ایک بات اس کے ذہن میں آئی۔ جو یہ تھی۔ کہ پولی سوئی کے متعلق جتنے واقعات اس رسالہ میں درج ہیں۔ وہ سب بلا استثنیٰ نیوسٹریا کی اس پرانی مملکت میں واقع ہوئے تھے۔ جو اب نارمنڈی کہلاتی ہے اور اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ پولی سوئی کے سلسلہ میں جتنے آدمیوں کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب کسی نہ کسی حیثیت سے نارمنڈی سے تعلق رکھتے تھے۔ یعنی یا تو وہ اس حصہ ملک کے رہنے والے تھے۔ یا ان کی زندگی کے اہم واقعات ان حدود میں پیش آئے۔

عالم تخیل میں بارٹلٹ کو تاریخی مردوں اور عورتوں کا ایک جمغفیر نظر آیا۔ جس میں مختلف زمانوں کے بیرن۔ ڈیوک۔ بادشاہ فرانس کے علاقہ نارمنڈی میں کسی کام کے لیے جمع تھے۔ پھر جب اس نے تاریخ عالم کی ورق گردانی کی۔ تو دیکھا:۔

رولف یا رولو جس کا حال پولی سوئی کے رسالہ میں درج ہے۔ اور جو عہد نامہ سینٹ کلیر کے مطابق پولی سوئی کے مارز کا مالک تھا۔ وہ نارمنڈی کا پہلا ڈیوک کہلایا۔

ولیم فاتح شاہ انگلستان جس کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ جس کے زیریں حصہ میں سوئی کی شکل بنی ہوئی تھی۔ وہ نارمنڈی کا پہلا ڈیوک کہلایا۔

شہر روان جہاں انگریزوں نے پولی سوئی کے راز کی مالک جون آف آرک کو زندہ جلایا۔ صوبہ نارمنڈی میں واقع ہے۔

والٹے کلیسٹی جس نے قیصر روم کو پولی سوئی کے راز سے آگاہ کیا۔ کہاں کا رہنے والا تھا؟ نارمنڈی کے وسط میں اس مقام کا جواب "کا" کہلاتا ہے۔

زیادہ غور کرنے سے پارٹرلٹ بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ نہ صرف تمام واقعات صوبہ نارمنڈی سے تعلق رکھتے۔ بلکہ اس تنگ قطعہ زمین تک محدود تھے۔ جو شہر روآں۔ ساحل دریائے سین اور کا کے درمیان واقع ہے۔ فرانس کے دو بادشاہوں کا ذکر اس سالہ میں خصوصیت سے کیا گیا تھا اور وہ ایسے بادشاہ تھے۔ جن کے حصہ میں پولی سوئی کا راز اس وقت آیا۔ جب نارمنڈی کے والیان حکومت کی اولاد انگلستان پر بادشاہت کرنے لگی۔ اور یہ قیمتی راز ان کے قبضہ سے نکل کر شاہان فرانس کے پاس آگیا۔ ان میں سے ایک ہنری چہارم تھا۔ جس نے روآں کا محاصرہ کرکے ڈیپ کے پاس آرکس کا معرکہ فتح کیا۔ دوسرا شاہ فرانسس اول جس نے شہر ہیور کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ مشہور فقرہ کہا تھا۔ کہ "شاہان فرانس کو وہ راز معلوم ہیں۔ جنہوں نے بارہا شہروں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہے۔"

غرض روآں۔ ڈیپ اور ہیور۔ تین زاویے تھے۔ اس مثلث کے جس میں یہ واقعات پیش آئے۔ اور جس کے وسط میں سرزمین "کا" واقع ہے۔

اس قدر سوچنے کے بعد اس کی نظر سترہویں صدی کی طرف گئی۔ جب شاہ لوئیس چہارم نے وہ کتاب اپنے سامنے جلوائی۔ جس میں ایک شخص نامعلوم نے پولی سوئی کا راز منکشف کیا تھا۔ اتفاق سے اس کتاب کی ایک جلد کپتان ڈی لاربری کے ہاتھ آگئی

جس نے اس راز سے فائدہ اٹھا کر خزانہ شاہی کے بعض جواہرات نکالے۔ مگر بعد ازاں ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اور پھر اس کی ہلاکت کا واقعہ کہاں پیش آیا؟ گیلن میں... گیلن ایک چھوٹا سا قصبہ جو اس ٹرک پر واقع ہے۔ جو ہیور سے رواں اور ڈیپ ہوتی ہوئی پیرس کی طرف جاتی ہے!

اس کے سال بھر بعد شاہ مذکور نے دریائے کریوز کے ساحل پر شاٹوڈی لاگوٹی نام کی عمارت تعمیر کرائی۔ جس کے معنی پولی سولی کا محل ہیں۔ اور اس کے لئے جائے وقوع کونسی تلاش کی گئی۔ فرانس کے وسط میں۔ تاکہ جو شخص پولی سولی کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی توجہ نارمنڈی سے بالکل ہٹ جائے۔ اور وہ فرانس کے صوبہ جات متوسط میں بھٹکتا رہے۔

پس ثابت ہوا کہ اصلی راز رواں۔ ڈیپ اور ہیور کے درمیانی علاقہ کاؤ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اس مثلث قطعہ ارضی سے جس کے ایک جانب سمندر ہے۔ دوسری طرف دریائے سین اور تیسری سمت میں دو وادیاں جو رواں سے ڈیپ کی طرف جاتی ہیں۔

اب وہ روشنی جو بائرلٹ کے ذہن میں پیدا ہوئی تھی۔ اور زیادہ ترقی کرنے لگی آرسین لوپن کے متعلق جو کتابیں اس نے پڑھی تھیں۔ ان کی بنا پر یاد آیا۔ کہ اس کے اکثر معرکے بھی اس زمین تک محدود رہے۔ جو ساحل سین سے ساحل سمندر تک پھیلی ہوئی ہے اس سال سے یہ شخص لگاتار اس علاقہ میں واردتیں کر رہا تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ پولی سولی کا راز معلوم کرنا چاہتا تھا!

بیرن کیہارن[۱] کا واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟ رواں اور ہیور کے درمیان دریائے سین کے ساحل پر۔

---

[۱] یہ اور اس کے بعد کے واقعات بالتفصیل کتاب "کارنامجات آرسین لوپن" میں درج ہیں جو زیر طبع ہے۔

بھیبر منل کا معرکہ کس مقام سے تعلق رکھتا ہے؟ رواں اور ڈیپ کے درمیانی علاقہ سے۔

گروچٹ۔ مانیٹی اور کریس دل کی وارداتیں کہاں ہوئیں؟ کا کے معروف علاقہ میں۔

جب آئیول کے قاتل ہیری آنفرے نے لوپن پر وار کیا۔ اور اس کی مشکیں کسی تھیں۔ تو یاد ہے وہ کہاں جا رہا تھا؟ رواں کو۔

پھر لوپن نے شریک ہومر کو گرفتار کر کے کس جگہ جہاز پر بٹھایا تھا؟ ہیور میں۔

اور موجودہ واقعات کہاں پیش آئے؟ ایمبرومیسی میں جو ہیور اور ڈیپ کے درمیان لب سڑک واقع ہے۔

رواں۔ ڈیپ اور ہیور۔۔۔ ہیور۔ ڈیپ۔ رواں اسی تثلیث میں یہ راز پوشیدہ ہے۔ ہمیں اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔

آرسین لوپن کو چند سال پیشتر رسالہ دیکھکر معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ملکہ میری انٹائنٹ نے وہ پراسرار دستاویز کس جگہ چھپا کر رکھی ہے۔ پس دستاویز حاصل کرنے کے اصل مرکز تلاش کیا۔ اور یہیں لوپل سوئی کا راز تحقیق کرنے لگا۔

یہی میدان تھا جو اب آسیڈور باٹرلٹ نے دریافت کیا۔

۲

جب باٹرلٹ یہ معلومات حاصل کر کے اصل میدان کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس کا دل خوشی سے معمور تھا۔ اس کو وہ زمانہ یاد آیا۔ جب لوپن ایسی ہی امیدیں جی میں لئے اس راہ پر گیا ہو گا۔ تب اس کا دل اس راز کی تحقیق کو بے چین ہو گا۔ تب اس کے حوصلے کتنے بلند ہوں گے۔ پھر خیال آتا۔ کیا میں بھی وہاں پہنچ کر اسی طرح کامیابی حاصل کر سکوں گا؟

رواں سے وہ سویرے ہی پاپیادہ روانہ ہوا۔ اب اس نے بھیس بدلا ہوا تھا اور ایک چھوٹا سا بیگ لکڑی کے سہارے کندھے پر رکھے کسی گمنام مسافر کی مانند

چلا جاتا تھا۔ ڈوکلیر میں اس نے مختصر قیام کیا۔ اور وہیں دن کا کھانا کھایا۔ وہاں سے چلا تو دریائے سین کے ساحل پر ہو لیا۔ کئی واقعات کی یاد اس خیال کو تقویت دے رہی تھی کہ اس راز کا صحیح حل اسے دریا کے پاس ملیگا۔ جب ہیرن کیہارن کے مکان پر چوری ہوئی۔ تو چوری کا مال دریائے سین کی راہ سے ہی بھیجا گیا تھا۔ پھر جب لوپن نے ایمبرومیسی کی پرانی تصویریں چرائیں۔ تو انہیں بھی اسی راہ سے روانہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ لوپن کی کشتیوں کا ایک شاندار بیڑہ شب و روز رواں اور میپھر کے درمیان گشت کرتا ہوا ملک کے نایاب خزانے سرزمین امریکہ کو بھیج رہا ہے۔

ان خیالات سے بارٹلٹ کی بیقراری اور بڑھ گئی۔ دو تین بار اس نے اپنے جی سے کہا "بس اس راز کا حل اب پالیا... پالیا!"

آئیڈو ربارٹلٹ صاحب استقلال نوجوان تھا۔ شروع میں اس کو چند رکاوٹیں پیش آئیں۔ مگر ان سے اس کا عہد استوار کمزور ہونے کی بجائے اور مضبوط ہوا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ میرا سراغ غلط نہیں۔ ضرورت فقط اس کو پیش نظر رکھنے کی ہے۔ مانا کہ بات مفروضات تک محدود تھی۔ مگر وہ جانتا تھا کہ لوپن کا مقابلہ کرنے میں اتفاقات کی نسبت مفروضات سے بہتر مدد ملتی ہے۔ اور پھر ایسا مفروضہ!... اتنا عظیم۔ بلند اور عالیشان جو ہر طرح لوپن کی زبردست شخصیت کے مطابق تھا!

جومیگس۔ میابری۔ کاڈبی بیک۔ کویلی بوٹ یہ سب مقامات اس نے ایک ایک کرکے دیکھے۔ ان کی پرانی عمارتوں۔ ان کے تاریخی کھنڈروں کا معائنہ کیا۔ ان کی ایک ایک خصوصیت کو جانچا۔ انکا۔ ذہن میں رکھا۔

مگر پھر... سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مقام اس کے لئے ہیوڈ تھا جس کا نام تشکک کے پردہ ظلمات میں نور ہدایت کی مانند چمکتا نظر آتا تھا

وہ یادگار فقرہ کہ

"شاہان فرانس کو وہ راز معلوم ہیں۔ جنہوں نے بارہا شہروں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہے۔"

رہ رہ کر اس کے دماغ میں تحریک کرتا تھا۔ کیا یہی وہ باعث نہ تھا جس نے شاہ فرانسس اول کو ہیور کی تعمیر پر مجبور کیا؟

"یہی تھا یہی تھا!" اس نے اپنے دل سے کہا۔ "اسی کشش نے شاہان فرانس کو نارمنڈی کی طرف متوجہ کیا تھا۔ اسی نے نپولین کی نظروں کو اپنی طرف کھینچا۔"

گاؤں اور قصبوں کی سیر کرتا۔ بحر و بر۔ اور وشت و جبل کو کھوندتا بارٹلٹ ایک ایک چیز سے پولی سوئی کا راز پوچھتا پھر رہا تھا۔ وہ بھید کیا اس پہاڑی۔ اس جنگل اس ڈھال کو معلوم ہوگا؟ کوئی بے حقیقت ذریعہ معلومات ایسا نہ تھا۔ جس کو شوق تحقیق میں اس نے نظر انداز کیا ہو۔

۳

ایک دن صبح کو ہون فلور کے پاس۔ ایک چھوٹی سی سرائے میں دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا۔ کہ اس نے دیکھا۔ میز کے دوسری جانب ایک شخص جو صورت کے لحاظ سے نارمنڈی کا تاجر اسپاں معلوم ہوتا تھا۔ چابک ہاتھ میں لئے بیٹھا اس کی طرف گھور رہا ہے۔ آدمی دبلا اور دراز قد تھا۔ سر کے بال سرخ۔ گلے میں کھلا ہوا کوٹ اور پاؤں میں بھاری بوٹ تھے۔ بارٹلٹ دو تین بار اس کی طرف دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر اس علاقہ میں بارٹلٹ کا شناسا کون تھا۔ اور کسی گھوڑوں کے سوداگر سے تو کبھی اس کا تعلق ہوا ہی نہ تھا۔ اس نے بات کو نظر انداز کر دیا۔

شاید اس آدمی کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ کیونکہ چند بار چھپی نظر سے

سے بارٹلٹ کی طرف دیکھنے کے بعد اس نے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر قہوہ اور برانڈی طلب کی۔ اور انہیں پیتے ہوئے اطمینان سے ایک لمبے سگار کے کش لگانے لگا۔

جب بارٹلٹ کھانا کھا کر فارغ ہو چکا۔ اور بل ادا کر کے جا رہا تھا۔ تو اس نے دیکھا۔ دروازہ میں کئی آدمی کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ اس خیال سے کہ رستہ صاف ہو۔ تو جاؤں۔ وہ اسی جگہ کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ شخص بھی جو اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اٹھا۔ اور آگے جھک کر مدھم آواز سے کہنے لگا۔

"تسلیمات ایم۔ بارٹلٹ"

آسبڈ ورحیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگا۔ اجنبی نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا۔ بارٹلٹ نے کہا۔

"معاف کیجیے۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آخر آپ نے مجھے کیسے جانا؟"

اجنبی مسکرانے لگا۔

"نہایت آسانی سے۔ میں نے اخباروں میں آپ کی تصویر دیکھی تھی۔ اگر گو اس وقت آپ نے بھیس بدلا ہوا ہے۔ تاہم اس صورت میں بھی پہچاننا دشوار نہیں۔"

آدمی ہر چند صوبہ نارمنڈی کا رہنے والا نظر آتا تھا۔ مگر بارٹلٹ نے دیکھا۔ اس کے لہجہ میں غیر ملکی اثر غالب تھا۔ زیادہ غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اس نے صورت تبدیل کر رکھی ہے۔ غالباً جیسا اس کی صورت ظاہر کر رہی تھی۔ وہ تاجر اسپان نہیں تھا

"مہربانی سے یہ کہئے۔ آپ کون ہیں؟ میں نے افسوس اب تک نہیں پہچانا۔" بارٹلٹ نے دوبارہ کہا۔

"بالکل نہیں؟"

"جہاں تک میرا خیال ہے پہلے کبھی آپ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

"نہ مجھی کو آپ سے ملنے کا ہوا تھا۔" اجنبی نے کہا۔ "مگر میں نے دیکھتے ہی

فوراً پہچان لیا۔ تھوڑا غور کیجیے... کیا اب جانا؟"

"افسوس نہیں"

"مجھ کو شرلک ہومز کہتے ہیں۔"

"آہ۔" بارٹلٹ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے گویا پردہ سا ہٹ گیا۔ واقعی یہ شرلک ہومز ہی تو تھا جس کی تصویر اس نے بارہا رسالوں میں دیکھی تھی۔

ملاقات دلچسپ اور اس کے ساتھ بڑی اہم تھی۔ چند سرسری کلمات کے بعد بارٹلٹ نے اس نامی جاسوس سے پوچھا۔

"غالباً آپ بھی... اس کو ڈھونڈنے تشریف لائے ہیں؟"

"ہاں"

"تو کیا آپ کی رائے میں اس کا سراغ یہیں مل سکتا ہے؟"

"مجھے اس کا پورا یقین ہے۔"

بارٹلٹ کو اس خیال سے خوشی ہوئی۔ کہ شرلک ہومز ایسا مبصر اس معاملہ میں مجھ سے اتفاق رائے رکھتا ہے۔ اس نے سوچا۔ اگر یہ شخص میرے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ ہوا۔ تو بس ہماری کامیابی یقینی ہے۔ وہ کا مشترکہ فتح پانا ایسا امر تھا جس میں شک کی گنجائش ممکن نہ تھی۔ گو اس کے ساتھ کامیابی کی لذت آدھی رہ جانے کا اندیشہ ضرور تھا۔

"کیا آپ نے کسی طرح کے ثبوت حاصل کیے؟"

شرلک ہومز کے لبوں پر پھیکا تبسم نمودار ہوا۔ بارٹلٹ کی بے چینی کا مطلب سمجھ کر کہنے لگا۔

"نہ گھبرائیے۔ میں آپ کی راہ پر نہ چلوں گا۔ آپ رسالوں اور دستاویزوں میں

سراغ ڈھونڈتے ہیں۔ میں ان باتوں کا قائل نہیں ہوں۔"

"اچھا تو آپ کا سراغ کیا ہے؟"

"بالکل مختلف"

"کیا میں پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔۔۔؟"

"کیوں نہیں۔۔۔ ڈیوک آف چارم ریسل[۱] کا واقعہ آپ کو یاد ہے؟"

"ہاں"

اور لوپن کی بوڑھی نا وکٹا بیر[۲] کا نام بھی سنا ہے۔ جو ہمارے دوست گینیارڈ کی حراست سے بچ گئی تھی؟"

"ہاں سنا ہے"

"تو بس میں اس عورت وکٹا ر کا سراغ پا چکا ہوں۔ وہ نمبر ۲۵ کی شرک پر جو ہیورسے لیبل کی طرف جاتی ہے۔ ایک جھونپڑی میں رہتی ہے۔ اسی کے ذریعہ میں لوپن کو گرفتار کروں گا۔"

"مگر اس میں تو بہت سا وقت صرف کرنا پڑے گا۔"

"مضائقہ نہیں۔ میں اس کے سوا سارے مقدمے ترک کر چکا ہوں۔ اور میرا عہد ہے جب تک اس میں کامیابی حاصل نہ کروں گا۔ کسی کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اب کی بار میں اس جد و جہد کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔"

ہومز نے یہ الفاظ بڑی تندی کے لہجہ میں کہے تھے۔ شاید اس کو وہ ذلتیں[۳] یاد تھیں۔ جو مختلف اوقات میں لوپن کا مقابلہ کرتے ہوئے اٹھانی پڑیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ لوپن کی

---

[۱] دیکھو ناول نعلی جواہرات ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری [۲] وکٹا ر کا حال دیکھئے ناول انقلاب یورپ میں قیمت عمر [۳] لوپن اور شرلک ہومز کے مقابلوں کے لئے دیکھئے ناول خونی ہیرا عمر خونی چراغ

بے رحمانہ چھیڑ چھاڑ نے اس کو سخت پریشان کر رکھا تھا۔

"خیر آپ اب جائیں" اس نے دبی آواز میں کہا۔ "ہمارا ایک دوسرے سے ملنا خطرناک ہے۔ کیونکہ دشمن ضرور تاک میں ہوگا۔ پر اتنا یاد رکھئے۔ جس روز میرا اور لوپن کا مقابلہ ہوا ... ہم میں سے ایک کی زندگی کا ضرور خاتمہ ہوگا۔"

اس کے بعد جب بارنٹ رخصت ہوا۔ تو اس کا بڑی حد تک اطمینان ہو چکا تھا اب شریک ہومز کی طرف سے اس کو یہ اندیشہ نہ تھا۔ کہ وہ مجھ سے بازی لے جائیگا۔ فی الحقیقت اس جدوجہد میں دونو کا مطمح نظر مختلف تھا۔ بارنٹ کا پولی سولی کا راز معلوم کرنا اور ہومز کا لوپن کو پکڑنا۔ پھر بھی اس سے مل کر بارنٹ کو یہ فائدہ ضرور ہوا۔ کہ معلوم ہو گیا۔ میرا نظریہ صحیح ہے۔ ہومز نے وکٹائر کے رہنے کی جگہ اس سڑک پر بیان کی تھی۔ جو ہیوور سے بیل کو جاتی ہے اور یہ سڑک ڈیپ سے ہوتی ہوئی اسی سرزمین کا سے گذرتی ہے۔ جس کے متعلق پیشتر اس کو یقین ہو چکا تھا۔ کہ پولی سولی کا راز اس میں بند ہے۔ وکٹائر اور لوپن کا تعلق نوکر اور مالک کا تعلق تھا۔ اس لئے ضرور ہوا کہ جہاں وکٹائر ہے۔ وہیں آرسین لوپن موجود ہوگا۔

"اب میرا کامیاب ہونا یقینی ہے۔" اس نے اپنے دل سے کہا۔ "یہ نئی دریافت میرے نظریہ کی تصدیق کرتی ہے۔ جو باتیں پہلے سے میرے ذہن میں جم چکی تھیں۔ وہ ہومز سے مل کر اور مضبوط ہو گئیں۔ ایک جانب دریائے سین کا ساحل دوسری طرف نمبرہ ۲ کی قومی سڑک۔ دونو رستے ہیور پہنچ کر ملتے ہیں۔ اور یہی وہ شہر ہے۔ جس کو شاہ فرانسس اول نے جسے بعض قیمتی اسرار کی واقفیت پر ناز تھا۔ تعمیر کرایا تھا۔ حدود رفتہ رفتہ تنگ ہوتی جا رہی ہیں۔ میرا خیال ہے بہت جلد اس مقام پر پہنچ جاؤں گا۔ جہاں اس راز کا صحیح حل موجود ہے۔"

اب اس نے اور زیادہ سرگرمی سے کوشش شروع کی۔

جوابات لوپن نے دریافت کر لی۔ وہ تھوڑی دیر کے بعد اپنے دل سے کہتا تھا۔

"وہ مجھ سے ہرگز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ ضرور ظاہر ہوگی۔ ضرور ہوگی!"

یہ سچ ہے۔ لوپن کو بعض فوقیتیں حاصل تھیں۔ وہ اس علاقہ کے حالات سے بہتر واقفیت رکھتا تھا۔ یہاں کی روایتیں اور کہانیاں بڑی حد تک اس کو معلوم تھیں۔ حالانکہ بوٹرلٹ کو ان کا حال بالکل معلوم نہ تھا۔ وہ اس سے پہلے صرف ایک بار یعنی واردات امبرمیسی کے بعد یہاں آیا تھا۔ مگر قیام کا موقعہ تب بھی حاصل نہ ہوا تھا۔

مگر جزئیات کی اس کو بہت کم پروا تھی۔ وہ عہد کر چکا تھا۔ کہ خواہ اس کوشش میں میرے دس سال صرف ہو جائیں۔ کامیابی حاصل کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ وہ یہیں ہے . . . کوئی غیبی احساس کہتا تھا۔ اس کا سراغ یہیں مل سکتا ہے۔ ہر لمحہ اسے اس سے ملنے کا انتظار تھا۔ ہر گاؤں میں اور سڑک کے ہر موڑ پہ وہ اس کی موجودگی یقینی خیال کرتا۔ اور گو ہر بار مایوسی ہوتی۔ تاہم حوصلہ کی استواری میں ذرا فرق نہ آتا تھا۔

بارہا وہ کسی سڑک کے کنارے درختوں کے سایہ میں لیٹا ہوا اس پرزہ کاغذ کی نقل دیکھنے لگتا جس کی چار سطروں کو دو حرفوں کی صورت دے چکا تھا۔ اور جس کی موجودہ حیثیت یہ تھی:-

a . a . a . . e . . e a . . a . .
a . . . e . e . . e . ai . e . . . e .
. ou . . e . o . . . e . . e . o . . e
D DF ▭ 19F+44 △ 357 ◁
ai . ui . . e . . eu . e

کئی بار۔ جیسا اس کی عادت تھی کھیتوں کی لمبی گھاس میں اوندھا لیٹا ہوا وہ اس پرزہ کاغذ کو ہاتھ میں لئے اس کا مطلب جاننے کی کوشش کرتا . . . وہ سمجھتا تھا میرا یہ وقت رائیگاں نہیں جاتا۔

حیرت خیز استقلال کے ساتھ وہ کبھی دریائے سین سے ساحل بحر کو جاتا۔ اور کبھی ساحل سے دریائے سین کی طرف کسی حصہ زمین کو وہ اس وقت تک چھوڑتا تھا جتنے کہ پورا یقین ہو جائے کہ اس میں کوئی بات قابل دریافت باقی نہیں۔ مگر نتیجہ . . . کچھ نہ نکلتا

مانٹی ویلیرز۔ سینٹ رومین۔ آکٹی ول۔ اور کریکوٹاٹ کا اس نے اسی طرح معائنہ کیا راتوں کو وہ کسی کاشتکار کی جھونپڑی میں پڑ رہتا۔ ایسے موقعوں پر گھروالوں سے جہاں تک ممکن ہوتا کھوج لگانے کی کوشش بھی کرتا۔ بارہا گفتگو میں سرسری طور پر پوچھتا

"کیوں جی۔ آپ نے کبھی پولی سوئی کا حال بھی سنا ہے؟"

"پولی سوئی! . . . نہیں کبھی نہیں"

"سوچ کر جواب دیجیے۔ کوئی روایت یا کہانی۔ کبھی آپ کے سننے میں آئی ہو"

لیکن نہیں کسی کاشتکار کو پولی سوئی کی روایت یا کہانی یاد نہ تھی۔ بارٹلیٹ کو ہر نئی کوشش میں تازہ مایوسیوں کا سامنا ہوتا تھا۔

۴

ایک دن وہ موضع سینٹ جوین سے۔ جو ساحل بحر پر واقع ہے۔ گذر رہا تھا۔ کہ چٹانوں سے ہوتا ہوا سطح مرتفع پر وادی برون وال کی طرف ہولیا۔ کئی روز کی سعی لاحاصل کے بعد جسم تھکا ہوا تھا۔ طبیعت آرام چاہتی تھی۔ مگر اس کے باوجود ہمت ہارنا چونکہ اس کے مذہب کے خلاف تھا۔ اس لئے نفرسیاً اس نے وکٹایر لوپن ہومز اور پولی سوئی کی یاد کو محو کر کے اپنی توجہ قدرت کی دلفریبیوں پر لگا دی۔ نیلگوں آسمان شفاف سمندر ہرا بھرے

درخت رفع اضمحلال میں خاص مدد دیتے ہیں۔

ایک جگہ کچھ سیدھی ڈھالیں اور اینٹوں کی بنی ہوئی شکستہ دیواریں تھیں جہاں شاید کسی زمانہ میں قدیم رومیوں نے قیام کیا ہوگا۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا قلعہ نظر آیا پرانی طرز کا بنا ہوا۔ ویسے ہی بیچ بیچ ایسطرح کی کھڑکیاں۔ عمارت ساحل بحر سے ہٹ کر اونچے باونڈ پر بنی ہوئی تھی۔ پھاٹک آہنی اور چار دیواری لوہے کی باڑ سے محفوظ تھی۔

بڑی مشکل سے بارلٹ اس کو پھاند کر اندر گیا۔ بند دروازہ پر جس میں زنگ آلود پرانا قفل پڑا ہوا تھا۔ یہ الفاظ نظر آئے۔

فورٹ ڈی فری فوسی

اس نے اندر جانے کی کوشش نہیں کی۔ دائیں طرف مڑکر چھوٹی سی ڈھلوان پر ہوتا ہوا اس تنگ راہ پر ہولیا۔ جس کے دونو طرف لکڑی کی باڑ تھی۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک غار نظر آئی۔ جو مضبوط چٹان میں بنی ہوئی۔ اور اس چٹان کے رستہ ساحل بحر تک جاتی تھی غار تنگ تھی۔ مگر وسطی حصہ اتنا بلند تھا۔ کہ آدمی آسانی سے اس میں سیدھا کھڑا ہو جائے۔ دیواروں پر مختلف عبارتیں کندہ تھیں۔ اور پتھر میں کٹا ہوا ایک چوکور سوراخ قلعہ فری فوسی کے عین بالمقابل تنگ کھڑکی کا کام دیتا تھا۔ یہاں سے قلعہ کی چوٹی تیس چالیس گز کے فاصلہ پر صاف نظر آتی تھی۔

بارلٹ تھک گیا تھا۔ اس نے بقچہ فرش پر ڈالا۔ اور آپ بھی بیٹھ گیا۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ سے آنکھوں میں غنودگی آرہی تھی۔ غار کی ٹھنڈی ہوا نے مروحہ جنبانی کرتے ہوئے اس کو سلادیا۔

نہ معلوم کب تک سویا رہا۔ مگر آنکھ کھلی تو متحیر نظر آتا تھا۔ تھوڑی دیر چپ چاپ بیٹھا اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر جب دماغ نے قواپر دوبارہ تسلط کیا۔ تو یہاں آنے کے سارے حالات یاد آگئے۔ اس کے بعد وہ روانگی کے خیال سے اٹھا ہی چاہتا تھا۔ کہ ناگاہ سنگی

فرش پر ایک ایسی چیز نظر آئی جسے دیکھتے ہی بارٹلٹ کی آنکھیں تارا بن گئیں۔ ایک تیز لہر سر سے پاؤں تک ہر حصہ بدن میں پھر گئی۔ گھٹنوں نے بے اختیار تشنجی حرکات کیں۔ بالوں کی جڑوں میں پسینہ کے قطرے نکل آئے۔

"نہیں... نہیں" اس نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا۔ "یہ خواب ہے۔ واقعہ نہیں ہو سکتا... جو کچھ میں دیکھتا ہوں۔ وہ شاید وہم ہے..."

وہ زانوؤں کے بل جھک کر دیکھنے لگا۔ انگریزی کے دو بہت بڑے حرف قریباً ایک ایک فٹ لمبے۔ پتھر کے فرش پر کھدے ہوئے تھے۔ کسی نامعلوم زمانہ کے بنے ہوئے حرف ڈی۔ اور۔ ایف جن کے سرے اثرات زمانہ سے گھس کر صاف ہو گئے تھے

ڈی اور ایف... وہ دو حرف جن سے پولی سولی کی دستاویز میں پانچویں سطر کا آغاز ہوتا تھا۔ وہ سطر بلکہ یوں کہئے اس خبر کا پورا نقشہ بارٹلٹ کو ازبر یاد تھا۔ نقل دیکھنے کی بھی حاجت نہ تھی۔ ساری پر اسرار علامتیں اس طرح ازبر ہو چکی تھیں۔ گویا اس کے ذہن پر کندہ ہوں۔ وہ حیرت خیز چوتھی سطر جس کے معنی اب تک اس کی سمجھ میں نہ آئے تھے نقوش کے اعتبار سے جزو دماغ بن چکی تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور جس راہ پر آیا تھا۔ اسی پر چلتا ہوا پھر قلعہ کے پاس جا پہنچا تھوڑی دیر تک چار دیواری کی باڑھ سے لگ کر سوچتا رہا۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر ایک گڈریے کے پاس گیا۔ جو تھوڑی دور ریوڑ چراتا پھر رہا تھا۔

اس سے مخاطب ہو کر بارٹلٹ نے ٹوٹے ہوئے لفظوں میں کہا۔

"وہ غار... وہ جو اس جگہ واقع ہے..."

مگر فقرہ پورا نہ کر سکا۔ شدت جوش سے الفاظ لبوں تک آ کر رہ گئے۔

گڈریے نے حیرت کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ آخر آسپڈور نے مشکل سے فقرہ تمام کیا۔

"وہ غار۔ جو اس جگہ واقع ہے۔ یعنی قلعہ کے دائیں طرف ... تمہیں اس کا نام معلوم ہے؟"

"ہاں معلوم ہے۔ علاقہ ایبرٹاٹ میں ایسا کون ہوگا۔ جو ڈیماٹلز کی غار سے واقف نہ ہو۔"

"کیا۔ کیا! ... پھر کہنا۔ کس کی غار؟"

"ڈی ماٹلز کی ... پورا نام چیمبر ڈی ڈیماٹلز ہے۔"

آبیڈور کی آنکھوں کے سامنے شرارے سے اڑتے نظر آئے۔ اس کی حالت اس آدمی کی تھی۔ جو بے بس پڑا ہوا منزل مقصود کو سامنے دیکھ کر رسائی کی ہمت نہ رکھتا ہو۔

لفظ ڈی ماٹلز جو گڈریے کے بیان کے مطابق اس غار کا نام تھا۔ یہ تو اس پراسرار جنتر کے معلوم شدہ لفظوں میں سے ایک تھا!

اس خیال نے کہ وہ راز جو اب تک ناقابل حل تھا۔ واضح ہوا چاہتا ہے۔ بارلٹ کے دماغ میں جنوں کی حالت پیدا کر دی۔ آرزوؤں کی تیز آندھی ابہام کو منتشر کر کے نور صداقت آشکار کرتی ہوئی چلنے لگی۔

وہ سمجھ گیا۔ اور اب پہلی بار اس کو معلوم ہوا۔ کہ اس پراسرار جنتر کا صحیح مطلب کیا ہے چیمبر ڈس ڈی ماٹلز۔ ایبرٹاٹ ... یہی وہ الفاظ تھے۔ جن کو وہ اتنی مدت سے تلاش کر رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک عجیب روشنی پیدا ہوئی۔

"پالیا۔ اب پالیا۔" اس نے ناقابل بیان مسرت کے لہجہ میں اپنے دل سے کہا۔ "میں نے اس راز کا صحیح حل اب یقیناً پالیا۔"

گڈریا اس کے پاس کھڑا ہوا متحیر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس سے بارلٹ نے کہا۔

"بس جاؤ۔ میں سمجھ گیا ... اب تم جا سکتے ہو۔"

گمنام شخص پھر بھی تھوڑی دیر حیران و ششدر کھڑا رہا۔ پھر سیٹی کی آواز سے اپنے گلے کو بلاتا۔ ایک طرف چلا گیا۔

اکیلا رہ جانے پر بارٹ دوبارہ قلعہ کی طرف مڑا۔ وہ اس کی حدود سے قریباً گذر چکا تھا۔ کہ دفعتاً کچھ سوچ کر ٹھیر گیا۔ پھر شدت جوش سے کانپتے ہوئے دیوار کے ساتھ لگ کر یاس و اضطراب سے ہاتھ ملتے اس نے کہا۔

"میں شاید پاگل ہو گیا۔ ورنہ سوچنا لازم تھا۔ کہ وہ یا اس کے ساتھی اگر دیکھ لیں ... اگر ان کو یہاں پر میری موجودگی کا علم ہو جائے ..."

بڑی آہستگی سے وہ اس جگہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گیا۔

سورج غروب ہو رہا تھا۔ دن کی روشنی آہستہ آہستہ شام کے دھندلکے میں تبدیل ہونے لگی۔ لیلائے شب کی آمد نے کائنات کا نقشہ پلٹنا شروع کر دیا۔

پیٹ کے بل رینگتا ہوا ہارٹ بڑی احتیاط سے بحری چٹان کے سرے تک گیا اس جگہ پہنچکر اس نے دونو ہاتھوں سے لمبی سبز گھاس کو ادھر ادھر ہٹایا اور سامنے دیکھنے لگا۔

عین بالمقابل اور چٹان کی سطح سے متوازی۔ کھلے سمندر میں ایک بہت بڑی لاٹھ قریباً ۸۰ گز اونچی۔ سنگ خارا کی زمین پر سیدھی کھڑی نظر آ رہی تھی۔ سطح آب سے اٹھا ہوا یہ مضبوط ستون کسی دیو پیکر دریائی حیوان کے نکلے ہوئے دانت سے مشابہ نظر آتا تھا۔ صدیوں کے اثرات زمانہ اس کی پتھریلی سطح پر نمودار تھے۔ قدرت کے نادیدہ ہاتھوں نے جگہ جگہ چونے اور پتھر کی تہیں جمع کر دی تھیں۔

کہیں کہیں اس میں درزیں اور شگاف بھی تھے۔ جن سے زرد گھاس کے تنکے یا کہیں خودرو پودوں کے چھوٹے سبز پتے نکلے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

لیکن مجموعی طور پر یہ ایک ٹھوس اور مضبوط ستون تھا۔ تیز بحری طوفان اور موج و گرداب کے اثرات سے بالاتر۔ وسیع و ناپیدا کنار سمندر میں ایک مستقل اور دائمی یادگار کی حیثیت میں کھڑا ہوا۔

وفورِ جوش سے بارٹلٹ کی انگلیاں زمین میں گھسی جاتی تھیں۔ اس کی حالت کسی وحشی حیوان سے ملتی تھی۔ جو شکار پر جھپٹا لگانے کی تیاری کر رہا ہو۔ آنکھیں اس سنگی ستون کو چیر کر اندر کا حال جاننے کو بے قرار تھیں۔ ذہن اس فاصلہ پر ایک ایک تفصیل جذب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

شام کا دامن شراب سرخ سے رنگیں ہونے لگا۔ افق مغرب پر جہاں لمبے آتش رنگ بادلوں کا ہجوم تھا۔ خونی دریا۔ طلائی جنگل۔ عنابی کھاڑیاں۔ شراب کی جھیلیں دور تک پھیلی ہوئی نظر آتی تھیں۔ سکوت شام راحت اور امن کا پیغامبر تھا۔

رفتہ رفتہ آسمان کی رنگت سیاہ ہونے لگی۔ زہرۂ فلک شوخ نظروں سے دیکھتی نمودار ہوئی۔ کچھ اور تارے شرمیلی دلہنوں کی طرح ڈرتے ہوئے نقاب ہٹانے کی کوشش کرنے لگے۔

اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا بارٹلٹ کبھی آنکھیں بند کرتا۔ کبھی اپنی پیشانی کو زور سے دباتا تھا۔ ایئرٹائٹ کی لاٹھ سوئی کی شکل پر بنی ہوئی اس کے سامنے تھی۔ اور اس کا تصور دل میں دفعتاً رات کی پھیلتی ہوئی تاریکی میں اس نے دیکھا۔ کہ ستون کے ایک نادیدہ شگاف سے دھوئیں کی پتلی لکیر شام کی ساکن ہوا میں چکر کھاتی ہوئی اوپر کی طرف اٹھ رہی ہے!...

باب - ۹

کھل جا سے سم سم

۱

ثابت ہو گیا۔ لاٹھ اندر سے پولی ہے۔

عالم حیرت میں ڈوبا ہوا بارٹلٹ سوچ رہا تھا۔ یہ پراسرار ستون قدرت کے نامعلوم طریقوں پر موجوں کی روانی اور موسمی تبدیلیوں سے خود بخود پیدا ہوا ہے۔ یا قبل تاریخ کسی وحشی قوم گال، سلٹ وغیرہ کے لوگوں نے اس کو تیار کیا تھا۔

مگر یہ ایسے سوالات تھے۔ جن کا حل آسان نہ تھا۔ اور درحقیقت میں سردست انہیں حل کرنے کی حاجت بھی کیا تھی۔ امر خاص یہ تھا۔ کہ لاٹھ اندر سے پولی ہے۔ کنار آب پاس خوشنما سطح آب سے چالیس پچاس گز پرے جسے پورٹ ڈیول کہتے ہیں۔ وہ جو ساحلی چٹانوں سے اس طرح آگے کو نکلی ہوئی ہے۔ جیسے کسی شجر سال خوردہ کی پھیلی ہوئی شاخ جھولے کی بہت بڑی مخروطی شکل موجود تھی۔ سطح آب پر اوندھے خول کی طرح رکھی ہوئی۔

بارٹلٹ کے لئے یہ انکشاف عجیب و حیرت خیز تھا۔ لیون کے بعد وہ دوسرا آدمی تھا جس نے بیس صدیوں کا یہ پرانا راز دریافت کیا۔ کچھ شک نہیں عہد قدیم میں جب وحشی قومیں دنیا کو تاراج کرتی پھر رہی تھیں۔ یہ جگہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہوگی۔ یہ ایک جادو کی کنجی تھی جس سے اس محفوظ جائے پناہ کو کھولا جا سکتا تھا جس میں دشمن سے ڈر کر بھاگی ہوئی فوج آسانی سے پناہ گیر ہو۔ یہ وہ کلید سحری تھی۔ جس سے شکست میں طاقت اور زوال میں عظمت حاصل کرنا ممکن تھا۔

محض اس راز سے واقف ہونے کے باعث قیصر روم نے باشندگان گال کو مغلوب کیا۔ محض اس واقفیت کے ذریعہ نارمنڈی والوں نے فرانس پر حکومت کی۔ اور ایک فرانسیسی

کیا انگلستان، سسلی، بلاد مشرق، حتےٰ کہ عالم جدید کو تسخیر کیا۔

نارمنڈی والے اس راز کو اپنے ساتھ انگلستان لے گئے، اور تاریخ شاہد ہے جب تک شاہان انگلستان اس راز سے آگاہ رہے۔ انہوں نے سمندر پار بیٹھے کر فرانس پر حکومت کی۔ اس ملک کو اچھی طرح ذلیل کیا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پیرس میں جشن تاجپوشی منائے۔ غرض من مانی کارروائیاں کیں۔ مگر جونہی یہ راز ہاتھ سے نکلا، ہزیمت شروع ہو گئی۔

اسی طرح شاہان فرانس جب تک اس راز سے واقف تھے۔ انہوں نے نہ صرف اندرون ملک میں ترقیاں کیں۔ بلکہ اطراف میں فتوحات حاصل کر کے مملکت کو اور زیادہ وسیع کیا۔ ایک زبردست قومیت کی بنا ڈالی۔ اور فرانس کو وہ طاقت و عظمت دی۔ جو ہمیشہ یادگار رہے گی۔ لیکن ادہر یہ راز ان کے ہاتھ سے گیا۔ ادہر موت۔ جلاوطنی۔ تباہی پیا پا بدھے آموجود ہوئیں۔

پانی میں کھڑی ہوئی یہ بے ڈھنگی لاٹھ دیکھنے میں معمولی۔ مگر معنوی حیثیت سے ایک عظیم الشان بادشاہت تھی۔ ایک نامعلوم قلعہ نا ٹر ڈیم کے گرجا سے زیادہ عظیم۔ سنگ خارا کی چوڑی بنیاد پر کھڑا ہوا۔۔ کیسی طاقت و عظمت اس مخروطی ستون کو حاصل تھی۔ پیرس سے دریائے سین کے رستہ سمندر تک۔ وہاں سے شہر ہیور میں اس کے ۹ میل آگے پانی سے کھڑی ہوئی پولی لاٹھ۔ جس کی موجودگی۔ جس کی اندرونی عظمت کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔

یہ ایک جائے پناہ تھی۔ مضبوط و محفوظ۔ شاہان فرانس کے پشتینی خزانے جس میں نسلاً بعد نسلاً جمع ہوتے رہے۔ ملک کا لاانتہا سونا وہ مال جو غیر ملکی فتوحات سے حاصل ہوا۔ میدان جنگ میں حاصل کیا ہوا۔ سامان غنیمت یہ سب یقیناً اس مقام میں دفن تھا۔ میرو بخین کے چمکیلی مہریں۔ فلارن۔ گنیاں۔ ڈبلون اور وہ بیش بہا الماس و جواہرات جن کا ثانی روئے زمین پر نہیں ہے۔ یہ اس پولی لاٹھ کے کسی گوشہ محفوظ میں موجود تھے۔ کوئی ان کے راز سے آگاہ نہیں۔ کوئی ان کو پا نہیں سکتا۔ کسی کو ان کی

خیال نہیں آتا۔

پرہاں ایک شخص کو . . . وہ جس کا نام لوپن ہے۔

آرسین لوپن کو جس کے وسائل فہم انسانی سے بالاتر ہیں جس کے منصوبے رتبہ اعجاز رکھتے ہیں جس کی ذہانت حیرت خیز ہے کس طرح وہ اس نادیدہ خزانہ کا حال سن کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا اندازہ بہت مشکل نہیں۔ اسے اپنی مصروفیتوں میں ایک جائے پناہ درکار ہے۔ جہاں رہ کر وہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی ساری تجویزیں سوچ سکے۔ قدرتی طور پر اس کی نظر اس مقام پر جاتی ہے۔

پولی سوئی کا راز جانے بغیر لوپن کچھ نہیں۔ اس کے سب کارنامے فرضی اور ہیچ ہیں۔ اس کے حالات افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

مگر اس راز سے واقف ہوتے ہی وہ غیر معمولی وجاہت حاصل کرتا ہے۔ اس کو وہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ جن سے عجیب و حیرت خیز کام لے جا سکتے ہیں۔

یہ خیالات تھے۔ جو پولی لاٹھ کو دیکھ کر بارلٹ کے دل میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔

"اسی کا نام پولی سوئی ہے . . . اس میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں۔ مگر اب سوال اس تک پہنچنے کا ہے۔ آخر وہاں جانے کی صورت کیا ہو؟"

سمندر کی راہ سے کوئی رستہ یقیناً موجود ہوگا۔ کوئی کھاڑی جس سے کشتیاں اس لاٹھ تک جاتی ہوں۔ مگر خشکی پر . . . ؟ دیکھنا یہ تھا خشکی سے پانی میں داخل ہوئے بغیر لاٹھ تک جانے کا کوئی رستہ اور بھی ہے؟

رات کے دس بجے تک بارلٹ وہیں ساحلی چٹان پر بیٹھا ہوا اس عالیشان مینار کی دھندلی صورت دیکھتا رہا۔ اپنے جی میں اس نے صدہا تجویزیں سوچیں۔ اور لاانتہا منصوبے

اس کے بعد اٹھا اور موضع ایٹرٹاٹ کی طرف ہو لیا۔ ایک ارزاں ہوٹل تلاش کر کے کمرہ کرایہ پر لیا۔ پھر کھانا کھا کر آرام کرنے سے پہلے اس پراسرار دستاویز کو دیکھنے لگا جس کی نقل اس کے پاس تھی۔

اب اس کا مطلب جاننا دشوار نہ تھا۔ تھوڑی تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ ایٹرٹاٹ کا لفظ پہلی سطر کے وسط میں آتا ہے۔ دیکھنا یہ تھا۔ اس سے دونو طرف کیا الفاظ ہیں دیر تک وہ اس سوال پر غور کرتا رہا۔ کئی لفظ تلاش کئے۔ جو ایٹرٹاٹ کے لئے موزوں ہوتے مگر کوئی ٹھیک نہ بیٹھا۔ رفتہ رفتہ خیال آیا۔ کہ اٹھ گاؤں کے بائیں طرف سمت میں واقع ہے۔ کیا عجب پہلا لفظ اس کی مناسبت سے تعلق رکھتا ہو۔ اب اسے یاد آیا۔ کہ ساحلی باشندے مغربی ہواؤں کو ونیٹس ڈیول کہتے ہیں۔ اور قریبی بندرگاہ کا نام بھی پورٹ ڈیول مشہور ہے۔ یہ سوچ کر اس نے لکھا۔

"ان ایول ڈیٹرٹاٹ . . . Etretat . . a . a . E"

دوسری سطر وہ تھی جس میں لفظ ڈیماسلز آتا ہے۔ بارٹلٹ کو گڈریئے کی زبانی معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اس غار کو چیمبر ڈس ڈیماسلز کہتے ہیں۔ پس اس سطر کی تکمیل میں کچھ ایسی دقت پیش نہیں آئی۔ دونو جملے ملانے سے اب یہ عبارت تیار ہوئی:۔

"ان ایول ڈیٹرٹاٹ لا چیمبر ڈس ڈیماسلز۔۔۔"

تیسری سطر میں پھر دقت کا سامنا ہوا۔ بڑی تلاش کے بعد یاد آیا۔ کہ ڈیماسلز کی غار چونکہ قلعہ فری فوسی کے پاس واقع ہے۔ اس لئے ضرور اس میں قلعہ کا بھی اشارہ موجود ہوگا۔ آخری سطر کو وہ پہلے ہی حل کر چکا تھا۔ غرض تھوڑی کوشش سے اس نے چاروں سطروں کا مضمون مکمل کر لیا:۔

"ان ایول ڈیٹرٹاٹ لا چیمبر ڈس ڈیماسلز سوس لی فورٹ ڈی فری فوسی ایگوئیل

کریوز"

یہ ہدایات تھیں جن سے پولی سوئی کی مقامیت جانی جا سکتی تھی۔ مطلب اس کا یہ تھا۔ کہ جو شخص پولی سوئی میں جانا چاہتا ہو۔ وہ موضع ایٹرٹاٹ کے مغرب میں جاکر ڈیمائسلز کی غار میں داخل ہو اور قلعہ فری فوسی کے نیچے ہو کر گذرے۔ پولی سوئی میں پہنچ جائے گا۔

مگر کس طرح؟ رستہ کا حال چوتھی سطر میں درج تھا وہ جس کی عجیب و حیرت خیز علامات بارٹلٹ کی سمجھ میں اب تک نہ آئی تھیں یعنی:-

D DP ▭ 19 F + 44 ◬357 ≺

357

یہ وہ علامات تھیں جن سے جانا جا سکتا تھا۔ کہ پولی سوئی میں جانے کا رستہ کدھر ہے

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد جو نتیجہ بارٹلٹ نے اخذ کیا۔ وہ حالات پیش آمدہ میں قدرتی سمجھا جا سکتا تھا۔ یعنی پولی سوئی تک پہنچنے کا اگر کوئی رستہ خشکی پر موجود ہے تو وہ ڈیمائسلز کی غار سے شروع ہو کر قلعہ فری فوسی کے نیچے ہوتا ہوا زمین دوز سرنگ کی مانند پولی سوئی تک جاتا ہوگا۔

مگر دقت اس رستہ کو تلاش کرنے کی تھی۔ سوال یہ تھا۔ اس کا آغاز کس مقام سے ہوتا ہے۔ کیا وہ حرف ڈی۔ ڈی۔ ایف جنہیں بارٹلٹ نے غار میں کھدا ہوا دیکھا تھا۔ اس معمے پر روشنی ڈال سکتے ہیں؟ ممکن ہے ان کی تہ میں کوئی خاص کل پوشیدہ ہو۔ جو ... دوران کو جنبش دینے سے خفیہ رستہ نظر آ جائے۔

وہ رات آئیڈور نے جس بے چینی میں بسر کی۔ اس کا اندازہ کرنا سہل ہے۔ سویرے ہی ایٹرٹاٹ کے بازار میں گیا۔ اور کئی لوگوں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پھر سہ پہر کو ایک ملاح کا بھیس بنا کر دوبارہ ساحل پر گیا۔ چھوٹی پتلون اور تنگ جرسی پہنے ہوئے وہ بارہ تیرہ سال کا کمسن لڑکا نظر آتا تھا۔

غار میں جا کر وہ اس مقام پر جہاں دو نو حرف کندہ تھے۔ دو زانو بیٹھ گیا۔ مگر اس جگہ ایک اور مایوسی پیش آئی۔ اس نے فرشی پتھروں کو ہلانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ ان کو جنبش دینا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ وہ بڑی مضبوطی سے فرش زمین میں جڑے ہوئے تھے۔ کوئی پوشیدہ کل ان کے اندر موجود نہ ہو سکتی تھی اس کے باوجود ان حرفوں کی موجودگی ضرور کچھ معنی رکھتی تھی۔ گاؤں میں اس نے جتنے لوگوں سے پوچھا۔ سبھی نے یہی کہا۔ کہ ان حرفوں کا حال کوئی نہیں جانتا۔ حتے اکہ پادری کوشٹ جس نے ایٹرٹاٹ کی تاریخ لکھی ہے۔ وہ بھی اس معمے کو حل نہ کر سکا۔ مگر اس کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ پادری کوشٹ ماہر آثار قدیمہ ہونے کے باوجود اس خبر سے ناواقف تھا۔ اس کو قطعاً معلوم نہ تھا۔ کہ پولی سوئی کے راز میں دو حرف ڈی اور ایف خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

ایک بار اس کو خیال آیا۔ شاید غار میں ان حرفوں کی موجودگی محض حسن اتفاق سے ہے۔ مگر نہیں ایسے اتفاقات عملی زندگی میں کمتر پیش آتے ہیں۔ اس نے جلدی ہی اس گمان کو دل سے نکال دیا۔

مگر اب دفعتاً ایک اور خیال اس کے ذہن میں پیدا ہوا۔ جو سادہ ہونے کے باوجود مدلل نظر آتا تھا۔ اس کو یاد آیا۔ کہ حرف ڈی۔ اور ایف الفاظ ڈیمائسلز اور فری فوسی کے پہلے حرف ہیں۔ اس لئے ناممکن تھا۔ کہ ان کو غار کے فرش پر بے وجہ کندہ کیا گیا ہو۔

معلوم ہوا جنتر میں خط کشیدہ ڈی۔ اور ایف کی موجودگی ڈیماسلز کی غار اور قلعہ فری فوسی کے تعلق باہمی کی وجہ سے ہے۔ ان کے علاوہ اکیلا حرف ڈی شروع سطر میں لفظ ڈیماسلز کا اور وسطی حرف ایف قلعہ فری فوسی کا قائم مقام ہے مطلب یہ کہ پولی سوئی کا رستہ ڈیماسلز کی غار سے شروع ہو کر قلعہ کے نیچے ہوتا ہوا وہاں تک جاتا ہے

مگر ان علامات کے درمیان دو نشان اور تھے۔ پہلا ایک بے ڈھنگی مستطیل کا۔ جس کے بائیں قاعدہ کے نیچے زاویہ میں ایک چھوٹا سا حلقہ نظر آتا تھا۔ اور اس کے آگے ۱۱ کا عدد: دونوں علامات غالباً اس شخص کی رہبری کے لئے درج کی گئی ہوں گی۔ جو غار میں داخل ہو کر قلعہ کے نیچے ہوتا ہوا پولی سوئی تک جانے کی کوشش کرے۔

مستطیل کی ناہموار صورت دیر تک آسیہ دیتو کو پریشان کرتی رہی۔ اس نے کئی بار غار کی دیواروں کو دیکھا کہ شاید ان پہ کوئی ایسا نشان ہو۔ جس سے اس کے حل میں مدد مل سکے۔ مگر ان پہ کوئی نشان۔ کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔

آخر اس وقت جب وہ اس سعی لاحاصل سے دست بردار ہوا چاہتا تھا اس کی نگاہ اس تنگ شگاف پہ جا پڑی۔ جو چٹان کے پہلو میں دریچہ کی مانند بنا ہوا تھا۔

اور اب اس نے دیکھا۔ کہ شگاف واقعی ایک بھدے مستطیل کی صورت کا ہے۔ اس نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ وہ اگر دونوں پاؤں زمین پہ کھدے ہوئے حروف ڈی اور ایف پہ رکھ کر کھڑا ہو جائے۔ تو اس کا سر عین اس کھڑکی کی سطح تک پہنچتا ہے اس سے ضمناً اس لکیر کا راز حل ہو گیا۔ جو حروف ڈی اور ایف کے اوپر کھچی ہوئی تھی۔

وہ دونوں پیر کھدے ہوئے حرفوں پہ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور دریچہ کی راہ سے دیکھنے لگا۔ جیسا بیان کیا گیا ہے۔ کھڑکی زمین کی طرف کھلتی تھی۔ سب سے پہلے اس کو وہ رستہ نظر آیا۔ جو غار کی خشکی سے مانند اور دو اونچی چٹانوں کے بیچ ہو کر گذرتا تھا۔ پھر اس کی نظر

اس پہاڑ کے دامن پر گئی۔ جس پر قلعہ فری فوسی واقع تھا۔ مگر قلعہ کو دیکھنے کے لیے اس کو بائیں طرف جھکنا پڑا۔ اور اب پہلی بار اس کو معلوم ہوا کہ ستنطیں کے نچلے زاویہ میں بنا ہوا گول نشان کیا معنے رکھتا ہے۔ کیونکہ دریچہ کے بائیں طرف نچلے حصہ میں پتھر کا چھوٹا سا ٹکڑا آگے بڑھا ہوا نظر آیا۔ جس میں گول سوراخ تھا۔ اور اگر کوئی آدمی اس سوراخ کو آنکھ لگا کر دیکھے۔ تو پہاڑی کی ڈھلوان پر ایک پرانی دیوار نظر آتی تھی۔ جو غالباً اسی قلعہ یا کسی منہدم رومی عمارت کا نشان ہو گی۔

دیوار قریباً دس فٹ لمبی تھی۔ بارٹلٹ دوڑ کر اس کے پاس گیا۔ ہری گھاس اور خود رو پودے اس پر جا بجا اُگے ہوئے تھے۔ مگر کوئی خاص نشان نظر نہ آتا تھا۔ حالانکہ دستاویز میں ۱۹ کا عدد ضرور کچھ معنے رکھتا ہو گا۔

مایوس و مضطرب وہ پھر اسی غار میں واپس آیا۔ اور جیب سے رسی نکال کر اس کا ایک سرا بڑے پتھر کے سوراخ میں باندھا۔ پھر ۱۹ میٹر کے ناپ پر رسی میں سنگریزہ باندھ کر اسے خشکی کی طرف پھینکا۔ مگر سنگریزہ سڑک کے پار جا کر رہ گیا۔

"آہ میں کتنا بے وقوف ہوں"۔ بارٹلٹ نے اپنے دل سے کہا۔ "اس زمانہ میں میٹر کا حساب کون جانتا ہو گا۔ ۱۹ سے مراد ۱۹ فیدم ہو گی۔"

دوبارہ حساب کر کے اس نے رسی میں ایک گانٹھ دی۔ اور تجانے کی کوشش کرنے لگا۔ کہ غار کی کھڑکی سے ۲۷ میٹر کے فاصلہ پر رسی کی گانٹھ کہاں تک پہنچتی ہے۔ گانٹھ ہاتھ میں لے کر وہ دیوار تک جا پہنچا۔ اور اسی کو سیدھا کر کے گانٹھ کو دیوار کے ایک مقام پر لگا دیا۔ پھر اس نے ان بیلوں کو جو دیوار پر اُگی ہوئی تھیں۔ ایک طرف ہٹا کر اس مقام کو دیکھا۔ جس میں گانٹھ لگی تھی۔

ساتھ ہی اس کے منہ سے ہلکی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ گرہ ایک ایسے مقام سے لگی ہوئی نظر آئی جس پر صلیب کی شکل کا نشان بنا ہوا تھا۔ اور اسے یاد تھا۔ کہ پولی سول کے جھنڈ

پر عدد ۹ کے آگے ایک صلیبی نشان بنا ہوا ہے!

جو تیز جوش اس دریافت سے بارٹلٹ کے دل میں پیدا ہوا۔ اس کا حال اندازہ سے بہتر جانا جا سکتا ہے۔ آخر کئی منٹ بعد متشنج ہاتھوں سے اس نشان کو پکڑا۔ اور زور سے دباتے ہوئے اس طرح گھمایا۔ گویا اس کی پشت پر کوئی چکر بنا ہوا تھا۔ اینٹ ہلتی معلوم ہوئی۔ مگر ہل کر تھم گئی۔ مایوس ہونے کے بغیر اس نے اور زیادہ زور سے دبایا۔ اینٹ ہل گئی۔ اور اسی قسم کی آواز سنائی دی۔ جیسے کسی بند قفل کے کھلنے سے ہوتی ہے۔ ساتھ ہی اینٹ کے دائیں طرف ایک گز کے قریب دیوار اس طرح پھٹ گئی۔ گویا کوئی پھاٹک تھا جو خفیہ چول پر بنا ہوا۔ اندر ایک زمین دوز رستہ تھا۔ مجنونانہ انداز سے بارٹلٹ نے اس آہنی دروازہ کو پکڑا۔ اور دیکھنے لگا۔ لوہے کے خول میں اس طرح اینٹیں لگی ہوئی تھیں۔ کہ دروازہ کا گمان ہی نہ ہوتا تھا۔ بند ہونے پر یہ ٹکڑا دیوار ہی کا حصہ نظر آتا تھا۔

اس وقت دروازہ کے پاس کھڑے ہوئے بارٹلٹ کی نظروں میں گذشتہ صدیوں کے واقعات متحرک تصویر کی مانند پھر گئے۔ ان لوگوں کی شکلیں جو اس راز سے واقف تھے۔ سلٹ گال۔ رومی۔ نارمن انگریز۔ فرانسیسی۔ بیرن۔ ڈیوک اور بادشاہ ان سب کا جلوس تصور کی آنکھ میں چلتا نظر آیا۔ جس کے آخر میں پوپ تھا۔ اور ڈین کے پیچھے خود بارٹلٹ ...

فرط مسرت سے اس کی ٹانگیں لڑکھڑا گئیں۔ مدہوش شرابی کی طرح وہ اسی جگہ جھک کر بیٹھ گیا۔

اسپیڈ وے بارٹلٹ کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ یعنی اس کام کا وہ حصہ جسے وہ اکیلا بلا امداد غیرے کر سکتا تھا۔

اس رات اس نے فرانس کی خفیہ پولیس کے افسر اعلیٰ ایم ڈوڈولی کو ایک خط لکھا

جس میں پولی سوئی کا راز اور اس کے متعلق اپنی تحقیقات کا سارا حال درج تھا۔ خط کے آخر میں کام کی تکمیل کے لیے امداد طلب کی گئی تھی۔ اور نیچے اپنا پتہ لکھا ہوا تھا۔

جواب کا انتظار کرتے ہوئے اس نے متواتر دو راتیں ٹوبا ٹیلا کی غار میں بسر کیں۔ ایک بار کامیاب ہونے کے بعد اسے ہر لمحہ افشائے راز کا خوف دامنگیر تھا۔ رات کو ذرا سی آہٹ ہوتی، تو خوف سے بیتاب ہو جاتا۔ تاریکی میں پراسرار سائے حرکت کرتے ہوئے نظر آتے۔ ہر وقت یہ خیال دامنگیر رہتا۔ کہ دشمن کو میری دریافت کا علم ہو چکا۔ اب وہ میرے قتل کی فکر میں ہیں۔

مگر تمام اندیشوں کے باوجود اس کے استقلال میں فرق نہیں آیا۔ رات کو اس کی نگاہ دیر تک دیوار پر لگی رہتی تھی۔

پہلی رات کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ مگر دوسری کو چاند اور تاروں کی مدھم روشنی میں اس نے چور دروازہ کو آہستہ سے کھلتے ہوئے دیکھا۔ کچھ پراسرار صورتیں تاریکی سے نکلیں اور ایک ایک کر کے گذر گئیں۔ بارٹلٹ نے ان کو گنا۔ کل پانچ آدمی تھے۔

پانچوں نے بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ... وہ فاصلہ دے کر ان کے پیچھے ہو لیا۔ یہ لوگ کھیتوں سے گذر کر ہیور کی سڑک پر روانہ ہوئے۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ایک موٹر کی روانگی کی آواز سنائی دی۔

بارٹلٹ ایک اور رستہ سے غار کو واپس آگیا۔ مگر موڑ پر پہنچا تھا۔ کہ آہٹ پاکر درختوں کے پیچھے چھپ گیا۔ اتنے میں چند آدمی اور جن کو گنا تو پانچ ہی تھے.. سامنے سے گذرے ان کے پاس بھی بوجھ تھے۔ دو منٹ بعد پھر ایک موٹر کے چلنے کی آواز سنائی دی۔

اب اس میں غار تک جانے کی طاقت نہ رہی۔ وہیں سے ہوٹل کو چلا گیا۔ اور لیٹتے ہی سو گیا۔

۲

سویرے کپڑے پہن کر فارغ ہوا ہی تھا۔ کہ ہوٹل کا نوکر ایک کارڈ لایا۔ دیکھا تو گینیارڈ کا تھا۔

"شکر ہے" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ کیونکہ اتنی جد وجہد کے بعد اب اسے ایک ساتھی کی اشد ضرورت تھی۔

طفلانہ انداز سے دونو ہاتھ پھیلائے دوڑتا ہوا نیچے گیا۔ گینیارڈ نے مشفقانہ پیرایہ میں اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے ایک لمحہ تعریفی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔

"عزیز لڑکے۔ تم کتنے بہادر ہو۔"

"شاید آپ مجھ کو بناتے ہیں۔ میں تو جانتا ہوں۔ جو کچھ ہوا محض تقدیر کی یاوری سے تھا۔"

"مگر میں دیکھتا ہوں اس موقعہ پر تقدیر اس کی یاوری نہیں کرتی" گینیارڈ نے سنجیدگی سے کہا۔ اس کا اشارہ لوپن کی طرف تھا۔ مگر جیسا عادت تھی۔ اس نے اپنے حریف کا نام نہیں لیا۔

پھر جب دونو بیٹھ گئے۔ تو گینیارڈ نے کہا۔

"کہئے اس کو پالیا؟"

"جی ہاں پانے کو تو پہلے بھی پالیا تھا۔"

"مگر آج ...؟"

"آج کی حالت مختلف ہے۔ کیونکہ اب معلوم ہو گیا۔ لوپن کی جائے پناہ کونسی ہے آج ہم نے وہ راز معلوم کیا ہے جس نے لوپن کو لوپن بنایا۔ وہ شاید اب بھی بچ جائے۔

"آخر وہ کیونکر بچ سکتا ہے؟" گیمبارڈ نے فکر کے لہجہ میں پوچھا۔

"اول اس لئے کہ ہمارے پاس اس بات کا ثبوت نہیں۔ وہ اب تک پولی سوئی میں محفوظ ہے۔ کل گیارہ آدمی میرے سامنے رخصت ہوئے تھے۔ شاید ان میں وہ بھی ہو۔"

گیمبارڈ سوچنے لگا۔

"سچ ہے"۔ آخر اس نے تسلیم کیا۔ "بڑی دریافت پولی سوئی کی ہے۔ اس کے بعد جو تقدیر کو منظور ہو۔"

پھر ذرا ٹھیر کر اس نے معمولی سنجیدگی سے کہا۔

"عزیز دوست۔ مجھے آپ سے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اس معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے۔"

"ہدایت؟" بارٹ نے حیرت سے پوچھا۔ "کس کی طرف؟ ... کیا وزیر پولیس سے؟"

"نہیں۔ اس سے بھی اعلے"

"وزیر اعظم سے؟"

"اور اونچا"

"تو معاف کیجے۔ میرا فہم اس بلندی کو نہیں پا سکتا۔"

"سنو بارٹ" گیمبارڈ نے آواز دبا کر کہا۔ "میں کل رات الاسی گیا تھا۔ معلوم ہوا سرکاری حلقوں میں پولی سوئی کے راز کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اس خفیہ مقام کو جسے تم پولی سوئی کہتے ہو۔ عوام سے پوشیدہ رکھنے کی بعض خاص وجوہ ہیں۔ .. یعنی فوجی وجوہات جن کو زیر بحث لانا منظور نہیں۔ دراصل یہ مقام جہازوں پر خفیہ سامان لادنے کا مرکز بن سکتا ہے۔ یا ایسی جگہ جس میں جنگ کے اسلحہ آتشین جمع رکھے جا سکیں ..."

ہارلٹ قدرے پریشان نظر آنے لگا۔

"یہ سچ ہے" اس نے تسلیم کیا۔ "مگر غور فرمائیے۔ اس راز کو محفوظ کیونکر رکھا جا سکتا ہے؟ زمانہ قدیم میں اس کا حال ایک فرد واحد یعنی بادشاہ کو معلوم ہوتا تھا۔ مگر اب لوپن کی جماعت سے قطع نظر کئی آدمی اس سے واقف ہیں۔"

"بہرحال جس طرح ممکن ہو۔ اس راز کو دس سال... پانچ سال چھپانا لازم ہے... اس عرصہ میں بہت کچھ ہو جائے گا۔"

"مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ کیونکر ہو۔ آخر اس مقام پر قبضہ پانے کے لیے جسے آپ زمانہ آئندہ کا مرکز اسلحہ بنانا چاہتے ہیں۔ پہلے اس کو لوپن کے آدمیوں سے واپس لینا ضروری ہے اور... یہ کام چپ چاپ نہیں ہو سکتا۔"

"بے شک کچھ حال لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔ مگر پورا... کبھی نہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا فرض کوشش کرنا ہے۔ اور بس۔"

"اچھا جس طرح آپ کی مرضی۔ مگر آپ کی تجویز کیا ہے؟"

"سنئے میں اختصار کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ: آپ کا نام آسیڈو رظاہر کیا جائے نہ کسی کو معلوم ہو۔ آپ آرسین لوپن کو ڈھونڈنے آئے ہیں۔ مشہور یہ ہو کہ ایٹرٹاٹ کے رہنے والے ایک لڑکے نے... مراد آپ سے ہے... ساحل پر پھرتے ہوئے چند آدمیوں کو ایک زمین دوز رستہ سے نکلتے دیکھا جس سے شک پیدا ہوا کہ ایک نامعلوم سرنگ ساحلی چٹان میں اوپر سے نیچے تک بنی ہوئی ہے..."

"ایسی کچھ سرنگیں اور بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ایک جس میں پتھر کی نا ہموار سیڑھیاں تھیں میں نے ایٹرٹاٹ سے دائیں طرف بنیوءلی کے سامنے دیکھی تھی۔ یہاں کے لوگ اس کو شیطانی زینہ کہتے ہیں۔ اور عموماً اس راہ سے سمندر میں غسل کرنے جاتے ہیں۔ تین چار زینے اور ہیں جن کا حال یہاں کے مچھیروں کو معلوم ہے۔"

"خیر تو آپ مجھکو نصف آدمیوں کے ساتھ وہ مقام دکھانے لے جائیں جس میں آپ نے ان آدمیوں کو دیکھا تھا۔ یہ سوال کہ اندر جانے کے وقت کوئی میرے ساتھ ہوگا۔ یا نہیں بعد میں طے کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال حملہ اس سمت سے ہونا چاہیئے۔ بالفرض لوپن اس میں نہ ہو۔ تو۔۔۔ پھر ہم ایسا جال پھیلائیں گے جس میں جلد ہی یا دیر سے اس کا گرفتار ہونا یقینی ہے۔ اور ہو۔۔۔"

"تو پھر وہ بحری راہ سے فرار ہو جائے گا۔۔۔"

"اور سیدھا باقی نصف آدمیوں کی حراست میں آئے گا۔"

ہارلک نے ایک لمحہ پر غور کیا۔ پھر کہنے لگا۔

"مگر ایک عیب اس میں ضرور ہے۔ فرض کرو۔ پانی کا جزر اور لاٹھ کا زیریں حصہ ننگا ہو۔ تو لوپن کا تعاقب وہ سب لوگ دیکھیں گے۔ جو ساحل پر مچھلیاں سیپ اور گھونگے جمع کرتے پھرا کرتے ہیں۔"

"اس لیئے یہ کام اس وقت کیا جائے گا جب پانی کا مد ہو۔"

"مد کی حالت میں وہ کشتی پر بیٹھ کر فرار ہو جائے گا۔"

"بارہ کشتیاں میرے آدمیوں سے بھری ہوئی اس کا پیچھا کرنے کو موجود ہیں گی۔ وہ ان سے بچکر کہاں جا سکتا ہے؟"

"سوچ لیجیے پھسلنی مچھلی ہے۔ ہاتھ آکر نکل جائے گی۔"

"تو پھر ہم اسے غرق کر دیں گے۔"

"کیا توپ خانہ کا انتظام کیا گیا ہے؟"

"ایک سرکاری تارپیڈو کشتی اس وقت ہیور میں لنگرانداز ہے۔ میرا تار پاتے ہی وقت مقررہ پر آجائے گی۔"

"تارپیڈو کشتی!۔۔۔ لوپن کو پکڑنے یا غرق کرنے کو۔۔۔ کیوں نہ اس کا دماغ عرش ہفتم

پر پہنچے گا۔ خیر ایم گینارڈ میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے سب انتظام مکمل کر لیا۔ اب ضرورت عمل کرنے کی ہے۔ فرمائیے کام کب ہو؟"

"کل"

"رات کو؟"

"نہیں۔ دن میں۔ ٹھیک دس بجے۔"

"منظور ہے۔"

۳

مگر ظاہری سکون کے پردہ میں بارٹلٹ کا دل انجام کی نسبت بے چین تھا۔ رات بھر انہی فکروں میں نیند نہیں آئی۔ کہ اس مہم کا خاتمہ کیا ہوگا۔

گینارڈ جو ہمیشہ سے محتاط مشہور رہے۔ ایٹرٹاٹ سے ایپورٹ چلا گیا۔ کیونکہ وہ نہ چاہتا تھا۔ لوپن کی جماعت کا کوئی آدمی اس کو دیکھ لے۔ وہیں اس کے سپاہی اس سے آملے۔ وہیں بارہ کشتیوں کا انتظام کیا گیا۔ اور مشہور یہ ہوا کہ ایک جغرافیائی جماعت ساحلی گہرائی کا ناپ لینے آرہی ہے۔

پونے دس بجے گینارڈ بارہ قوی ہیکل جوان ساتھ لئے۔ جو لوپن کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی قسم کھا چکے تھے۔ اور جن کی مٹی سے بوئے نہرمیت کا گمان تک نہ تھا اس سڑک کے دہن میں جو ساحلی چٹان پر ہو کر جاتی ہے۔ آسیڈور سے جا ملا۔

پورے دس پر یہ لوگ اس دیوار کے پاس جا پہنچے جس کے چور دروازے سے آسیڈور نے کئی آدمیوں کو بوجھے اٹھائے نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

بڑا اہم موقعہ تھا۔

"کیوں۔ بارٹلٹ کیا ہوا؟" گینارڈ نے کہا "منہ کیوں ست گیا؟"

"کاش آئینہ ہوتا کہ آپ بھی طلعت زیبا دیکھ سکتے" آسیڈور نے جواب دیا۔ پھر اس

چھیڑ کا جواب مل جاتا۔"

دونوں بیٹھ گئے۔ اور گینیارڈ نے بوتل نکال کر چند گھونٹ رم پی۔

"خیر میں ڈرتا تو نہیں۔" اس نے کہا۔ "مگر کام خطرناک ہے۔ ہر بار جب میں اس پاجی (گ)رفتار کرنے جاتا ہوں۔ اس جگہ پیٹ میں کسک پیدا ہوتی ہے... تم بھی منہ گیلا کرو۔"

"نہ بس"

"اور چوہے رہ گئے؟"

"تو سمجھا مر گیا۔"

"خیر تم جانو۔ اور اب اس سم سم کو کھولنا چاہیئے... غالباً کوئی دیکھتا نہ ہوگا؟"

"نہیں۔ میں ساحل کی چٹان سے چھپا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ رستے میں ایک موڑ ہے۔"

بارٹلٹ نے ہاتھ بڑھا کر صلیبی نشان دبایا۔ اور تہ خانہ کا دروازہ کھل گیا۔ لالٹینوں کی روشنی میں انہوں نے دیکھا۔ کہ زینہ دور رستے کا فرش اور چھت اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔

چند سیکنڈ چل کر ایک زینہ آیا۔ بارٹلٹ نے کہ گھسی ہوئی سیڑھیاں گنیں۔

"ارررر!" گینیارڈ نے دفعتاً سر تھام کر کہا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کسی چیز سے ٹکرا گیا۔

"کیا ہوا؟"

"دروازہ بند ہے..."

"اور مضبوط" پھر اس کو غور سے دیکھ کر بارٹلٹ نے کہا۔ "ٹھوس لوہے کا بنا ہوا۔ میرے خیال میں اس کو کھولنا آسان نہ ہوگا۔"

"بڑی مشکل ہوئی۔" گینیارڈ نے پریشانی سے کہا۔ "اس میں قفل تک نظر نہیں آتا۔"

"میرے خیال میں تو یہ بات زیادہ امید افزا ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ دروازہ کا کام ہے کھلنا۔ یہ اگر بلا قفل بند ہوتا ہے۔ تو بغیر کنجی کے کھلتا بھی ہوگا۔"

"مگر کس طرح؟..."

"ٹھہرئیے عرض کرتا ہوں۔"

"کوئی خاص ذریعہ معلوم ہے؟"

"دیکھئے یہ جنتر میرے پاس ہے۔ اسکی چوتھی سطر میں وہ سب اشارے درج ہیں جن سے رستہ ڈھونڈنے میں مدد ملتی ہے۔"

"مگر ان کو سمجھنا...؟"

"آسان ہے کیونکہ اشارے مدد دینے کو لکھے گئے ہیں۔"

گینیارڈ نے جنتر کو ایک نظر دیکھا پھر کہنے لگا۔

"معاف کیجئے میں ان اشاروں کو بہت زیادہ کارآمد نہیں سمجھتا۔ اس میں صلیب کے آگے ۴۴ کا ہندسہ اور ایک نقطہ دار مثلث بنی ہوئی ہے۔ اور ان سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔"

"آیئے میں بتاؤں کیا معلوم ہوتا ہے۔" بارٹ نے کہا۔ "ذرا اس دروازہ کو دیکھئے اس کے ہر کونے میں لوہے کی تکونی پٹریاں لگی ہیں۔ اور ہر پٹری کے وسط میں ایک کیل ہے اب آپ بائیں ہاتھ والی نچلی پٹری کا کیل دبائیں۔ سو بسوے دروازہ کھل جائے گا۔"

گینیارڈ نے بہتیرا دبایا۔ مگر دروازہ نے جنبش نہ کی۔

مایوس ہو کر کہنے لگا۔ "اب؟"

"ٹھہرئیے۔ اس عدد ۴۴ کا مطلب ضرور کچھ ہوگا۔ میرے خیال میں..."

وہ تھوڑی دیر سوچتا رہا۔ پھر آہستہ سے کہنے لگا۔

"دیکھئے ہیں اور آپ نچلی سیڑھی پر کھڑے ہیں۔ اور یہ پتا بیسویں ہے... آہ سمجھ گیا ہ ہے سے مراد چالیسویں سیڑھی ہے... ضرور یہ بات ہوگی۔ کیونکہ جنتری میں کوئی اشارہ بے مدعا وضع نہیں کیا گیا... اچھا اب آپ اس سے اوپر والی سیڑھی پہ کھڑے ہو جائیں۔ یوں۔ اور میں اس کیل کو حرکت دیتا ہوں..."

انہوں نے اسی طرح کیا۔ اور بھاری دروازہ آن واحد میں بے حرکت کھل گیا۔

آگے ایک کشادہ مگر اندھیری غار تھی۔

"ہم اب قلعہ قزح قوسی کے نیچے پہنچ گئے۔ یہاں پر اینٹوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ دیکھئے ہر طرف چونے کا کام نظر آتا ہے۔"

تھوڑی دیر آگے مدھم روشنی کسی بیرونی شگاف سے داخل ہوتی تھی۔ پاس جا کر دیکھا۔ تو یہاں سے باہر کا منظر اچھی طرح نظر آتا تھا۔ سامنے ۲۰ گز کے فاصلہ پر پولی سوئی کا مینار سطح سمندر سے اٹھا ہوا دائیں طرف پورٹ ٹویول کی محراب اور بائیں جانب بہت دور ایک چوڑی خلیج جس میں ین پورٹ کی مشہور گودی واقع تھی۔ اتنی فراخ کہ تین مستول کا جہاز آسانی سے اس میں داخل ہو جائے۔ اس کے سوا چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔

"مجھے وہ آپ کا بیڑہ نظر نہیں آتا؟" باٹرلٹ نے گیینارڈ سے کہا۔

"اس لئے کہ پورٹ ٹویول کی محراب نے ایٹرٹاٹ اور ین پورٹ کا ساحل چھپا رکھا ہے۔ مگر وہ دیکھئے... وہ کالی لکیر جو سطح آب سے ہموار نظر آتی ہے..."

"دیکھی۔"

"بس یہ ہمارا بیڑہ ہے۔ اور یہیں تارپیڈو نمبر ۲۵ لنگرانداز ہے۔ اب اگر یوپن فرار کی کوشش بھی کرے تو تحت البحر کے سوا کہیں اس کا ٹھکانا نہیں۔"

یہاں سے آگے گئے تو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کچھ شگاف اور بھی موجود تھے۔ ان کی راہ سے وہ جب کبھی دیکھتے پولی سوئی کا مینار عالی شان اور فلک بوس نظر آتا تھا۔

تھوڑا اور آگے ان درزوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ اب چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا۔ مگر غار میں سیڑھیوں کے نشان برابر موجود تھے۔ اور آسیڈومان میں سے ہر ایک کو گنتا جا رہا تھا۔

۴۵۸ سیڑھیاں طے کر کے وہ ایک چوڑے مقام پر جا پہنچے جس کے آگے ویسا ہی آہنی دروازہ جس سے وہ پیشتر گذرے موجود تھا۔

"مگر اب کسی مشکل کا سامنا نہ ہوگا۔" آسیڈو نے کہا "وہی ترکیب یہاں اختیار کرنی چاہیئے جس میں ۴۵۸ کے دائیں طرف نقطہ دار مثلث ہے۔"

انہوں نے ۴۵۸ نمبر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر دائیں طرف کی پٹری کا کیل دبایا۔ اور دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک لمبی سرنگ تھی۔ سخت اندھیری جس کی چھت سے ہلکی چمک جا رہی تھی۔ اور فرش پر آمد و رفت کی سہولت کو لکڑی کے تختے رکھے ہوئے تھے۔

لالٹین ہاتھ میں لئے اس راہ پر چلتے ہوئے بارلٹ نے کہا۔

"ہم اب سمندر کے نیچے جا رہے ہیں۔۔۔ کیوں گینیارڈ کہاں ہو؟"

مگر گینیارڈ دیوار میں لگے ہوئے ایک لیمپ کو جو اس وقت بجھا ہوا تھا۔ دیکھنے ٹھیر گیا آخر سانس لے کر بولا۔

"یہ سرنگ شاید کئی سو سال کی پرانی ہے۔ مگر روشنی کا انتظام جدید۔ ہمارے دوست لیمپوں میں انکینڈی سنٹ[1] مینٹل استعمال کرتے ہیں۔"

اس کے آگے ایک چوڑی غار آئی جس کے سرے پر اوپر چڑھنے کا زینہ بنا ہوا تھا۔

---

[1] ایک قسم کی جالی دار ڈھبری جسے کٹسن لیمپ یا ریل کے گیس لیمپوں میں عموماً دیکھا جا سکتا ہے۔ اس سے روشنی بہت تیز ہو جاتی ہے۔

"لیجیے، پانی سطح کی چڑھائی شروع ہو گئی۔" گینارڈ نے کہا۔ "اب احتیاط کرنا چاہیے۔"

اس وقت ان جانوروں سے [illegible] کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"دیکھیے، ایک اور زینہ بائیں طرف جاتا ہے۔"

تیسرا دائیں طرف بھی نظر آیا۔

گینارڈ گھبرا گیا۔

"یہ اچھی بھول بھلیاں ہے۔" اس نے کہا۔ "ہم ایک راستے گئے تو وہ دوسری سے بھاگ جائیں گے۔"

"تب کیا الگ الگ ہو جائیں؟" بارنٹ نے پوچھا۔

"اس میں کمزوری ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہے ایک آدمی جا کر سارا مکان دیکھ آئے۔ باقی اس مقام پر کھڑے رہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" بارنٹ نے تسلیم کیا۔ "میں جاتا ہوں۔"

"میں اپنے آدمیوں کے ساتھ یہیں انتظار کروں گا۔" گینارڈ نے کہا۔ "ممکن ہے کچھ [illegible] اور ہوں۔ مگر ساحل سے یہاں تک نکلنا نہیں ہے۔ [illegible] دشمن کا [illegible] سے آنا یقینی ہے۔ جائیے میں انتظار کرتا ہوں۔ مگر [illegible] اگر ممکن ہو [illegible] کیجیے۔ اور آہٹ پاتے ہی چلے آئیے۔"

آسیٹوں درمیانی زینہ کی راہ سے اوپر چڑھ گیا۔

تیس سیڑھیوں کے بعد ایک دروازہ نظر آیا، معمولی لکڑی کا بنا ہوا۔ اس نے دستہ گھمایا تو کھل گیا۔

[illegible]

چھت کو سہارا دیئے ہوئے۔ اور بہت سے تیز لیمپ روشن تھے۔ کمرہ مختلف چوبی سامان مثلاً لکڑی کی پیٹیوں۔ بکسوں۔ میزوں اور تپایوں سے بھرا ہوا تھا۔ عام حالت کسی تاجر کے گودام یا کباڑی کی دوکان سے ملتی تھی۔ دائیں بائیں دو زینے اور تھے۔ [illegible] ایک بار اس کے جی میں آئی۔ واپس جا کر گیبنارڈ اور اس کے آدمیوں کو ساتھ لے آؤں۔ مگر کمرہ میں ایک زینہ [illegible] سوچا اس کو بھی دیکھ لوں۔ پھر جاؤں گا۔

تیس سیڑھیاں اور تھیں۔ ان کے بعد کمرہ۔ پہلے سے چھوٹا مگر کافی کھلا۔ ایک زینہ اور اوپر جانے کا اس میں بھی تھا!

آسپڈور پھر چڑھا۔ تیسوں سیڑھیاں اس میں تھیں۔ آگے پھر دروازہ اور تنگ کمرہ۔

اب معلوم ہوا مینار کی تعمیر اس ڈھنگ سے کی گئی ہے کہ ایک کے اوپر دوسرا، دوسرے پر تیسرا۔ اسی طرح کئی کمرے نیچے اوپر بنے ہیں۔ ہر نئے زینے کے ساتھ کمرہ کی وسعت کم ہوتی جاتی تھی۔ کیونکہ مینار کی ساخت جیسا بیان کیا گیا ہے مخروطی تھی چوتھے کمرہ میں لیمپ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ مگر دیواروں میں تنگ شگافوں سے مدھم روشنی آ رہی تھی۔ بارٹ نے پاس جا کر دیکھا۔ تیس فٹ نیچے سمندر موجیں لے رہا تھا۔

رفع استعجاب کی خواہش نے رفتہ رفتہ اس کو گیبنارڈ سے اتنی دور لا ڈالا کہ اب پہلی بار دل کو مبہم خوف کا احساس ہوا۔ چاروں طرف سناٹا۔ مینار کے دامن میں سمندر کے چلپلاتے ہوئے پانی کے سوا کوئی آواز نہ آتی تھی۔

حیران و ششدر کھڑا ہو کر سوچنے لگا۔ کیا لوپن اور اس کے آدمی اس مقام

وہ جو حالات کی رو سے آرسین لوپن کے سوا دوسرا نہ ہو سکتا تھا۔ کون نکلا؟... والمیراس! والمیراس۔ شاتو دی لاکوئل کا مالک۔ وہ جس سے بالڑلٹ نے آرسین لوپن کے خلاف مدد حاصل کی تھی۔ جس کے ساتھ مل کر اس نے ریمنڈ اور اس کے باپ کو لوپن کی حراست سے نکالا تھا۔ وہ جس نے بعد ازاں ریمنڈ ڈی سینٹ ویراں سے شادی کی تھی!

وہ والمیراس... ثابت ہو گیا۔ لوپن تھا!

"تم!... تم!" بالڑلٹ نے رکتے ہوئے کہا۔

"جی آپ کا دیرینہ خادم اور نیاز مند۔" لوپن نے مسکرا کر جواب دیا۔ "مرد آدمی تم کیا اس زعم میں تھے۔ کہ ایک بار مجھ کو میرے بھیس میں جان کر اب ہر رنگ میں پہچان لو گے؟ نہیں بیٹا ابھی کچھ دن اور پڑھو۔ تھوڑا تجربہ اور حاصل کرو۔ پھر لوپن کے مقابلہ کا دم بھرنا۔ یہ بندہ اگر بھیس کی تبدیلی میں اتنا کمال بھی نہ رکھے۔ تو پھر اس کی سلامتی کو سلام اب آپ کا دوست لوپن اصلی صورت میں سامنے کھڑا ہے۔ غور سے دیکھ لو تاکہ پھر دھوکا نہ ہو۔"

"تو کیا اس کا مطلب یہ ہے... تم نے بھی آخر کار... میڈموازل سے...؟"

"جی سرکار۔ وہ جس نے میڈموازل ڈی سینٹ ویراں سے شادی کی۔ آپ کا خادم آرسین لوپن تھا۔"

اس نے پردہ ہٹا کر پچھلی طرف اشارہ کیا۔ بالکل سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"کون!... میڈموازل ڈی سینٹ ویراں؟"

"جی نہیں۔ میڈم آرسین لوپن... یا اگر قانونی لکیر پیٹئے۔ تو میڈم لوئیس والمیراس میری منکوحہ بیوی۔ جس کو پانا دوست بالڑلٹ فقط تمہاری کوشش سے نصیب ہوا۔"

اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا!

"بھائی جو باتیں میں چاہتا تھا۔ سب تم نے پوری کیں۔ میرا شکریہ قبول کرو۔"

بارٹلٹ نے ایک لحظہ تامل کیا۔

مگر اس ایک لمحہ میں لوپن کے خلاف ساری کدورتیں، سب تلخیاں اور رنجشیں جو سینہ میں جمع تھیں دور ہوگئیں۔ دل کو فرحت و مسرت کا وہ عجیب احساس ہوا۔ جو کسی بچے کو طاقتور پہلوان سے پچھاڑ کھا کر ہوتا ہے۔ مان گیا لوپن استاد اور میں شاگرد۔ فرار و تعاقب کے اس کھیل میں وہ اس کے سایہ تک کو نہ پاسکا۔

بڑھا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر گرمجوشی سے ہلایا۔ اور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آواز آئی۔

"سرکار کھانا تیار ہے۔"

ایک وردی پوش داروغہ مختلف قاب میز پر چننے سے فارغ ہوچکا تھا

لوپن مڑا۔

"بارٹلٹ میرے دوست" اس نے کہا "میں تم سے معذرت چاہتا ہوں فلاں آدمی بیمار تھا۔ اس لئے ٹھنڈا کھانا ہی پیش کرسکا۔"

تینوں بیٹھ گئے۔ مگر بارٹلٹ کو کھانے کی رغبت نہ تھی۔ وہ محض لوپن کے انداز دیکھ رہا تھا۔ دفعتاً اس کو گینیمارڈ کا خیال آیا۔ اور اس نے سوچا۔ کیا لوپن اس خطرہ عظیم سے آگاہ ہے۔ جو اس کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ گینیمارڈ اور اس کی جماعت کی آمد کا اسے کیا علم ہوگا۔

اس اثنا میں لوپن بے فکری سے تقریر کر رہا تھا۔

"دوست میں تمھیں سچا محسن سمجھتا ہوں۔ بے شک ریمنڈا اور میں شروع سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔۔۔ اس کا اغوا در حراست محض بناوٹ تھی محبت دونوں کو تھی۔ مگر شادی کی مہر لگانا حالات سے دشوار تھا۔ وہ حالات بدل گئے۔ جب میں نے [illegible] دالمیراس جو میرا بچپن کا نام ہے۔ اختیار کرلیا۔ تم چونکہ ہٹ پر آمادہ اور شادی

لاگوئل کا پتہ معلوم کر چکے تھے - اس لئے میں نے تمہاری ضد سے فائدہ اٹھا لیا . . "

"یا میری حماقت سے ."

"یہ نہ کہئے - آپ سے بہت سیانے آدمی اس دام میں پھنس جاتے ."

"گویا میری تفتیش الٹا تمہاری امداد کا ذریعہ ہوئی - کیوں ؟"

"واقعی . . . تو میں وہ میر اسس جو بارٹلٹ کا دوست تھا جس نے بارٹلٹ کو مدد کر کے اس نازنین کو حراست سے نکالا - جس سے لوپن کو عشق تھا - اس پر کس کو شک ہوتا ؟ پھر کتنا دلفریب واقعہ - کیسے پر لطف حالات تھے ہماری مشترکہ چڑھائی - وہ میرے بھیجے ہوئے گلدستے - وہ عشقیہ خط جو میں نے ریمنڈ کے نام لکھا تھا - اور احتیاطیں جو میری طرف سے لوپن کے خلاف اختیار کی گئیں - اس کے بعد وہ یادگار وقت تمہاری شاندار کامیابی اور افسوسناک ناکامی تمہارا غش کھا کر میرے ہی بازوؤں میں گرنا . . . واللہ یہ باتیں عمر بھر نہ بھولیں گی . . . "

وہ چپ ہو گیا - بارٹلٹ ریمنڈ کو اور ریمنڈ لوپن کی طرف دیکھ رہی تھی - اس کی خوشنما آنکھوں سے لافانی محبت - جوش اور تعریف کا اظہار ہوتا تھا - اور ان کے علاوہ کچھ اور جذبات کا - جن کا بیان غیر ممکن ہے - کیونکہ خوف فکر - اداسی ان کا اشتراک بھی ان آنکھوں میں تھا - مگر جب لوپن نے اس کی طرف منہ پھیرا - تو ان میں ایسا تبسم پیدا ہوا - جو گھٹا چھائے ہوئے آسمان پر برساتی آفتاب کے طلوع سے ملتا ہے -

میز پوش کے نیچے ان کے ہاتھ سچی محبت کے ساتھ ملے -

دفعتاً لوپن نے کمرہ کے ہر حصہ پر نظر ڈالی اور بولا -

"بارٹلٹ میرے اس گھر کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے ؟ بے شک اس میں وہ آسائش نہیں جو ہونی چاہئیں - پھر بھی قانع طبیعتوں کے لئے بہت کچھ ہے - مجھ سے پہلے بڑے بڑے آدمی اس گھر میں رہے - اور کسی کو شکایت نہ ہوئی - فہرست ملاحظہ

اس نے ایک جانب دیوار کا اشارہ کیا۔ بارٹ نے دیکھا۔ یہ نام کالم وار اوپر سے نیچے کندہ تھے:

قیصر جولیس
شارلیمین
رولو
ولیم فاتح
رچرڈ شیر دل
لوئیس یازدہم
فرانسس اول
ہنری چہارم
لوئیس چہاردہم
آرسین لوپن

بارٹلیٹ کو دیکھ چکا تو لوپن نے تقریر جاری رکھتے کہا۔

"خدا جانے میرے بعد کس کا نام ہوتا۔ قیصر سے لوپن تک... بس سے آگے افسوس یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ اب بہت جلد یہ قلعہ غیر ذمہ دار حکومت کے رحم پر ہوگا۔ مگر غور فرمائیے۔ اگر میں اس حقیقت کو نہ اپنے اوپر نہ لیتا۔ تو خدا جانے یہ راز کتنا عرصہ چھپا رہتا۔ آہ دوستو۔ تم میرے اس فخر کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو مجھے پہلی بار اس مقام پر قدم رکھ کر حاصل ہوا۔ ایک کھوئے ہوئے قیمتی راز کو تلاش کر کے اس کا مالک ہونا کتنا عظیم ورثہ ہے۔ اس مکان میں رہنا جہاں ایسے جلیل القدر بادشاہ [illegible]

وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ مگر بینڈ کے اشارے سے رک گیا۔ جو بے چین اور

مضطرب نظر آتی تھی۔

"نچلی منزل میں شور سنائی دیتا ہے۔" اس نے کہا۔ "آہ پھر پیدا ہوا"

"پیاری یہ تو محض پانی کے ٹکرانے کی آواز ہے۔" لوپن نے جواب دیا۔

"میں لہروں کی آواز پہچانتی ہوں۔ یہ ہرگز وہ نہیں۔ اور ہی آواز معلوم ہوتی ہے"

"تو پھر کیسی آواز ہوگی؟" لوپن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "میں نے تو بارلٹ کے سوا کسی کو دعوت بھی نہیں دی۔" پھر نوکر کی طرف مڑ کر کیرولائے تم نے آپ کے آنے پر سیڑھیوں کے دروازے بند کر دیئے تھے یا نہیں؟"

"جی کر دیئے تھے۔"

لوپن کھڑا ہو گیا۔

"ریمنڈ پیاری نہ گھبراؤ... بخدا تم تو پیلی ہوتی جاتی ہو۔"

اس نے دبی آواز میں چند الفاظ ریمنڈ اور کیرولائے سے کہے۔ پھر پردہ ہٹا کر دونوں کو رخصت کر دیا۔

۲

نچلی منزل میں زیادہ شور ہونے لگا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس طرح کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ جیسے کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اپنے دل سے بارلٹ نے کہا۔

"گینیمارڈ شاید انتظار کرتے کرتے اکتا گیا اب دروازہ توڑنے کی فکر کر رہا ہے۔"

مگر لوپن نے ان آوازوں کی بالکل پروا نہیں کی۔ اس انداز سے گویا ان کو سنا ہی نہیں۔ اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اور بولا۔

"تم نہیں جانتے میں جب یہاں آیا۔ تو مینار کی حالت کتنی خراب تھی۔ معلوم ہوتا ہے تو میں شاہ زدہم کے بعد ایک سو سال کے عرصہ میں اس کا حال کسی کو معلوم ہی

نہیں ہوا۔ سرنگ ٹوٹی ہوئی۔ زینہ خراب اور سمندر کا پانی جا بجا رستا تھا۔ مجھے اس کی مرمت پر بہت سا روپیہ صرف کرنا پڑا۔"

باٹرلٹ حیرت سے اس کی تقریر سن رہا تھا۔ آخر اس نے کہا۔

"تم جب آئے تو جگہ بالکل خالی تھی؟"

"قریباً خالی۔ کیونکہ عصر قدیم میں بادشاہ اس کو میری طرح گودام بنا کر نہ رکھتے تھے"

"تو پھر کیا کام لیتے ہوں گے؟"

"جائے پناہ کا۔ جب اندرون ملک میں خانہ جنگی ہو۔ یا دشمن حملہ کرے۔ تو وہ اس میں پناہ گزین ہوتے تھے۔ مگر اس سے بھی زیادہ یہ جگہ شاہان فرانس کا دفینہ مشہور تھی۔"

دھڑ دھڑانے کی آوازیں اب اور تیز ہو گئیں۔ معلوم ہوتا تھا۔ گینیارڈ کے آدمی پہلا دروازہ توڑ کر اب دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ پھر یہ شور قریب تر سنائی دینے لگا۔ یقیناً وہ لوگ اب تیسرے دروازہ تک پہنچ چکے تھے۔

فقط دو دروازہ رہ گئے۔

باٹرلٹ کھڑکی کے پاس جا کر دیکھنے لگا۔ بہت سی ماہی گیر کشتیاں پولیس کے جوانوں سے بھری ہوئی مینار کے چاروں طرف گھیرا ڈالے تیرتی تھیں۔ ان سے پرے تارپیڈو کشتی بڑی سیاہ مچھلی کی طرح نظر آتی تھی۔

"کیا بیہودگی ہے" لوپن نے آزردگی سے کہا۔ "اس شور میں اطمینان سے گفتگو بھی تو نہیں ہو سکتی۔ آؤ۔ اوپر چلیں۔ وہاں سے باہر کا نظارہ خوشگوار ہو گا۔"

تیس سیڑھیاں اور چڑھ کر وہ بالائی منزل پر گئے۔ یہ جگہ باقیوں سے اور زیادہ چھوٹی تھی۔ لوپن نے باٹرلٹ کے ساتھ داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ اور کہا

"یہ میرا نگارخانہ ہے۔"

کمرہ کی دیواروں پر بیشمار تصویریں لگی ہوئی تھیں جن میں سے بہتوں کی نسبت بارٹلٹ نے دیکھا۔ کہ دنیا کے نامور مصوروں کی تیار کی ہوئی ہیں۔ رفائیل۔ اینڈریا ڈل سارٹو ٹیٹین سباٹی ٹیلی۔ ریمبرانٹ۔ ویسکز غرض سارے مشاہیر کے بہترین نمونے یہاں پر موجود تھے۔

بارٹلٹ نے ایک نظر دیکھا۔ اور کہا۔

"کیا عمدہ نقلیں ہیں۔"

لوپن حیرت سے دیکھنے لگا۔

"نقلیں! کیا دیوانے ہو؟ ان کی نقلیں میڈرڈ۔ فلارنس۔ میونخ ایمسٹرڈم وغیرہ مقامات پر ہیں۔۔۔"

"اور یہ؟"

"اصلی تصویریں ہیں۔ دنیا کے بہترین استادوں کی تیار کی ہوئی جنہیں بڑے صبر و استقلال کے ساتھ یورپ کے ہر حصہ سے جمع کیا گیا ہے۔ البتہ اس کا میں نے ہمیشہ خیال رکھا ہے کہ جہاں کوئی اعلیٰ تصویر ملی۔ وہاں اس کی نقل ضرور رکھوا دی۔"

"تو پھر کسی دن۔۔۔"

"ہاں کسی دن یہ راز ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس وقت لوگ دیکھیں گے کہ آرسین لوپن کے دستخط ہر نقل کی پشت پر موجود ہیں۔ تب معلوم ہوگا۔ کہ وہ میں تھا جس نے ان بیش بہا خزانوں کو اپنے ملک میں لا کر جمع کیا۔ غور کرو تو جو کچھ میں نے کیا ہے۔ وہی نپولین نے اٹلی میں کیا تھا۔۔۔ ادھر دیکھو یہ وہ چار دن تصویریں ہیں۔ جو میں نے ایم ڈی جیبورس کے مکان سے اتاری تھیں۔"

نچلی منزل کا شور اب تیز ہوتا جا رہا تھا۔

"تو بہ۔ میں اس کھٹ کھٹ کو برداشت نہیں کر سکتا۔" لوپن نے سر کرجبیں ہو کر کہا۔ "آؤ اور اوپر چلیں۔"

تیس سیڑھیوں کا زینہ اور طے کر کے وہ اس سے بھی تنگ کمرہ میں پہنچ گئے۔ دروازہ بند کرتے ہوئے لوپن نے کہا۔

"یہ میرے پردوں کا گودام ہے۔"

دیواروں پہ لٹکے ہوئے نہیں۔ بلکہ لاانتہا ملپندوں کی صورت میں رسیوں سے بندھے اور بڑے اہتمام کے ساتھ رکھے ہوئے بے شمار پردے ہر ناپ اور قیمت کے اس کمرہ میں جمع تھے۔ ان میں سے بعض کو لوپن نے کھول کر دکھایا۔ عصر قدیم کے نایاب مشجر، مخمل اور شب افروز رنگ کے مطلا پردے۔ بعض ان میں سے قدیم گرجوں سے حاصل کئے ہوئے ہر رنگ۔ ہر انداز اور ہر قیمت کے اس جگہ موجود تھے۔

اس سے بھی اوپر ایک کمرہ اور تھا۔ اس میں گئے تو سونے چاندی کی بے شمار گھڑیاں نایاب کلاک۔ تاریخی ٹائم پیس خوشنما مجلد کتابیں نادر نایاب نسخے۔ دنیا بھر کے کتب خانوں سے چرائے ہوئے نایاب مسودے رکھے ہوئے نظر آئے۔

اور اوپر ایک کمرہ میں فقط جالی۔ گوٹ اور منقبش کا سامان تھا۔ اس سے بھی اوپر متفرق ادوات۔

ہر منزل پر کمرہ کی چوڑائی بتدریج کم ہوتی جاتی تھی۔ ہر چڑھائی کے ساتھ نچلے دروازوں کے ٹوٹنے کی آوازیں مدھم سنائی دیتی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا گینمارڈ اور اس کے آدمی بہت پیچھے رہتے جاتے ہیں۔

آخری کمرہ میں پہنچ کر لوپن نے کہا۔

"یہ ان سب کے اوپر ہے۔ خزانہ کا کمرہ۔"

یہ عقیدہ اوروں سے مختلف تھی۔ کمرہ گول مگر اونچا اور مخروطی وضع کا صاف

نظر آتا تھا کہ باقی عمارت کی چوٹی پر بنا ہوا ہے۔ مینار کا کلس شاید اس سے چار پانچ سو گز کی اونچائی پر ہوگا۔

اس کمرہ میں خشکی کی طرف کوئی کھڑکی نہ تھی۔ البتہ جانب سمندر دو چھوٹی کھڑکیاں کافی روشنی داخل کر رہی تھیں۔

فرش پر منقش لکڑی کا فرش دیواروں کے ساتھ شیشہ کی الماریاں اور ان کے اوپر کچھ تصویریں بھی تھیں۔

دروازہ بند کر کے لوپن نے داہنے ہاتھ سے چاروں طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔

"یہ میرا خزانہ ہے ... باقی تمام چیزیں آنی جانی ہیں۔ جو سامان اس سے پہلے تم نے دیکھا تھا۔ وہ سب موقعہ اور مناسبت سے بیچا جا سکتا ہے۔ مگر اس کمرہ کی کوئی چیز قابل فروخت نہیں۔ دنیا بھر کے نادرات۔ بہترین سامان۔ انمول چیزیں جو نایاب میں بھی نایاب ہیں۔ ان سب کو اس میں جمع کیا گیا ہے۔ قدیم مصر اور خالدیہ کے نادر سکے۔ چین اور ہند کے جواہرات۔ عربی زیبات جو دنیا سے ناپید ہو چکے تھے۔ وہ میرے اس کمرہ میں محفوظ ہیں۔ اور بہت ... وہ قیمتی بت جو تاریخی یادگار سمجھے گئے ہیں۔ یونانیوں کی زہرہ اور کارتھیبن اپالو۔ سومنات کے ٹکڑے ان سب کو میرے اہتمام سے حاصل کیا گیا ہے۔ بارلٹ تم کو یاد ہوگا کچھ عرصہ پہلے جنوب میں ایک شخص ... اس اور اس کی جماعت نے قدیم گرجوں کے اکثر بت چرائے تھے ... آہ تم نہیں جانتے۔ وہ لوگ دراصل میرے ہی کارکن تھے۔ بہت سے نادرات میں نے ان کی مدد سے جمع کئے۔ لوور کا واقعہ کس کو یاد نہیں جس میں اصلی تاج کے بدلے محض اس کی نقل رکھی ہوئی پائی گئی تھی۔ میں تم کو دکھاؤں گا۔ اصل تاج میرے پاس اس جگہ محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کا سب سے نایاب عجوبہ۔ لیونارڈو کی اصل تصویر یا کونڈا جس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ دنیا سے ناپید ہو گئی۔ وہ دیکھو سامنے دیوار میں لگی ہوئی ہے۔ میرے دوست ادب کرو یہ وہ نایاب خزانہ ہے جس کو دنیا تلاش کر رہی ہے۔"

نچلی منزلوں پر گینیارڈ اور اس کے آدمیوں کا شور ہر لحظہ ترقی پر تھا۔ ان میں اور گینیارڈ کی جماعت میں اب دو یا تین دروازے اور حائل ہوں گے۔ باہر سمندر میں سیاہ تارپیڈو کشتی اور پولیس کے جوانوں کی بھری ہوئی ڈونگیاں اب نہایت بے چینی سے تیرتی نظر آتی تھیں۔

"لیکن شاہی خزانہ کہاں ہے؟" بارٹلٹ نے دفعتاً پوچھا۔

"آہ میرے دوست تم بھی سب سے بڑھ کر شاہی خزانہ کی چاہ رکھتے ہو۔" لوپن نے حسرت سے کہا۔ "دنیا کے باقی نادرات تمہارے لئے وہ کشش نہیں رکھتے۔ جو زر و جواہر میں ہے۔ مگر تم پر موقوف نہیں سارے عالم کا یہ حال ہے... خیر آؤ۔ میں تمہارا اطمینان کرتا ہوں۔"

اس نے داہنا پیر زور سے فرش زمین پر مارا جس سے چوبی فرش کا ایک حصہ پھٹ گیا۔ لوپن نے جھک کر ڈھکنا اٹھایا۔ اندر ایک گڑھا تھا۔ مگر خالی!

تھوڑا آگے جا کر یہی عمل پھر کیا گیا۔ ایک گڑھا اور نمودار ہوا۔ وہ بھی خالی!

تین بار اور اس عمل کو دہرایا گیا۔ مگر نتیجہ ہر بار وہی نکلا۔

"کس قدر حسرت کا مقام ہے۔" لوپن نے کہا۔ "لوئیس یازدہم ہنری چہارم اور وزیر رشیلیو کے زمانہ میں یہ پانچوں صندوق پر تھے۔ مگر لوئیس چہاردہم کے عہد میں جو تباہ کن جنگیں ہوئیں۔ انہوں نے ان کا کچھ حصہ خالی کر دیا۔ پھر لوئیس پانزدہم کا دور اسراف چلا۔ خدا معلوم کتنا روپیہ ڈوم ڈھاڑیوں پر برباد کیا گیا ہوگا۔ حتے کہ اب ان میں ایک سکہ نظر نہیں آتا..."

پھر بارٹلٹ کو سراسیمہ دیکھ کر اس نے کہا۔

"مگر ٹھیرو چھٹا صندوق اور ہے۔ اس کو آج تک کسی نے کھولنے کی جرات نہیں کی۔ یہ وہ مال ہے۔ جو فقط انتہائی ضرورت کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا۔"

اس صندوق کا ڈھکنا اٹھایا۔ اندر ایک اور صندوق بند تھا۔ لوپن نے جیب سے کنجی نکال کر کنجی چھوٹے قفلوں سے اسے کھول ڈالا۔

اس وقت جو کچھ نظر آیا۔ اس سے ہارلٹ کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ سرنگ اور آپکے لاتعداد جواہرات اس پر چمک رہے تھے۔ لعل و یاقوت، پکھراج، الماس، زمرد وغیرہ۔ اس کا وہ بیش بہا خزانہ اکٹھا کیا گیا تھا جس کی ... روایت محض سچ ہے۔

"ہارلٹ" لوپن نے افسردہ آواز میں کہا "جو نقدی اس خزانہ شاہی میں جمع تھی افسوس بعض مسرف بادشاہوں کی فضول خرچیوں میں ضائع ہو گئی۔ مگر جواہرات اب تک محفوظ ہیں۔ وہ بیش بہا جواہرات جنہیں فرانس کی مایہ ناز بیگمات اپنے جہیز میں لے کر آئی تھیں۔ مارگریٹ آف سکاٹ لینڈ، چارلٹ آف سیوائے، میری آف انگلینڈ، کیتھرائن ڈی میڈیسی اور ملک آسٹریا کی مغرور شہزادیاں ایلینر، الزبتھ، میری تھریسی، میری انٹائنٹ جو زر و جواہر اپنے ساتھ لائی تھیں۔ وہ سب اس پیٹی میں جمع ہیں۔ ان موتیوں اور ہیروں کی مالاؤں کو دیکھتے ہو۔ خدا جانے کس ساق سیمیں اور شانہ بلوریں کی زینت رہے ہوں گے۔ ان میں ایک ایک چیز کروڑوں کی ملکیت ہے۔ دنیا کی ساری دولت ان تاریخی جواہرات کی قیمت ادا نہیں کر سکتی ..."

وہ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک ہاتھ اٹھا کر تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"ہارلٹ۔ شاہان فرانس کا خزانہ تم نے دیکھ لیا۔ وہ جواہرات جو بادشاہوں کو ورثہ۔ اور بیگموں کو ان کے جہیز میں ملے تھے۔ اس صندوق میں بند ہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ میں نے ان میں سے ایک کو نہیں چھیڑا۔ وہ فرانس کی دولت ہیں۔ اور فرانس کی دولت رہیں گے۔ ایک سچے امین کی حیثیت میں میں نے اپنا فرض ایمانداری سے پورا کر دیا"

نیچے گیبارڈ کے آدمی سرگرمی سے دروازے توڑتے آگے بڑھے آتے تھے۔ آواز

نظام یہ تھی ... ان میں اور آخری کمرہ میں فقط ایک دروازہ اور ہے۔

۳

نپولین نے حسرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ الماریوں۔ تصویروں اور کھلے صندوقوں پر ایک نظر ڈالی۔ پھر افسردگی سے ٹہلتے ہوئے کہنے لگا۔

"افسوس ان چیزوں کو چھوڑنا کس قدر رنجیدہ ہے۔ میری زندگی کے سب خوش لمحے ان تاریخی یادگاروں کے پاس بسر ہوئے۔ یہ آنکھیں ان نادرات کو پھر کب دیکھیں گی"

اس کا ستا ہوا منہ اور حسرت انگیز تقریر دل کی اضطرابی حالت ظاہر کر رہی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر بارلٹ کو بے اختیار رحم آنے لگا۔ نپولین جو پیشتر اتنا خرم و مسرور رہا کرتا تھا۔ اب غمزدہ اور ملول حزن و یاس کی تصویر نظر آتا تھا۔ دفعتاً اس نے پھر کہا

"میرا جی چاہتا ہے۔ اس جواہرات کی پیٹی اور خالی صندوقوں کو جن میں فرانس کے مسرف اور عیش پرست بادشاہوں کی نامعلوم حسرتیں دفن ہیں۔ کھلا ہی چھوڑ دوں آج تک میں ان کا محافظ تھا۔ آئندہ خدا جانے یہ امانت کس کے سپرد ہوگی۔ پھر بھی ان چیزوں کو چھوڑنے۔ اس بادشاہت سے رخصت ہونے پر جی میں کسک پیدا ہوتی ہے یہ سمندر۔ یہ آسمان۔ یہ عالی شان مینار ساحل اجڑ کر یہ تین قدرتی محرابوں۔ پورٹ ڈیمنٹ۔ پورٹ ڈیول اور مین پورٹ سے گھرا ہوا فلک بوس۔ رفیع اور پرشکوہ بحر و بر دونوں پر حاوی۔ اس سے جدا ہونا۔ اتنا جانگداز ہے کہ میرا حساس دل اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ میری سلطنت تھی۔ میں اس کا بادشاہ۔ میں پوئی سوئی یعنی اس پراسرار بادشاہت کا جس کا یہ عالی شان مینار ایک ظاہری نشان ہے۔ حکمران تھا۔ قیصر روم کا جانشین نپولین!... کیا نیرنگی تقدیر ہے" وہ ہنسا پوئی سوئی کا بادشاہ۔ اس حصہ فرانس کا بادشاہ... نہیں نہیں سارے عالم کا بادشاہ۔ کیونکہ اس مینار کی چوٹی پر رہتے ہوئے دنیا اس طرح میری گرفت میں

تھی۔ جیسے شکار باز کے پنجوں میں۔۔۔ بارٹلٹ۔ ذرا اس تصویر کو چھونا۔ پیچھے دو ٹیلی فون نظر آئیں گے۔ میرے بھی۔ ایک لندن۔ دوسرا پیرس کا۔ ان کی راہ سے امریکہ۔ ایشیا آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ۔ غرض ہر حصہ عالم سے میرا تعلق تھا۔ ان براعظموں میں میرے ایجنٹ۔ کارکن اور گماشتے موجود رہتے تھے۔ دنیا بھر کے نادرات کی منڈی میرے پاس تھی۔ بارٹلٹ۔ میری زندگی کے بعض لمحے ایسے گذرے ہیں۔ جب میں اپنی طاقت و عظمت کو سوچ کر خود دنگ رہ جاتا تھا۔"

نچلی منزل کا دروازہ ٹوٹ گیا۔ زیریں کمرہ میں گینیارڈ اور اس کے آدمیوں کے مضطربانہ دوڑنے کی آوازیں صاف طور پر سنائی دیتی تھیں۔

ایک لحظہ سکوت رہا۔ اس کے بعد لوپن نے مدہم آواز سے کہا۔

"مگر جب جاہ کا ناٹک ختم ہوا۔ ایک کافر جمال حسینہ کی دید نے میرے خیالات کو ایسا پلٹا یا کہ وہ دل جو پہلے دولت و ثروت کا خواستگار تھا۔ اب محض اس کی نگاہ ناز کا متمنی اور اس کی نوائے شیریں کا شیدائی ہے۔ وہ لذت جو پہلے ان جواہرات کی حفاظت اور خواہش عظمت سے ملتی تھی۔ اب اس رخ تاباں کی دید تک محدود ہے۔ اس کے حسن طرب انداز سے زیادہ اب کسی چیز کی خواہش نہیں۔"

پولیس کے سپاہی آخری زینہ پر دھڑ دھڑاتے ہوئے چڑھ رہے تھے۔ ایک زور کے صدمہ نے آخری یعنی اس کمرہ کے دروازہ کو نیچے سے اوپر تک ہلا دیا۔

لوپن نے بارٹلٹ کا بازو پکڑا اور جوش سے کہنے لگا۔

"کیا تم جانتے ہو۔ میں جو آسانی سے تم کو مغلوب کر سکتا تھا کیوں چپ چاپ کامیابی کے موقعے تیار رہا؟ کیا معلوم ہے تم اس حد تک محض میری امداد سے پہنچے ہو؟ تم کو خبر ہے کیوں چند دن پہلے میں نے سب آدمیوں کو مال غنیمت کا حصہ دے کر اس رات جب تم حصت پر دیکھ رہے تھے۔ رخصت کیا تھا؟۔۔ محض اس لئے کہ میں نے

پر فتح پانے کے بعد میرا جی اب باقی فتوحات سے سیر ہو گیا جس راحت کی میرے دل کو تمنا تھی۔ وہ جس کے لیے ایک بار میں نے تم سے التجا بھی کی تھی۔ وہ حاصل ہو گئی۔ تو پھر یوں سوئی کا مینار، یہ جواہرات کا انبار۔ یہ نادرات کا خزانہ سب کی چاہ دل سے جاتی رہی۔ ریمنڈ کو پا کر میں اپنا مستقبل تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ میری زندگی اب ریمنڈ کے سایہ حسن میں اطمینان سے بسر ہو گی۔۔۔"

دروازہ ٹوٹنے کا شور ہر لحظہ ترقی پر تھا۔ وہ جھلا کر مڑا اور کہنے لگا۔

"گینیارڈ کیوں اپنے آدمیوں کو نہیں روکتے؟ بھلے آدمی مجھے اپنی تقریر تو ختم کرنے دو۔"

آوازیں تیزی سے آ رہی تھیں معلوم ہوتا تھا وہ لوگ کسی بھاری چیز سے دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہارلٹ حیران و ششدر اس عجیب و پراسرار آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ خدا جانے کیا کرنا چاہتا ہے؟ یوں سوئی سے دست بردار ہونا ایک بات تھی۔ مگر خود اپنی سلامتی سے دست بردار ہونا۔۔۔ اس کی تجویز آخر کیا ہے؟ وہ گینیارڈ کی حراست سے کیونکر بچ سکتا ہے؟ اور ریمنڈ۔۔۔ وہ کہاں گئی؟ یہ سوالات تھے جو پے در پے اس کے دل میں پیدا ہوئے۔

اس اثنا میں لوپن بڑبڑاتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"آئندہ چوری کو الوداع۔ آج سے آرسین لوپن مرد نیک اور ایماندار کی زندگی بسر کرے گا۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس میں بھی اتنا ہی کامیاب نہ ہو۔۔ مگر دیکھو گینیارڈ۔ اس سے پہلے کہ میں آئندہ زندگی میں۔۔۔ وہ تقریر کرتا ہوں۔ جو تاریخ میں یادگار رہے گی میں ہارلٹ کو آئندہ ارادوں سے واقف کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہنسا "مگر تم کو عقل کی بات کیا سمجھ سکتے ہو۔ تمہیں بجا ہے۔ تم ایسی باتوں کو نہ سمجھ سکو گے

اس لئے پھر دمیں اپنی وصیت تحریر کردیتا ہوں۔"

سرخ چاک کا ٹکڑا اٹھا کر وہ دیوار کے پاس گیا۔ اور جلی حروف میں یہ عبارت تحریر کی۔

"میں آرسین لوپن شاہان فرانس کا سارا خزانہ جو پشتہا پشت سے پرانی سوئی میں جمع تھا۔ اور جس کو میں نے آجتک اپنی حفاظت میں رکھا۔ اس شرط پر حکومت فرانس کے حوالہ کرتا ہوں کہ ان چیزوں کو لوور کے عجائب خانہ میں رکھے اور جن کمروں میں یہ چیزیں رکھی جائیں۔ ان کا نام آرسین لوپن روم ہو۔"

کھڑیا کی ڈلی ہاتھ سے رکھ کر اس نے کہا

"بس اب دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ فرانس کے متعلق میں اپنا فرض ادا کر چکا۔"

۴

باہر حملہ آور پوری طاقت سے کام لے رہے تھے۔ تختہ میں ایک چھوٹا سا شگاف پیدا ہو گیا۔ اور ایک آدمی نے ہاتھ ڈال کر کنجی گھمانے کی کوشش کی۔

"ارررا یہ تو گینیمارڈ معلوم ہوتا ہے۔ کیا واقعی سر پر آپہنچا؟"

اس نے دوڑ کر کنجی نکال لی۔ اور کہنے لگا۔

"بس میاں آرام کرو۔ دروازہ مضبوط ہے۔ اس آسانی سے نہ ٹوٹے گا۔ مارٹرلٹ اب میں سلام کہتا ہوں۔ باتیں بہت تھیں مگر گینیمارڈ کی گھبراہٹ کچھ کہنے نہیں دیتی"

وہ وان در ویدن کی تصویر "حکمائے مشرق" کی طرف گیا۔ اور اس کو جھکا دیا۔ پیچھے تنگ دروازہ تھا۔ اس کی دستی پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"الوداع گینیمارڈ۔ عطر والوں کو میرا سلام کہنا۔"

دفعتاً پستول کی آواز سنائی دی۔ لوپن اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔

"آہ۔ بدمعاش" اس نے کہا۔ "آ گئے اصلیت پر... ناداں میرا کیا بگڑا؟ البتہ ایک قیمتی تصویر ضائع ہو گئی۔"

پھٹے ہوئے تختہ کی راہ سے گینیارڈ کی آنکھیں وحشی جیوان کی طرح چمکتی تھیں پستول کی نالی آگے بڑھائے وہ پرجوش لہجہ میں کہہ رہا تھا۔

"لوپن رہ جا... ہار مان لے۔"

"واہ۔ پھر تو کہیو؟"

"تو اگر ہلا تو یاد رکھ بھیجا اڑا دوں گا۔"

"یہ گیدڑ بھبکیاں رہنے دو۔ تم اس جگہ سے میرا کیا بگاڑ سکتے ہو۔"

وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ جہاں گینیارڈ کے نشانہ سے بالکل محفوظ تھا۔ مگر ایک خطرہ اب بھی باقی تھا۔ وہ تنگ دروازہ جس کی راہ سے فرار کی امید تھی۔ گینیارڈ کی زد میں تھا۔ اگر اس طرف آتا تو یقیناً پستول کا نشانہ بنتا۔ جس میں پانچ گولیاں اب بھی باقی تھیں۔ ورنہ بھاگنے کی صورت میں گرفتاری یقینی تھی۔

"آج تقدیر یاور نظر نہیں آتی۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا "بیٹا لوپن تو نے سنی کی چاہ میں وہ کام کیا ہے جس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔ نادان تجھے اتنا وقت ضائع نہ کرنا چاہئے تھا۔"

وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس اثنا میں گینیارڈ کے سپاہیوں نے دروازہ کا ایک حصہ توڑ ڈالا تھا۔ چوڑے شگاف میں گینیارڈ کے لئے پستول چلانے کی کافی گنجائش تھی۔

دونوں دشمن دروازہ کے دو طرف کھڑے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ان میں تین گز کا فاصلہ تھا۔

گینیارڈ نے غصہ سے دانت پیس کر آواز دی۔

"باؤلٹ کیا دیکھتے ہو؟ کیوں فائر نہیں کرتے؟"

ایک بے لاگ تماشائی کی طرح چپ چاپ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ

اگر چاہتا تو لوپن کو آسانی سے ہلاک کر دیتا۔ مگر ایک عجیب احساس، جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا مانع تھا۔

گینیارڈ کے الفاظ نے اس کو چونکا دیا۔ آواز سنتے ہی اس کا ہاتھ بے اختیار پستول کی طرف گیا۔ ساتھ ہی اپنے دل سے کہنے لگا۔

"بس اب لوپن کا خدا حافظ۔ مگر کیا کیا جائے۔ فرض آخر فرض ہے۔۔۔"

دفعتاً لوپن سے اس کی آنکھیں چار ہوئیں۔ وہ چپ چاپ ساکن و صامت کھڑا تھا۔ صورت کہہ رہی تھی۔ کہ خطرہ سے لاپروا شخص یہ دیکھنے میں محو ہے کہ بارلٹ کا طرزِ عمل کیا ہو گا۔ غیر جانبدار رہیگا۔ یا مغلوب دشمن پر وار کرے گا؟

دروازہ پے در پے صدموں کی تاب نہ لاکر اوپر سے نیچے تک پھٹ گیا۔

"بارلٹ بارلٹ" گینیارڈ چلا رہا تھا "چپ کیوں ہو؟۔۔۔"

آسیڈور نے پستول اٹھایا۔

مگر اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا عمل اتنا تیز تھا۔ کہ آغاز و انجام میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ اتنا معلوم ہے کہ لوپن جھک کر دیوار کے ساتھ ساتھ اس تنگ دروازہ کی طرف بڑھا۔ جو تصویر کے پیچھے واقع تھا۔ ادھر اس نے قدم بڑھایا۔ ادھر گینیارڈ نے پستول کے گھوڑے پر انگلی رکھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ یا آسیڈور فائر کرتا۔ لوپن نے جھٹ دروازہ کے پاس جا کر آسیڈور کو پکڑا اور ڈھال کی طرح گینیارڈ کے آگے کر دیا۔

بارلٹ نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ لوپن سے چھٹنے کی بہت کوشش کی لیکن گرفت ایسی نہ تھی۔ کہ آسانی سے ڈھیلی ہو جاتی۔ ماہیٔ بے آب کی مانند تڑپتے ہوئے بارلٹ کو سامنے رکھ کر اس نے کہا۔

"گینیارڈ سلام میں اب جاتا ہوں ہمت ہو تو پکڑ لو۔"

اس طرح بارلٹ کو آگے کئے وہ پچھلے پاؤں دروازہ کی طرف ہٹا۔ اور اندر جا کر

ایک ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔

آگے ایک تنگ ڈھلوان زینہ تھا۔

ہارلٹ کو چھوڑ کر اسے آگے آگے اترنے پر مجبور کرتے ہوئے لوپن نے کہا۔ "دوست۔ جہاں اتنی دیر ساتھ دیا ہے۔ تھوڑا اور دو۔ خشکی کی راہ بند ہو گئی لیکن سمندر کی باقی ہے۔ اب فرانس کے بیڑہ کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ واٹرلو کی لڑائی ہو چکی۔ اب ٹریفالگر کا معرکہ شروع ہوتا ہے۔۔ سنا دشمن کس زور سے دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ لیکن مضائقہ نہیں وہ اب ہمیں پا نہیں سکتے۔۔ جلدی کرو جلدی"

زینہ پولی سوئی کی دیوار میں گول اور بہت تنگ بنا ہوا تھا۔ آگے پیچھے چلتے دو دو۔ تین تین سیڑھیاں طے کرتے وہ نیچے اترتے گئے۔ آگے ہونے کی وجہ سے ہارلٹ اگر مزاحمت کرنا بھی چاہتا تو نہ کر سکتا۔ کہیں کہیں دیوار میں تنگ شگاف تھے۔ ان کی راہ سے تارپیڈو کشتی اور پولیس کے جوانوں سے بھری ہوئی ڈونگیاں تیرتی نظر آتی تھیں۔

آسیڈور چپ گر لوپن بڑبڑا رہا تھا۔

"خدا جانے گینیارڈ اب کیا کر رہا ہوگا۔ کیا عجب رستہ روکنے کو دوسرے زینہ سے اتر رہا ہو۔ مگر وہ ایسا بیوقوف نہیں ہے۔ اس نے چار آدمی پہلے ہی اس جگہ مقرر کر دیئے ہوں گے اور چار کافی ہیں۔ تھوڑا ارک کر سنتے ہو۔ وہ لوگ کتنا شور مچا رہے ہیں میرے خیال میں کھڑکی کھول کر بیڑہ کو تیاری کا حکم دیا جاتا ہے۔ جبھی یہ لوگ اتنے سرگرم نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھو ان میں اشاروں کا سلسلہ جاری ہے۔ آہ اب تارپیڈو کشتی بھی حرکت کرنے لگی۔ وہ اس کا کمانڈر ہے۔۔۔ موسیو تڑوان لیئے کیسے حال ہیں؟"

ایک شگاف کی راہ سے بازو نکال کر اس نے باہر کی طرف رومال ہلایا۔ پھر تیزی سے اترنے لگا۔ ساتھ ساتھ کہہ رہا تھا۔

"بیڑہ تیار ہو گیا۔ اب بہت جلد گولہ باری کی جائے گی۔ بس پھر مزا آ جائے گا

باہر کشتیبانوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ معلوم ہوا دونوں سطح آب کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

جہاں زینہ ختم ہوا اس جگہ ایک اندھیری غار تھی۔ اس میں دو لالٹینیں حرکت کرتی نظر آتی تھیں۔

ایک عورت نمودار ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ پیار سے لوپن کے گرد ڈال کر کہنے لگی۔

"پیارے جلدی کرو۔ میں ڈرتی ہوں۔ آخر اتنی دیر کہاں رہ گئے تھے؟ ... اور تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟"

مگر لوپن نے ریمنڈ کو تسلی دی۔

"نہ ڈرو۔ یہ ہمارا دوست بارلٹ ہے جس نے دم آخر بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مگر یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں۔ کیوں شارلٹ کہاں ہو؟ کشتی تیار ہے؟"

"ہاں سرکار تیار ہے۔"

"تو پس چلنے کی فکر کرو۔"

بند کشتی میں کلوں کے دھڑ دھڑانے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ بارلٹ نے جس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں۔ دیکھا کہ پانی کے پاس ایک ناہموار گھاٹ ہے۔ اور اس گھاٹ کے پاس شاید کشتی تیر رہی ہے۔

"میری موٹرکشتی ہے۔" لوپن نے کہا۔ "شاید تم نہیں جانتے۔ اس سے کیا کام لیا جائے گا۔ حالانکہ بات سہل ہے۔ دراصل یہ پانی جو تم دیکھتے ہو سمندر ہی کا پانی ہے۔ جو مد کے وقت اس جگہ آجاتا ہے۔ اور میں اس محفوظ بندرگاہ کا واحد مالک ہوں۔"

"مگر یہ تو آگے سے بند ہے۔" بارلٹ نے کہا۔ "کوئی رستہ اس کے باہر جانے کا

کرچیلد لوپن کا وفادار نوکر۔ نقلی نواب میں اس کا معرکہ قابل دید ہے قیمت ۱۲ ہم سے طلب کرد

نظر نہیں آتا۔"

"ٹھیرو، ابھی نظر آئے گا۔"

اس نے پہلے ریمنڈ کو سہارا دے کر سوار کیا۔ پھر بارٹلٹ کا ہاتھ پکڑ کر آگے لایا۔ وہ متامل نظر آتا تھا۔

"کیا ڈرتے ہو؟" لوپن نے پوچھا۔

"کس بات سے؟"

"دشمن کی تارپیڈو کشتی سے۔"

"نہیں۔"

"پھر سوچ کیا ہے؟ اس بات کی کہ لوپن کا ساتھ دیا جائے یا گنیمار ڈکا؟"

"بس ہاں"

"مگر اس معاملہ میں تمہارا فیصلہ کچھ نہیں کر سکتا۔ سو ست تم کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں عارضی طور پر وہ ہم دونوں کو مردہ خیال کریں۔ کیونکہ میں حسب آرام کی خواہش رکھتا ہوں۔ وہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر جب میرا انتظام مکمل ہو جائے گا۔ تو چلے آنا۔ تب مجھے کسی بات کا اندیشہ نہ ہوگا۔"

یہ کہہ کر لوپن نے اس کا بازو اس طرح پکڑا۔ کہ بارٹلٹ کو معلوم ہو گیا۔ اب ہر قسم کی مزاحمت بے سود ہے۔ اور سچ پوچھئے تو مزاحمت کی حاجت بھی کیا تھی۔ وہ اپنا فرض ادا کر چکا تھا۔ اس کا مقصد یولی سولی کا راز دریافت کرنا تھا۔ اور بس۔ لوپن کی گرفتاری یا آزادی سے اس کو سروکار نہ تھا۔ علاوہ بریں لوپن سے اس کو ایک طرح کی دلبستگی تھی۔ وہ اس کے منشا پر عمل کرنے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔

اس کی ہمدردی اتنی ترقی کر گئی تھی۔ کہ یہ الفاظ نوک زبان پر آ کر رہ گئے۔

"سنو لوپن ابھی ایک خطرہ تمہارے لئے اور ہے۔۔ شریک ہو مرکا جو تہیں

ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔"

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ لوپن نے آواز دی "چلو اب کیا دیر ہے"
مجبوراً وہ اس کے ساتھ کشتی پر بیٹھ گیا۔ موٹر کشتیاں اس نے پہلے بھی دیکھی تھیں مگر یہ اپنی ساخت کے لحاظ سے عجیب تھی۔

سوار ہونے کے بعد بارٹلٹ کو ایک چوبی زینہ نظر آیا۔ جو نیچے کی طرف جاتا تھا اس سے اترے تو کشتی کے زیریں حصہ میں ایک لمپ روشن تھا۔ اور یہیں اس لمپ کی روشنی میں ایک تنگ سیلون کے سامنے ریمنڈ کھڑی انتظار کرتی تھی۔ جگہ اتنی تنگ تھی۔ کہ تینوں بمشکل بیٹھ سکے۔

لوپن نے ایک نالی ہاتھ میں لے کر اس کی راہ سے آواز دی۔

"کیرولائے۔ اب کیا دیر ہے؟ چلنے دو۔"

دفعتاً اتید طور، کو وہ احساس ہوا۔ جو لفٹ پر اترنے سے ہوتا ہے۔ یعنی خلا میں اترتے جانے کا۔ معلوم ہوا کشتی آہستگی سے نیچے جا رہی ہے۔

"ڈرو نہیں"۔ لوپن نے کہا۔ "ہم اوپر سے کھلی غاروں میں آ رہے ہیں۔ اب اس کی راہ سے سمندر میں پہنچ جائیں گے۔ یہ ایک مشہور رستہ ہے جس سے ساحل کے رہنے والے سب لوگ واقف ہیں۔ دس سکنڈ اور انتظار کرو۔ ۔ ۔ اب ہم سمندر کی طرف جا رہے ہیں۔ رستہ تنگ ہے۔ مگر کشتی کے گذرنے میں کچھ دقت نہ ہوگی۔"

"مگر کیا وجہ ہے۔" بارٹلٹ نے جو لوپن کی باتوں سے دلچسپی لینے لگا تھا۔ اعتراض کیا۔ کہ ساحل کے رہنے والے ان غاروں سے واقف ہونے کے باوجود بوڑھی سوئی کا رستہ نہیں جانتے؟ وہ تو بڑی آسانی سے اس میں داخل ہو سکتے تھے۔"

"آہ۔ نہیں" لوپن نے مسکرا کر جواب دیا۔ "یہ کام اتنا سہل نہیں جتنا تم سمجھتے ہو۔ وہ اوپر کھلی غاریں ایک طرح کی چوبی چھت ہے۔ بالکل چٹان سے کے رنگ کی۔ جز کے

وقت یہ چھت غار کا دہانہ بند کر دیتی ہے۔ مگر جب پانی نیچے جا اترتا ہے۔ تو یہ بھی اوپر اٹھ جاتی ہے یہی وجہ ہے ان غاروں کو صرف مد کے وقت کشتی میں عبور کر سکتے ہیں۔ یہ ایجاد میری اپنی ہے۔ ورنہ فنیمر یا لوئیس چہار دہم کے عہد میں کوئی اس طریقہ سے واقف نہ تھا کیونکہ وہ لوگ آبدوز کشتیوں کے استعمال سے بے خبر تھے۔ وہ تو فقط اس زینہ سے کام لیتے تھے۔ جو اس زمانہ میں نچلی غار تک جاتا تھا۔ تب پانی اوپر کی غار تک نہ آسکتا تھا۔ میں نے اس انتظام میں یہ ترمیم کی۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس ایجاد کو میں اپنی طرف سے ملک فرانس کو پیش کرتا ہوں۔۔ پیاری زینہ! اب اس لیمپ کی کیا حاجت ہے۔ اسے گل کر دو۔ کیونکہ اب تو۔۔۔"

پھیکی سبز روشنی۔ پانی کے رنگ سے ملتی ہوئی غار سے باہر آنے کے بعد نظر آنے لگی تھی۔ کشتی کے اوپر شیشہ کا روشندان تھا۔ اسی کی راہ سے مدھم روشنی داخل ہوتی تھی۔ اسی کی مدد سے یہ لوگ کشتی میں بیٹھے ہوئے سطح کا حال دیکھ سکتے تھے۔

دفعتاً ایک لمبا سا سایہ سروں سے گذر گیا۔

"حملہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔" لوپن نے کہا "فرانس کا بیڑہ اب پولی سوئی کا محاصرہ کرے گا۔ لیکن مینار گو اندر سے پولا ہے۔ تاہم میری سمجھ میں نہیں آتا وہ لوگ اس میں داخل کیونکر ہو سکتے ہیں۔"

نالی کا سرا پھر ہاتھ میں لے کر اس نے آواز دی۔

"پھیر دلاسے کشتی کو نہ کے ساتھ چلنے دو۔ آہ تم کدھر جاتے ہو؟۔۔ کیا میں نے تم سے پورٹ لوپن چلنے کو کہا تھا۔۔ ہاں پوری رفتار سے۔۔ سنتے ہو؟ اسی گھاٹ پر جلدی۔ بہت جلدی۔"

کشتی چٹانی نہ کے ساتھ چلی جاتی تھی۔ لمبی تحت البحر نباتات پانی کی حرکت سے

تیرتے ہوئے سیاہ بالوں کی مانند لہراتی اور بل کھاتی نظر آتی تھی۔

ایک بہت لمبا سایہ گذرتا نظر آیا۔

"یہ شاید تارپیڈو کشتی تھی" لوپن نے کہا "عنقریب ہم اس کی گولہ باری سنیں گے میں سوچتا ہوں ٹروان اس موقعہ پر کیا کرے گا؟ وہ کیا پوٹی سوتی کو منہدم کرنا چاہتا ہے؟ دوست بارلٹ ٹروان اور گینیارڈ کی ملاقات قابل دید ہوتی یعنی خشکی اور تری کی فوجوں کا ملنا... افسوس ہم اس دلکش نظارہ سے محروم رہے جاتے ہیں... کیبرولائے سو گئے کیا؟"

کشتی اب کافی تیز رفتار سے چل رہی تھی۔ سمندر کے چٹانی حصوں سے گذر کر ایک میدانوں کی طرف آرہے تھے۔ دفعتاً کچھ اور چٹانیں نظر آئیں۔ یہ اٹیرٹاٹ کے مشرقی ساحل اور پورٹ ڈینٹ کا حصہ تھیں۔

کشتی کی حرکت سے بحری مچھلیاں ادھر ادھر بھاگ رہی تھیں۔ ایک جوان میں بارہ حیران تھی۔ پورٹ ہول کے شیشہ سے لگ کر تیز متجسس نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگی

"بس ٹھیک ہے۔" لوپن نے کشتی کی رفتار سے مطمئن ہو کر کہا۔ "بارلٹ اس کشتی کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟ پان کے ستے[1] کا حال تم کو یاد ہوگا۔ میں نے اس موقعہ پر قاتلوں کو سزا دینے کے بعد ایک نئی آب دوز کشتی کے نقشے گورنمنٹ فرانس کو پیش کئے تھے۔ انہی میں اس کشتی کا نقشہ تھا جس کی بنا پر میں نے یہ موٹر کشتی تیار کرائی۔ جس میں تم اس وقت بیٹھے ہو۔"

اس نے کیبرولائے کو پھر آواز دی۔

"بس اب او پر لے چلو میرے خیال میں خطرہ اب باقی نہیں ہے۔"

---

[1] دیکھو ناول ابتدائے آمدہ۔ ہم سے طلب کرو۔

۵

کشتی جس طرح زیرآب اُتری تھی۔ اسی رفتار سے اوپر کو اُٹھنے لگی۔ رفتہ رفتہ شیشہ کا روشن دان پانی سے نکل آیا۔

یہ لوگ اب ساحل سے ایک میل دور ایسے مقام پر تھے۔ جہاں کوئی اُن کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اس وقت پہلی مرتبہ بارٹلٹ نے معلوم کیا۔ کہ کشتی کس تیزی رفتار سے چل رہی ہے۔

فیکام، سینٹ پیری، دلٹس، سینٹ ولیری، کوتبرولی، سارے مقامات ایک ایک کرکے ساحل بحر پر سامنے سے گذرے۔ اس اثنا میں لوپن برابر مذاقیہ گفتگو کرتا رہا۔ آسیڈورکو بھی اس شخص سے ایک عجیب انس ہو گیا تھا۔ وہ اس کے طور و اطوار اس کی حیرت خیز جرات اور دلیری کا مداح بن چکا تھا۔ اس وقت وہ اس کی باتوں کو توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سننے لگا۔

مگر ریمنڈ کو اس نے دیکھا۔ لوپن کے ساتھ لگی ہوئی چپ چاپ بیٹھی تھی۔ لوپن کے ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھے۔ اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پرشوق نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگتی تھی۔

گاہ بگاہ اس کے ہاتھ بے اختیار تشنجی حرکت کرنے لگتے۔ اور اس کی خوشنما آنکھوں میں افسردگی کی جھلک بڑھتی جاتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ لوپن کی چھلیں بھی اس کی غمگینی اور افسردگی کو رفع کرنے سے قاصر تھیں۔ الٹا اس کی گفتگو شاید ریمنڈ کی اس ذہنی تکلیف میں اضافہ کر رہی تھی۔

"بس اب رہنے دو۔" آخرکار اس نے دبی آواز سے کہا "ایسے خطرہ میں ہنسی کا کیا موقعہ ہے؟ خدا جانے ابھی کیا مشکلیں پیش آنی ہیں۔"

ڈیپ کے سامنے پہنچکر ان کی کشتی نے پھر غوطہ لگایا تاکہ ساحل کے ماہی گیر نہ دیکھ لیں۔ آخر کوئی بیس منٹ کے بعد وہ ساحل کے پاس پہنچکر اوپر اُٹھی۔ اور وہ اونچی چٹان

چٹانوں کے درمیان ایک تنگ کھاڑی میں پہنچکر کھڑی ہوگئی۔

"پورٹ لوپن آگیا۔" لوپن نے کہا۔

یہ جگہ ڈیپ سے سولہ اور ٹری پورٹ سے قریبًا بارہ میل فاصلہ پر تھی۔ دو عمودی چٹانوں میں بنی ہوئی ایک ناہموار کھاڑی۔ بالکل سنسان اور غیر آباد۔ ساحل پر زرد ریت اور باریک سنگریزے پھیلے ہوئے تھے۔

"آؤ بارلٹ اتریں" لوپن نے کہا۔ "ریمنڈ میرا ہاتھ پکڑو۔ اور تم کیبرولائے۔ تم پولی سوئی میں جاکر معلوم کرو۔ گینیارڈ اور ٹروان میں کیا باتیں ہوتی ہیں۔ شام کو مجھے ساری اطلاع دینا۔ مجھے ان کی ملاقات سے خاص دلچسپی ہے۔"

بارلٹ حیران کھڑا سوچ رہا تھا۔ کہ ہم ان اونچی چٹانوں پر جو اس عجیب بندرگاہ کے دونو طرف واقع تھیں کس طرح چڑھیں گے۔ ناگاہ اس کی نظر ایک آہنی زینہ پر جا پڑی۔

"آسیڈور" لوپن نے کہا۔ "جغرافیہ اور تاریخ کے سبق اگر تم کو بھولے نہیں۔ تو سمجھ گئے ہوگے۔ ہم اس وقت پارفون دل کی کھڈ میں پہنچ گئے ہیں۔ جو علاقہ بی ولی میں واقع ہے۔ قریبًا ایک سو سال کا عرصہ ہوا ۲۳ اگست ۱۸۰۳ء کو ایک شخص جارج کارڈول اور اس کے چھ ساتھی بونا پارٹ کو بھگا لے جانے کی غرض سے اس جگہ اترے تھے۔ تب یہاں بلندی پر جانے کا ایک رستہ موجود تھا۔ جو بعد ازاں قدرت کی تبدیلیوں سے مٹ گیا۔ اب میں نے اپنے خرچ سے پھر اس کو تیار کرایا۔ اور نیوولٹ کا وہ مکان بھی خرید لیا ہے۔ جہاں ان لوگوں نے اپنے قیام کی پہلی رات بسر کی تھی۔ اس تاریخی مکان میں میں۔ دنیا کے دھندوں سے فراغت پاکر ریمنڈ اور اپنی ماں کے ساتھ ایک آسودہ حال زمیندار کی مانند آرام و قناعت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ آرسین لوپن شریف چور۔ آج سے مرچکا۔ اس کی جگہ لوئیس ویلیر اس زمیندار لیتا ہے۔"

یہ لوگ آہنی زینہ کی مدد سے اوپر چڑھے۔ تو پتھر کا بنا ہوا ایک ناہموار زینہ نظر

آیا۔ لوپن نے بیان کیا۔ پیشتر دہات کے لوگ اسی راہ سے چڑھا اترا کرتے تھے۔

قریباً آدھے گھنٹے کی چڑھائی کے بعد وہ ایک ہموار قطعہ زمین پر جا پہنچے جہاں چند چھوٹی جھونپڑیاں اس قسم کی بنی ہوئی تھیں جیسی ساحل بحر پر صیغہ کسٹم کے اہلکاروں کے لیے ہوتی ہیں۔ چند منٹ اس راہ پہ چلنے کے بعد ایک آدمی ان سے ملا۔ اور لوپن کو فوجی سلام کر کے مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

"کیوں گومل۔ تازہ خبر کیا ہے؟" لوپن نے اس سے دریافت کیا۔

"سرکار کچھ نہیں۔"

"کوئی شکی واقعہ تو پیش نہیں آیا؟"

"جی نہیں۔۔۔ البتہ۔۔۔"

"کیا؟"

"میری بی بی جو نیو والٹ میں کپڑے سیا کرتی ہے۔۔۔"

"سمجھ گیا۔ سیزرین کا ذکر کرتے ہو۔۔۔"

"جی ہاں۔ وہ بیان کرتی تھی۔ آج صبح ایک ملاح گاؤں کے آس پاس پھرتا دیکھا گیا۔"

"حلیہ یاد ہے؟"

"محض اتنا کہ صورت سے انگریز معلوم ہوتا تھا۔"

"آہ" لوپن نے فکرمند لہجہ میں کہا۔ "پھر تم نے سیزرین کو سمجھا دیا؟۔۔۔"

"جی میں نے تنبیہ کر دیا تھا۔ اس آدمی کا خیال رکھنا۔"

"بہت اچھا۔ کیرولائے دو تین گھنٹے تک واپس آئیگا۔ جو خبر وہ لائے مجھے فوراً پہنچانا۔ میں سکان ہی پر ملوں گا۔"

وہ آدمی پھر سلام کر کے ہٹ گیا۔ اور یہ تینوں آگے چلنے لگے رستہ میں آرسین لوپن نے بارٹلٹ سے کہا۔

"مجھے ڈر ہے۔ شرلک ہومز نہ ہو۔ اس خبر سے جی کو بے چینی ہو گئی ہے۔ اگر سچ مچ وہ ہو۔ تو سخت اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ میری جان کے درپے ہو رہا ہے۔"

وہ ایک لحظہ ٹھیر کر سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

"جی میں کچھ کچھ خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ سوچتا ہوں اپنی قدموں پر واپس چلا جاؤں۔۔۔"

سامنے حد نگاہ تک ہموار زمین تھی جس پر بائیں طرف ہرے بھرے درختوں کی اوٹ میں نیو ولٹ کے مکان نظر آتے تھے۔

ٹھنڈی ہوا میں جھومتے ہوئے پودے۔ لہلہاتے سبزہ میں خوشرنگ پھولوں کی بہار اس فردوس بریں میں لوپن ریمنڈ کے ساتھ آرام و قناعت کی زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔

رخصت کا ارادہ پیدا ہوا ہی تھا۔ کہ خیال آیا "کیا چلا جاؤں؟ محض ایک وہم کے بس ہو کر اس جانفزا طرب اندوز مقام کو ترک کر دوں؟۔۔۔"

ریمنڈ چند قدم آگے چل رہی تھی۔ لوپن نے آسیدور کا بازو پکڑا اور اسی کی طرف اشارہ کر کے پر جوش لفظوں میں کہنے لگا۔

"دیکھنا کیا حسن ہے۔ کیا انداز۔۔ کیا خرام! اسکی ہر ادا سینہ میں نئے احساس پیدا کرتی ہے۔ سچ جانو ریمنڈ نے میری زندگی میں آکر سارے حالات تبدیل کر دیے میری واحد آرزو اب اس کی خوشنودی ہے۔ اور بس۔ اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا میں اپنے آپ کو راحت کے ساتویں آسمان پر پاتا ہوں۔ کاش وہ وقت جلد آئے۔ کہ میں اپنی گذشتہ تیرہ ماضی کی یاد اس کے دل سے مٹا سکوں جس سے اسے نفرت ہے"

اس نے لمبی گہری سانس لی۔ پھر مستقل لہجہ میں کہا "میں ضرور اس یاد کو دل سے محو کر دوں گا۔ اس کی خاطر مجھے کسی ایثار سے دریغ نہیں۔ اس کے لئے میں نے پولی سوئی کو ترک کرنا منظور کیا۔ اس کے لامحدود خزانوں۔ اس کی طاقت و عظمت کو خیرباد کہی ان سے بھی زیادہ کوئی ایثار رہو۔ تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ کیونکہ دنیا میں ریمنڈ سے زیادہ اب مجھے کوئی شے عزیز نہیں۔ وہ مجھ کو دیانت دار سمجھتی ہے۔ اس لئے میں دیانتدار رہوں گا۔ جو کچھ میں نے آج تک کیا ہے۔ اس کو مٹا کر اپنا مستقبل نئے سرے ڈھالوں گا..."

بے اختیاری میں اس کے سینہ سے ایک آہ نکلی۔ اب اس کا لہجہ اس طنز و مذاق سے جس کا وہ خوگر تھا۔ پاک ہو گیا۔ دبی ہوئی سنجیدہ آواز سے کہنے لگا۔

"بارٹلٹ دنیا کی کوئی راحت ایسی نہیں۔ جو میں نے اپنی گوناگوں زندگی میں حاصل نہ کی ہو۔ مگر ریمنڈ کو پاکر معلوم ہوا کہ کوئی خوشی عورت کی سچی محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور سب خوشیاں عارضی ہیں۔ یہ دائمی۔ وہ فانی ہیں یہ ازلی۔ سچی محبت کرنے والی عورت وہ فرشتہ ہے جو دوزخ میں گرے ہوئے انسان کو جنت کی راہ دکھاتا بلکہ اس سے بھی آگے ایزد پاک کے سایہ میں لے جاتا ہے...

"ریمنڈ۔ ریمنڈ تیری ہمہ گیر محبت نے میری سب کمزوریاں واضح کر دیں۔ میں نے سب کچھ دے کر تجھے پایا ہے... اور پھر بھی بہت سستا پایا ہے"

وہ رک گیا۔ اور اب جو بارٹلٹ نے اسکی طرف دیکھا۔ تو لوپن کی آنکھیں آبگوں نظر آتی تھیں۔

شاید وہ رو رہا تھا... شاید یہ آنسو سچا تاپ کے خونی آنسو تھے!

۶

وہ ایک پرانے پھاٹک کے پاس جا پہنچے۔ جو مکان کے باہر بنا ہوا تھا۔ لوپن

ایک لمحہ کو اس جگہ ٹھیرا۔ اور تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

"میں نہیں جانتا آج کیوں اتنا بزدل بنا جاتا ہوں؟ ہر قدم پر نیا ڈر معلوم ہوتا ہے دل میں دھڑکن۔ پاؤں میں لغزش۔ دماغ میں عجیب اندیشوں کا ہجوم... کیا پولی سوئی کا معرکہ ابھی ختم نہیں ہوا؟ کیا تقدیر کوئی نیا رنگ دکھانا چاہتی ہے؟"

ریمنڈ مڑ کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ متفکر لہجہ میں کہنے لگی۔

"خدا جانے سیبزرین کیوں دوڑی ہوئی آتی ہے؟"

ایک عورت مکان کے دروازہ سے دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔ لوپن آگے بڑھ کر اس سے ملا۔

"کیوں کیا بات ہے؟ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں نظر آتی ہو؟"

سیبزرین کا دم پھولا ہوا تھا۔ رک رک کر کہنے لگی۔

"ایک آدمی... تھوڑی دیر ہوئی... بیٹھک میں کھڑا تھا..."

"وہ انگریز جو پہلے ملاح بن کر آیا تھا؟"

"وہی مگر دوسرے بھیس میں"

"اس نے تم کو دیکھ لیا؟"

"نہیں۔ مگر آپ کی ماں کو اس نے دیکھا۔ وہ جب واپس جا رہا تھا تو میڈم والمیراس اس سے ملیں۔"

"پھر؟"

"کہنے لگا۔ میں ایم لوئیں والمیراس کا دوست ہوں۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں"

"اچھا؟"

"تب میڈم نے کہا آپ باہر۔ کسی اور ملک کو تشریف لے گئے ہیں۔ اور کئی سال بعد واپس آئیں گے۔"

"اور وہ چلا گیا؟"

"نہیں۔ اس کھڑکی میں کھڑا ہو کر جو میدان کی طرف کھلتی ہے۔ کچھ کچھ اشارے کرنے لگا۔ میرے خیال میں کسی کو بلا رہا تھا۔"

لوپن کچھ سوچ رہا تھا۔ کہ ایک تیز چیخ خوفناک اور جگر دوز کانوں میں پہنچی۔ ساتھ ہی ریمنڈ نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"تمہاری ماں کی آواز ہے ... میں اسے پہچانتی ہوں۔"

لوپن نے دوڑ کر ریمنڈ کا بازو پکڑا اور پر جوش لہجہ میں کہنے لگا۔

"آؤ۔ پیاری۔ یہاں اب خطرہ ہے۔ یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے ..."

پھر کچھ سوچ کر ٹھیر گیا۔ اور یاس آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"نہیں۔ میں نہیں کر سکتا ... میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ریمنڈ معاف کرنا میں اس جوش میں اپنی ماں کو بھول گیا۔ اسے خطرہ میں چھوڑ کر میں کہاں جا سکتا ہوں؟ تم یہیں ٹھیرو ... بارلٹ تم ریمنڈ کی حفاظت کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ دوڑتا ہوا مکان کے دروازہ کی طرف گیا۔

بارلٹ نے ریمنڈ کو روکنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ بھی اس کے پیچھے چلی گئی اور قریباً اس کے ساتھ ہی دروازہ کے پاس پہنچی۔

اس وقت بارلٹ نے دیکھا۔ چار آدمی درختوں کے سایہ سے نکلے۔ ایک جو سب سے دراز قد تھا۔ آگے آگے چلنے لگا۔ دوسرے نے ایک بوڑھی عورت کا ہاتھ زور سے پکڑا ہوا تھا۔ اور وہ اس سے چھوٹنے کی جدوجہد کرتی اور درد سے کراہتی تھی۔

جھٹ پٹا ہو چلا تھا۔ مگر اس دھندلکے میں بارلٹ نے پہچانا۔ یہ شرلک ہومز اور اس کے آدمی تھے۔ عورت اڈیلیڈ تھی۔ مگر اس کے سر کے بال سپید ہو چکے تھے۔

یہ لوگ اسی حالت میں اس مقام کی طرف گئے۔ جہاں لوپن پہنچ چکا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر استقلال سے ایک قدم آگے بڑھا۔

مقابلہ خوفناک تھا۔ کیونکہ دونو فریق چپ تھے۔ نہ کوئی بولتا تھا۔ نہ حرکت کرتا تھا۔

آخر لوپن نے پر رعب آواز سے کہا۔

"اپنے آدمی سے کہہ دو۔ اس عورت کو چھوڑ دے۔"

جواب ملا "نہیں"

ایک لمحہ تک ایسا معلوم ہوا کہ دونو فریق آخری جدوجہد سے پہلے اپنی انتہائی آخری طاقت جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نہ ان میں باتیں ہوئیں۔ نہ طنز و تضحیک کی نوبت آئی۔ خاموشی۔ موت کی خاموشی ان پر چھائی ہوئی تھی۔

چند قدم فاصلہ پر ریمنڈ اس خوفناک مقابلہ کا دلچسپی سے انتظار کر رہی تھی۔ بارلٹ نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑا۔ مگر اس نے چھڑانے کی کوشش نہیں کی۔

اس وقت لوپن نے پھر کہا۔

"میں دوسری بار کہتا ہوں۔ آدمی کو حکم دو۔ اس عورت کو چھوڑ دے۔"

"ہرگز نہیں۔"

"ہومز..." لوپن نے کہنا شروع کیا۔

مگر رک گیا۔ اس نخوت اور غرور کے پتلے شرلک ہومز سے لفظی تکرار بے سود تھی۔

عملی فیصلہ کے خیال سے لوپن نے ایک ہاتھ اپنی جیب کی طرف بڑھایا۔ مگر ہومز فوراً اس کا منشا جان گیا۔ جھٹ اپنا پستول نکال کر اس کی نالی بوڑھی عورت کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے اس نے لوپن سے کہا۔

"خبردار ذرا حرکت کی۔ تو میں فائر کر دوں گا۔"

دوسرا اس کے باقی دو ساتھیوں نے اپنے پستول نکال کر لوپن پر جما دیے۔

۷

دشمن کے نرغہ میں گھر کر آرسین لوپن نے فاخرانہ گردن اٹھائی۔ اور پھر دونو ہاتھ جیبوں میں ڈالے۔ بے خوفی سے دشمن کے آگے سینہ تان کر کھڑا ہو گیا۔

"ہومز" آخر کار اس نے کہا "میں ایک بات کو دو بار کہنے کا عادی نہیں۔ مگر تم سے تیسری بار کہتا ہوں۔ اس عورت کو چھوڑ دو۔۔۔"

ہومز کے لب پر نفرت کا خم پیدا ہوا۔

"کیوں ڈرکر؟ معاف کرو یہ دھمکیاں مجھ پر اثر نہیں کرتیں۔ تم لوپن ہو۔ تم لوپن ہو۔۔۔ آرسین لوپن۔ ایک بار جس نے ڈیوک آف چارم برس ہونے کا دعوے کیا تھا۔ ویسا ہی فرضی نام والمیراس ہے۔ اور یہ عورت جسے تم اپنی ماں کہتے ہو۔ تمہارے جرم کی پرانی شریک بوڑھی وکٹائر ہے جس نے بچپن میں تمہیں پالا تھا۔۔۔"

اس موقعہ پر ہومز سے ایک بھاری غلطی ہو گئی۔ جوش انتقام میں اس نے ایک نظر ریمنڈ کی طرف دیکھا۔ جو ان خوفناک انکشافات سے حیران و سراسیمہ لوپن کی طرف گھور رہی تھی۔ دشمن کی توجہ ہٹی ہوئی دیکھ کر لوپن نے جھٹ اس پر فائر کر دیا۔

"آہ۔ ستیاناس!" ہومز نے جس کا بازو گولی کھا کر لٹک گیا تھا۔ چلا کر کہا۔ اور اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔

"مارو۔ مارو۔ جانے نہ دو!"

مگر لوپن اکیلے میں سو آدمیوں کی طاقت پیدا ہو گئی تھی۔ پستول کا سرا مار کر دو کو ایک طرف۔ ایک کو ایک طرف گرا دیا۔ ساتھ ہی وکٹائر سے کہا۔

"فوراً اسب کی مشکیں باندھ دو۔۔۔ اور اب میرے جاسوس دوست۔ اب ہم باتیں

لے دیکھو ناول نقلی نواب قیمت ۱۲ ہم سے طلب کرو۔

کریں گے؟"

مسٹر ہومز کا چہرہ غصہ اور درد سے لال ہو گیا تھا۔ دایاں ہاتھ ناکارہ ہونے کے باوجود اس نے حیرت خیز استقلال سے بائیں میں پستول لیا۔ مگر گھوڑا دبایا ہی چاہتا تھا کہ لوپن نے بجلی سے بچکر آواز دی۔

"آہ۔ پاجی!..."

گولی چلنے کے ساتھ ایک جگر دوز چیخ پیدا ہوئی۔ یہ ریمنڈ کی چیخ تھی۔ جو لوپن کی حفاظت کو اس کے اور ہومز کے بیچ کھڑی ہو گئی تھی۔

مگر یا تو وہ آگے بڑھی۔ یا فوراً سینہ پر ہاتھ رکھ کر لڑکھڑاتی ہوئی ہٹ گئی۔ لوپن کے پاس جاکر ایک بار گھومی۔ پھر بے آواز پاؤں میں گر پڑی۔

"ریمنڈ... پیاری ریمنڈ..."

ہر قسم کے خطرہ سے لاپروا۔ لوپن بے تاب ہو کر اس کے پہلو میں جھک گیا۔ اس کا نازک سر زانو پر رکھا۔ اس کو پیار سے اپنے ساتھ لگایا...

مگر ریمنڈ اتنے ہی میں سرد ہو چکی تھی۔

"اف۔ مر گئی!..."

ایک لمحہ سکوت رہا۔ جس میں ہر شخص بے تاب نظر آتا تھا۔ ہومز اپنے فعل سے۔ لوپن اس کے انجام پر۔ بارلٹ اس منظر کو دیکھ کر۔

مگر سب سے ردی حالت آرسین لوپن کی تھی۔ سُتا ہوا منہ۔ پھٹی ہوئی آنکھیں، وہ بدن تپ لرزہ کے مریض سے ملتا تھا۔

"میرے بیٹے... میرے بدنصیب بیٹے..."

وکٹائر نے حسرت سے دونو ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

بارٹلٹ نے آگے جا کر ریمنڈ کے دل پر ہاتھ رکھا۔ وہ بے حرکت تھا!

"ہو چکی" اس نے آہستہ سے کہا۔ اور ہٹ گیا۔

رپن ایک لحظہ خاموش رہا۔ شدت یاس نے شاید قوت ادراک کو زائل کر دیا تھا۔ کبھی دیوانہ وار چاروں طرف اور کبھی ریمنڈ کے بے نور چہرہ کو دیکھنے لگتا۔

دفعتاً وہ اٹھا۔ شیر کی مانند بپھر کر ہاتھوں سے کچھ بے معنی اشارے کئے۔ دو تین بار داہنا پیر فرش زمین پہ مارا پھر جوش سے کہنے لگا۔

"سنگدل۔ موذی۔ بے رحم!"

اور ہومز کو گردن سے پکڑ کر اس نے اس طرح جھنجوڑا جیسے درندہ اپنے شکار کو۔ انگریز کی سکت زائل ہو چکی تھی۔ مقابلہ کی طاقت اس میں بالکل ہی سلب ہو گئی بیل کی طاقت رکھتے ہوئے رپن کے مجنونانہ وار کی مزاحمت نہ کر سکا۔

"میرے بیٹے ... عزیز بیٹے ..." وکٹاسر نے دونو ہاتھ پھیلائے التجائی انداز سے آگے بڑھ کر کہا۔

بارٹلٹ بھی ہومز کو چھڑانے کے لئے دوڑا مگر رپن پہلے ہی اس کو چھوڑ چکا تھا۔ زک کھائے ہوئے ساتھیوں کے پہلو میں وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

رپن نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر گردن جھکائے دونو بازوؤں سے منہ چھپا کر سسکیاں لیتے ہوئے رونے لگا۔

اس دردناک منظر کی تاب نہ لا کر بارٹلٹ نے بھی منہ پھیر لیا۔ وہ جو ہاتھی کی طاقت اور شیر کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اس کا فرِ جمالِ حسینہ کی مرگ ناگہانی سے بیشہ بے مقدار کی مانند بے حقیقت اور ناچیز بن گیا۔

وہیں اس لاش کے سرہانے کھڑا وہ دیر تک بچوں کی طرح زار زار آنسو بہاتا رہا۔

۸

رات کا سیاہ پرچم میدانِ جنگ پر لہرانے لگا۔ کچھ بے چین تارے اس جانگداز منظر کی دید کو بے تاب آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگے۔

لمبی سبز گھاس پر پڑا ہوا مزار اور اس کے ساتھی دست دپا بستہ عاجز و بے بس پڑے تھے دور فاصلہ پر گھروں کو واپس جاتے ہوئے مزدوروں کے ماگ کی آوازیں سہانی اور دلفریب کانوں میں آ رہی تھیں۔

دفعتاً لوپن سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس راحت انگیز صدا نے توجہ بے اختیار اس مکان کی طرف پھیر دی۔ جس میں وہ ریمنڈ کے ساتھ باقی زندگی صبر و قناعت سے بسر کرنا چاہتا تھا اس کے بعد آنکھیں پھر اس مشت خاک پر جا لگیں۔ جس میں لاکھوں حسرتیں دفن تھیں۔ اس بے رنگ سپید چہرہ پر جو سیدھا اٹھا ہوا زندگی کی آخری منزل کو دیکھ رہا تھا۔

آوازیں قریب تر آ گئیں۔

لوپن نے لمبی سرد آہ کھینچی پھر اس بے جان لاش کو اس طرح آرام سے اٹھا کر جیسے ماں ننھے بچے کو اٹھاتا ہے۔ کندھے پر ڈالا اور کہنے لگا۔

"آؤ وکٹائر۔ چلیں؟"

"چلو میاں؟"

"الوداع بارلٹ"

اور اس طرح یہ قیمتی بوجھ اٹھائے اپنی وفادار بوڑھی خادمہ کو ساتھ لئے چپ مگر غصہ میں بھرا ہوا آرسین لوپن ساحل بحر کی طرف مڑا۔ اور رات کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ختم ہوا

عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ

جناب سردار سردیال سنگھ نکئی جاگیردار :- ناول انصاف خوب تھا منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری بڑے قابل مترجم ہیں - ان کی نظیر اردو مترجموں میں کم ملتی ہے - مجھے ان کی ترجمہ کی ہوئی کتابوں کا خاص شوق ہے - کیونکہ ان کی تحریر ہی ایسی ہے - جو خواہ مخواہ دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے -

جناب مولانا محمد یسین صاحب جونپوری - انگریزی ناولوں کے ترجمہ میں منشی تیرتھ رام صاحب نے خوب زور قلم دکھایا ہے - میری اپنی حالت یہ ہے کہ ان کی ٹکسالی اردو کی تہ دل سے قدر کرتا ہوں - ترجمہ میں یہ فصاحت بلاغت اور سلاست پیدا کرنا ان کا حصہ ہے میں منشی صاحب کو اس ترقی پر مبارکباد دیتا ہوں - اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو بھی کہ آپ نے ایسے خدائے قلم کی خدمات حاصل کی ہیں تا آپ مجھے ہمیشہ کے لئے اپنا خریدار سمجھیں -

جناب احمد حاجی محمد عبد الستار صاحب :- ڈاکٹر نکولا جیسا اعلٰے پایہ کا دلچسپ ناول میں نے آج تک نہ پڑھا تھا پارسل کھولتے ہی پڑھنا شروع کیا - اور ختم کرکے دم لیا - اس سلسلہ کے دوسرے ناول تلاش اکسیر کی تلاش ہے - نہایت بے چینی سے چشم براہ ہوں -

جناب سید علی حید صاحب سب رجسٹرار - بابو تیرتھ رام صاحب کو بعد تسلیم کے دعا زندگی - واقعی خوب قابلیت سے ترجمہ کیا ہے - واہ -

جناب سردار لچھمن سنگھ صاحب :- ناول انصاف بہت دلچسپ تھا - آپ بہت منصف آدمی اور تلاش اکسیر بھی شائع کریں -

جناب سردار سیوا سنگھ صاحب ٹیچر :- مجھے آپ کی کتابوں کا خاص شوق ہے -

اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز ناول

ان میں سے جو آپ نے نہیں دیکھے اب ملاحظہ فرمایئے

خونی تحریر - اپنے ڈھنگ کا نیا اور نرالا نہایت ہی دلچسپ جاسوسی ناول - ایک نوجوان کا نہایت پراسرار طریقے سے قتل ہونا اور راز کا سب جرم کا الزام اس کی حسین بی بی پر لگایا جانا - مقتول کی سالی کی عقل اور دانشمندی - ایک ڈاکٹر کی عرق ریزی اور انتھک محنت کے باعث بیوہ کی پیشانی سے بدنامی کا دھبا مٹایا جاتا ہے - حسن و عشق کے نظارے - اور ہجر و وصال کی داستان بڑے دل آویز پیرائے میں بیان کی گئی ہے - قیمت عمر

گہرا راز - فن سراغرسانی کا دلکش ناول جو رنگا رنگ تصویروں سے مزین ہو کر شائع ہوا ہے - پیاری زبان دلکش انداز بیان - دلچسپ پلاٹ اور لاجواب کیرکٹر اس ناول کی جان ہیں - انگلستان کے ایک مشہور و معروف اور ہردلعزیز ڈاکٹر کی ستم آرائیاں قابل ملاحظہ ہیں - اس ڈاکٹر نے اپنی بہن کا مال لوٹنے کی خاطر ایک خاندان کا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا تھا - اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی - آخر ایک نوجوان لڑکے نے ایک بیگناہ اور حسین دوشیزہ کی پاک محبت سے متاثر ہو کر اس کی تمام مکاریوں کا راز طشت از بام کر دیا اور اسے دنیا سے رخصت ہونے کے لئے مجبور کیا - قیمت عہ

سراب زندگی - پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ ولیم لیکیو کے زبردست ناول "وانڈر آف دی ورلڈ" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے - ایسا عجیب ناول بہت کم آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا - ایک نابینا آدمی کے روبرو قتل کی ایک ہولناک واردات ہوتی ہے جس کا سراغ تلاش کرتے ہوئے وہ خود کئی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے - قصہ کی دلچسپی آغاز داستان سے شروع ہو کر دم آخر تک برابر قائم رہتی ہے اور سارے واقعات ہیبتناک تیزی رفتار کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں ۱۹۰ صفحے قیمت ۱۲

ہم سے طلب کرو

کملا بائی - جنوبی ہند کے ایک مندر کے دیوتا کی آنکھ کی چوری کا واقعہ اور اس کے لینے
کا قتل - مقتول کے نوکر کا اس آنکھ کو ناجائز دباؤ سے حاصل کرنا - قتل کا شبہ ایک خاتون
پر ہونا - خاتون کی گرفتاری اور مقدمہ انگلستان کے مشہور سراغرساں مسٹر بلیک اور اس
کے شاگرد کی ہوشیاری اور عرق ریزی - ملزم کی گرفتاری اور فرار وغیرہ وغیرہ واقعات اس
قدر دلچسپ اور نرالے ڈھنگ میں بیان کئے گئے ہیں کہ آپ پڑھتے پڑھتے تصویر حیرت
بن جائیں گے - قیمت ایک روپیہ (عہ)

روحوں کا اخراج - رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن کے مشترکہ افسانہ لے ٹریبوٹ آف
سولز کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے - یہ ایک حیرت انگیز قصہ ہے -
جس میں مصنفوں کی رنگین بیانی نے ایک خاص ہی شان پیدا کر دی ہے - ایک شخص
تین روحوں کا اخراج دے کر طاقت و عظمت حاصل کرتا ہے - مگر اس کا انجام غائت درجہ
عبرت ناک ہے - اس طرز پر اس پایہ کا کوئی ناول آپ کی نظر سے نہ گذرا ہوگا قیمت ۱ر

آتشی کتا - سر آرتھر کانن ڈائل کے بے نظیر ناول "دی ہونڈ آف دی باسکرویلز" کا ترجمہ منشی
تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے - دنیا بھر کے نامی سراغرسانوں میں جو شہرت جاسوسوں
کے سرتاج شرلک ہومز کو حاصل ہے - محتاج بیان نہیں - اس عجیب و غریب ناول میں اسی کا حیرت
خیز کارنامہ دکھایا گیا ہے - خوفناک آتشی کتے کا راز جس کے منہ ناک اور آنکھوں سے دوزخی
آگ کے شعلے نکلتے تھے - اور جو خاندان باسکرویل کا جانی دشمن تھا - دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے -
شرلک ہومز کے بعض کارنامے اس سے پہلے ناول خونی ہیرا - خونی چراغ وغیرہ کی صورت
میں آپ کی نظروں سے گذرے ہوں گے - مگر یہ اس کا سب سے زبردست معرکہ ہے - جاسوسی
ناولوں میں ایسا عجیب پر اسرار اور حیرت افزا ناول بہت کم آپ کی نظروں سے گذرا ہوگا -
۱۶۱ صفحے قیمت عہ ر

مایا - یہ ناول جاسوسی اسم بامسمیٰ ہے - جاسوس ملزم کو گرفتار کرتے کرتے خود ہی زندان بلا

پہنچ جاتا ہے۔ دونوں کا بڑا زبردست مقابلہ ہوتا ہے۔ آخر وہ اسے نیچا دکھا کر کامیاب ہوتا ہے۔ دو ہمشکل لڑکیوں کا معمہ آخری صفحہ پر ہی جاکر کھلتا ہے۔ ایک بار کتاب کو شروع کیجیے چھوڑنے کو طبیعت نہ چاہے گی۔ قیمت ۸ر

سنہری بچھو۔ نامی ناولسٹ سیکس رومر کے زبردست افسانہ "دی گولڈن سکارپئین" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ اتنا عجیب حیرت خیز کہ پڑھنے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ایک غیر معمولی دماغ دنیا کے موجودہ انتظام کو ناقص سمجھ کر اپنے خیال کے مطابق عالمگیر انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے جس کے سلسلہ میں یورپ کے سربرآوردہ عالموں فیلسوفوں اور فوجی افسروں کی موتیں نہایت پراسرار حالات میں واقع ہوتی ہیں۔ انگلستان کی خفیہ پولیس کا انسپکٹر ٹوڈ ہنٹر اور فرانس کی خفیہ پولیس کا نامی انسپکٹر گیسٹن میکس ان تحقیقات کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ضمناً ایک پری جمال حسینہ کا افسانہ محبت قصہ کی دلچسپی کو اتنا بڑھاتا ہے کہ ختم کیے بغیر چین نہیں آتا۔ ۲۰۰ صفحے قیمت عہ

رنگیلے ستارے۔ مصر کے ریگستانی پراسرار خانوں اور وہاں کے چند بدمعاشوں کی ایک خفیہ جماعت کے شیطانی کارناموں کا نقشہ اس خوبی سے کھینچا گیا ہے کہ ناظرین تحسین و آفرین کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ قیمت عہر

محبت کا قیدی۔ فرانس کا نامی چور آرسین لوپن اپنے دلربا کو اپنی طاقتوں کے وہ عجیب و غریب کرشمے دکھاتا ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی چونک اٹھتا ہے۔ آرسین لوپن کے یکے بعد دیگرے تفریحی طور پر سات مہمیں سر کرتا ہے۔ ہر ایک مہم کسی نہایت دلچسپ جاسوسی ناول سے کم نہیں۔ قیمت عم

ڈاکٹر ڈانگولا۔ مشہور افسانہ نگار گمی بوتھبی کے ناول "اے بڈ فار فارچون" کا ترجمہ منشی [illegible] صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ بڑا ہی عجیب اور پراسرار ناول ہے۔ دنیا کا سب [illegible] ڈاکٹر ڈانگولا ایک خاص مطلب کے لیے وہ پراسرار چھڑی جو ایک خستہ حال [illegible] سے طلب کر[illegible]

نگر نے مرتے وقت آسٹریلیا کے وزیر نوآبادیات آنریبل مسٹر ویڈیل کو دی تھی حاصل کرنا ہے - اور وہ جب نہیں دیتا - تو اس کے لئے ایک اتنی ہولناک سازش عمل میں لاتا ہے کے نتائج و عواقب دیکھ کر روح کانپ جاتی ہے - آسٹریلیا کی خفیہ پولیس کا انسپکٹر مرڈوک پولیس کی مدد سے نکولا کی گرفتاری کے لئے لاکھ کوشش کرتا ہے - مگر وہ عین موقعہ سے نکل جاتا ہے مسٹر ویڈیل کی ضد نے ان کی حسین و مہ جبین دختر فلس کے لئے جن کا سامنا پیدا کیا - وہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ۲۳۳ صفحے قیمت ۱۲

شریف قاتل - بالکل نیا اور انوکھا ناول جس میں حسن و عشق کے کارنامے - ہجر و وصال کے افسانے - چالاکی اور عیاری کے فوٹو - یورپ کے قمار خانہ یعنی کارلو کے اسرار - سکہ کی کارستانیاں اور سراغرسانوں کی عیاریاں - رنج و غم کے جگرخراش مناظر - وصل و نکاح کے دل خوش کن نظارے - نہایت ہی دلآویز اور دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے قیمت ۸

چیلا - بابو کشوری لال گوسامی کے مشہور و معروف جاسوسی ناول کا جو ہر لطیف ایک رئیس زادہ کی تمام عیاشیوں اور سحرکاریوں کا خاتمہ ایک بے کس اور غریب لڑکی کے ہاتھ سے ہوتا ہے - ایک ہی وقت میں ایک ہی محلہ میں دو خون ہو جاتے ہیں - پولیس تحقیقات کرتی ہے لیکن سراغ نہیں ملتا - آخر ایک ڈاکٹری کا طالب علم اپنی عقل کے زور سے تمام خفیہ رازوں کا انکشاف کرتا ہے - اور وہ رئیس زادہ ایک ہاتھ سے مارا جاتا ہے - مفلسی اور قلاشی کا نقشہ نہایت ہی متاثر الفاظ میں کھینچا سرورق پر نہایت ہی دلکش رنگین تصویر دی گئی ہے - قیمت عہ

ٹیڑھی کھیر - لندن کے جاسوسی باغ کا بالکل نیا اور حیرت انگیز ناول جس کا پلاٹ قدر پیچدار اور دلچسپ ہے کہ ہر دم پڑھنے کو دل چاہتا ہے - عبارت آفرینی میں مصنف کمال کر دیا ہے - انگلستان کی نئی اور پرانی تہذیب کا نقشہ لفظوں کے لباس میں

ہم سے طلب کرو

سے کھینچا گیا ہے کہ تمام واقعات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں۔ رئیسوں اور امیروں کی
زبان عیاروں کی عیاریاں ڈاکوؤں کی کرشمہ سازیاں۔ طرز سانون کی موجبرت کرنے والی چالیں جن کا
نیز بھی ہندوستان میں نظر نہیں آتا۔ نہایت ہی خوش اسلوبی سے بیان کی گئی ہیں۔ قیمت ۸
مقصود۔ پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ۔ زمانہ حال کے رینالڈس ولیم لکیو کے
انگیز ناول "ہنڈ اپ" کا ترجمہ از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری۔ یہ ناول اردو میں
بالکل ہی نئی چیز ہے۔ اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پراسرار ناول جس کے ہر باب میں نیا
دار ہوتا ہے ہرگز آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا۔ حجم ۲۵۰ صفحے۔ قیمت ۱۲
حسینہ۔ ایک دلکش جاسوسی ناول جس میں ایک کمزور ہندوستانی لڑکی اپنے
ساہ اور ہمت واستقلال سے بدمعاشوں کا کھوج لگاتی ہے۔ اس ناول کے
سے معلوم ہوگا کہ ہمارے ملک کی عورتیں اپنی موجودہ پست حالی میں بھی کس بلا کا
استقلال رکھتی ہیں۔ اور کیسے کارہائے نمایاں کرکے دکھلا سکتی ہیں۔
صفحے۔ قیمت ۱۲

بدمعاش۔ مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ منشی
رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ جس میں فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کی حیرت
عیاریوں کا ذکر دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ جس طریق پر اس شخص نے پبلک
پر خاک جھونکی۔ فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ کارکنوں کو الو بنایا۔ عظیم خطرات
اور ہر بار بال بال بچتا رہا۔ اس کا ذکر خود اس کی زبان سے۔ قیمت ۱۲
مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کے آخری حصے کا ترجمہ
صاحب کے قلم سے۔ یہ ناول بھی فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کے بعض پردہ
ل ہے۔ جن لوگوں نے اس شخص کے سابقہ معرکوں پڑھا ہے۔ وہ اچھی
کہ یہ ناول کس پایہ کا ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت صرف ۸

ہم سے طلب کریں۔

خونی طوفان ۔ ہور باغی نانا صاحب اور ایک فرانسیسی بدمعاش ڈاکو کی حیرت انگیز سازشوں کا ایک پنجابی جاسوس کی زبانی انکشاف کرایا گیا ہے ۔ اور دکھایا ہے کہ نانا صاحب کس طرح اس بدمعاش ڈاکو کا دست راست بن کر کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہا تھا ۔ اور کس طرح تانتیا ٹوپی نے خالص وطن پرستی کے جذبے سے متاثر ہو کر اسے ان بدمعاشوں کے پنجے سے نکالنا چاہا ۔ اور کس طرح نانا صاحب کی دختر نیک اختر نے پنجابی جاسوس اور ایک انگریز لڑکی اور اس کے عاشق ایک انگریز کی جان بچائی ۔ جو ان روسی بدمعاشوں کے جال میں پھنس گئے تھے ۔ قیمت عہ

نقلی نواب ۔ آرسین لوپن کے متعلق بالکل نیا اور نہایت دلکش ناول ۔ لوپن کا سب سے پہلا اور حیرت خیز کارنامہ آرسین لوپن کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے ۔ ضخامت ۲۴۴ صفحات قیمت ۸؍

قاتل کون ہے ؟ نہایت ہی دلکش اور دلچسپ جاسوسی ناول بنگال کے مشہور و معروف ناول نویس بابو پنچکوڑی دے کے زور قلم کا کرشمہ ۔ اس میں ایک پر اسرار قتل کی تفتیش اور تحقیقات کا حال ایسے سنسنی خیز طریقہ پر درج ہے کہ صفحہ صفحہ پر پڑھنے والوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قاتل کون ہے ۔ لیکن لطف یہ کہ اس سوال کا صحیح جواب آخری صفحہ تک بھی نہیں ملتا ۔ اور جب ملتا ہے تو ایسا کہ پڑھنے والا ششدر و حیران رہ جاتا ہے ۔ قیمت ۵؍

لاکھ روپیہ ۔ یہ ناول بھی بابو پنچکوڑی دے کے ہی زور قلم کا نتیجہ ہے ۔ اس میں ایک لاکھ روپیہ کے گرانبہا ورثہ کے حاصل کرنے کے متعلق کئی اشخاص کی مجرمانہ کوششوں اور انہی کوششوں میں ایک کے اندر اپنی جان شیریں تک ضائع کرنے کی پر درد داستان ہے جو کہ از حد سبق آموز و عبرت خیز ہے ۔ قیمت ۱۲؍

ہم سے طلب کرو